به عون چمن پیرائی باغ کن فکان و تازگی بخش گلشن جنان

گلدستۂ ازہار نظم ارجمند و دستنبوی ریاحین معانی دلپسند مخزن فصاحت گستری و معدن بلاغت پروری

یعنی

کلام الملوک و ملوک الکلام

موسوم بہ

دفتر حسرت

المعروف بہ

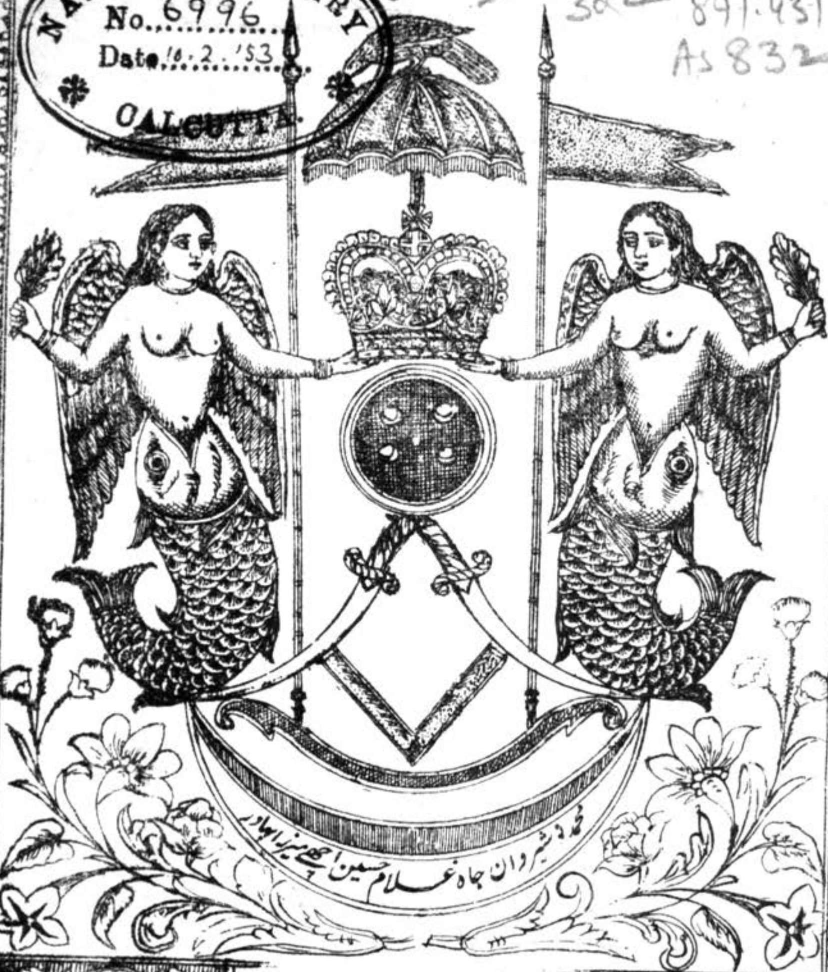
دیوان انجم

من تصنیف منیف شاعر ہمہ دان و بیر نگین بیان واقف موز خفی و جلی فرمانروائے اقلیم سخندانی تاجدار مملکت خوش بیانی حضور فیض گنجور سکندر صولت دارا سطوت قمر قدر صاحب عالم شہزادہ مرزا آسمانجاہ بہادر دام اللہ اقبالہم المتخلص بہ انجم خلف سلطان ابن السلطان حضرت سلطان عالم و عالمیان قیصر زمان محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودھ مرحوم و مغفور خلد آشیان

حسب فرمایش پرنس محمد نوشیروانجاہ مرزا بہادر

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں چھپا

سنہ ۱۹۰۵ع



بسم اللہ الرحمن الرحیم

گذارش مصنف

عبد پرگناه آسمان جاه بخدمت نکتہ سنجان وسخن فہم عرض پرداز ہے کہ اگر کوئی اس دیوان مین غلطی ملاحظہ فرمائین تو عیب جوئی سے ہاتھ اُٹھائین اصلاح فرمائین

نہین ہے مجکو سلیقہ سخن طرازی مین | امیدوار معافی ہون نکتہ چینون سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدور کیا جو وصف خدائے علیم کا
یارا نہیں جو شرح الف لام میم کا

ہم کرتے ہین گناہ وہ دیتا ہے ہمکو رزق
ادنیٰ یہ اک کرم ہے ہمارے کریم کا

تم پھیکدو جہان وہی باغ بہشت ہے
خواہان نہین ہے بندہ تمھارا نعیم کا

بندہ نوازیون مین تری کب کلام ہے
اک بات مین بڑھا دیا رتبہ کلیم کا

کیونکر نہ اپنی خلق پہ یکسان ہو تیرا لطف
رحمت احاطہ ہے ترے فیض عمیم کا

سجدے نکیون کرون تجھے اُٹھ اُٹھکے بار بار
خط ہے جبین پہ نقش سے علے العظیم کا

٢ ٥

انجم ہماری آنکھین کھلی ہین جو بعد مرگ
ہے رحم دیکھنا ہمین اپنے رحیم کا

گھر ہے مرے دل مین اُس بشر کا
مختار ہے جو خدا کے گھر کا

کیا حسن تھا جسکے دیکھنے سے
دو ٹکڑے ہوا جگر قمر کا

پڑھنے لگے جن یسبح الرعد
ڈنکا جو بجا تری ظفر کا

یون مدح نبی علی سے جیسے — کوزے مین سمانا بحر و بر کا

۳ ہے فخر غلامی اُس کی انجم ۱۳
جو فخر ہوا زمانے بھر کا

جو گدا ہو صنم ترے در کا — اُسکو رتبہ ملے سکندر کا
پھیر ہے کیا مرے مقدر کا — نہین ملتا پتہ ترے گھر کا
ایک قطرہ تھا دیدۂ تر کا — جسپہ دھوکا ہوا سمندر کا
خط کو اُسنے پڑھا رقیبو نمین — یہ بھی لکھا مرے مقدر کا
دم نکل جائیگا ابھی میرا — میرے پہلو سے تو اگر سرکا
آبرو ہو گئی دو چند مری — ہے یہ احسان دیدۂ تر کا
جو تصور کیا وہی دیکھا — دل بھی آئینہ ہے سکندر کا
لاکھون ظلم و ستم اُٹھاتا ہے — دل جو مفتون ہے اک ستمگر کا
جا کے غیرون کے گھر کر جانا — چومیئے پانون اُس ستمگر کا
حشر کہتی ہے جسکو خلق خدا — فتنہ ہے ایک تیری ٹھوکر کا
خضر جو بہکے بہکے پھرتے ہین — بھولے ہین راستہ ترے گھر کا
لاکھ نالے کرو نہین تاثیر — دل بنا ہے بتون کا پتھر کا

۴ ہم غلام علی ہین اے انجم ۱۴
خوف کیا آفتاب محشر کا

افسوس وقت ذبح بھی دامن کشان رہا — قاتل مری طرف سے سدا بدگمان رہا
تم تو چڑھے ہوئے ہو ہماری نگاہ پر — آنکھون مین جب سمائے تو پردہ کہان رہا
اتنے تو چپے چپے پہ سجدے کیے تجھے — کیونکر کہین کہ دیر و حرم مین نہان رہا
پایا قرار وصل مین نہ ہجر مین بیقرار کیا — وہ بات بات پر تو بدلتا زبان رہا
جب سے دل مین گھر کیا تونے تو میری جان — پھر کیا سبب کہ میری نظر سے نہان رہا
تیر نگاہ دل مین نہ بیٹھے تو کیا کرے — چھانا کرو جسے وہ کلیجہ کہان رہا
جلوے دکھائے پردۂ قدرت کی آڑ مین — پھولون کی اوٹ سے صفت بو عیان رہا
اتنا تو اپنے بادہ کشون کا ہو خیال — بے خانمان کیا تو وہ خود لامکان رہا
بت منھ کے بل گرے ہین تری آستان پر — کیونکر کہون کہ سجدہ گہ انس و جان رہا
اللہ ری ٹھنڈی ٹھنڈی تری پاپسائیان — زاہد اذان کے پردے مین گرم فغان رہا
عاشق کا دل تو بڑھ کے نہ تھا کوہ طور سے — موسی کہو وہ برق تجلی کہان رہا
بیت العتیق کعبہ ہے بیت الشرف ہے دل — اسمین خیال ماہ وش و مہ رخان رہا
اسپر بھی حشر ہو تو اسے کیا کرے کوئی — دل تھام تھام کر تو ترا ناتوان رہا
ہون بے نیاز آیۂ بئس المصیر سے — ممنون دستگیری پیر مغان رہا
دل رہنمائے مسلک راز و نیاز ہے — یہ خانقاہ رسم و رہ سالکان رہا
دل اور کعبہ رتبہ مین یکسان ہے آسمان — بت اسمین اور اسمین خیال بتان رہا
دیوانہ دل تو کہنے کو ہے آسمان وے — وارستہ فریب الف قامتان رہا

سینے مین یان تو دم ہے ہمارا رُکا ہوا   وہ آئے یا نہ آئے اجل تجھکو کیا ہوا
دل کی مرے مراد ملی تیرے ہاتھ سے   دستِ کرم ترا مرا دستِ دعا ہوا
یون اُٹھتی ہے ہمارے دلِ ناتوان سے آہ   جسطرح سے چراغ دُھوان دے بجھا ہوا
دلبر سوا تمھارے نہین دوسرا کوئی   تمنے نہین لیا جو مرا دل تو کیا ہوا
اچھی نہین یہ گرمیان عاشق سے اے فلک   فریاد کرنہ بیٹھے کوئی دل جلا ہوا
ہر ایک آپکی تہ شمشیر آئے کیون   عاشق نہ ٹھہرا آپ کا میرا گلا ہوا
آئینے کو جو کہتی ہے حیران تمام خلق   دیدہ ہے یہ کسی کا پہ حسرت بھرا ہوا
در سے تمھارے دیکھ کے تمکو ہٹینگے ہم   سب ہے ہمارا طور کا قصہ سُنا ہوا
تجھسا حسین کسینے جو دیکھا ہو تو کہے   یوسف کی طرح کہنے کو کوئی ہوا ہوا
کسکے خرام ناز نے بیچین کر دیا   یارب یہ آج کونسا محشر بپا ہوا
پیغام وصل کہتے زبانی رسول کی   پر ہونٹھ سے نہ ہونٹھ ہمارا جدا ہوا
میدان حشر مین ارے دل تو تو پہلے چل   مین بھی پہونچ رہون گا تجھے ڈھونڈھتا ہوا
اُس بت کی چال دیکھو خدا کے لیے کوئی   قرآن گلے مین ڈال کے کیا با خدا ہوا
آیا خیال کون سے پردہ نشین کا آج   آنکھون پہ اپنے ہے جو یہ پردا پڑا ہوا
جس دل مین دیکھو جینے کی ہے آرزو بھری   پانی تمھاری تیغ کا آبِ بقا ہوا
روزن سے بھی وہ عربدہ جو جھانکتا نہین   ڈرتا ہے دل نہ ہوئے کسی کا لگا ہوا
کیون چاند نے چھپا لیا مُنھ آج ابر مین   چہرے سے کس کے دیکھا دوپٹہ ہٹا ہوا

بیت الصنم کو چھوڑ کے کعبے کو جائین کیون / زاہد تو ہی بتا ہے وہان کیا دھرا ہوا

ابرو کو دل پہ پہلے ہی وہ آزما چکا / خنجر گلے پہ پھیرا تو پتھر چٹا ہوا

کیا جانے آج آتا ہے قاتل ہمارا کیون / سر کو جھکائے تیغ بکف سوچتا ہوا

خون ہو کے دل ہمارا جو آنکھون سے بہ گیا / شاید نظر سے تھا یہ تمھاری گرا ہوا

فریاد جب کسی کی سنی تھرتھرا گیا / دل کا ہے کو مرا ہوا عرش خدا ہوا

٦ پوچھا وہی نکیر نے جو چاہتا تھا دل ١٩
انجم سوال قبر مرا مدعا ہوا

اگر بے گنہ خون دل ہے کسی کا / تو حاضر ہے سر ایسا کیا ہے کسی کا

جو عاشق نہ سمجھو تو اتنا ہی سمجھو / کہ پامال جور و جفا ہے کسی کا

اگر خلق طوفان باندھے تو باندھے / یہان تو تصور بندھا ہے کسی کا

کہے کون ترک جفا و ستم کو / کبھی اُسنے مانا کہا ہے کسی کا

سمجھ لو اجل اُسکی بے موت آئی / کسی پر جو دل آگیا ہے کسی کا

امید ترحم ہو اور آسمان سے / یہ ناآشنا آشنا ہے کسی کا

عجائب روابط زمانے کے دیکھے / کسی کا ہے خنجر گلا ہے کسی کا

یہ حُسن دو روزہ پہ کیون کبر و نخوت / صنم کیا ہے گویا خدا ہے کسی کا

نہین لٹ پٹا سرخ چیرا بندھا ہے / یہ جلاد خون سر چڑھا ہے کسی کا

نہین بے سبب نوح کا آیا طوفان / زمانے ہی سے دل پھرا ہے کسی کا

خفا گر نہو تم تو ہم نے سنا ہے
کہ عیار و پرفن بتا ہے کسی کا

ارے آسمان تیرا بیجا ہے شکوہ
زمانے مین کوئی ہوا ہے کسی کا

کہا مان اچھا نہین ظلم بیجا
ارے دل دکھانا برا ہے کسی کا

تمھین دیکھ دل پھیرے یہ کیا گمان ہے
اجی توبہ کیا سر پھرا ہے کسی کا

یہ مطلب نہین ہم ہین عاشق تمھارے
مگر ذکر ہم نے سنا ہے کسی کا

عجب خواب دیکھا ہے سر خالق
مرے سینے پر سر دھرا ہے کسی کا

مجھے اپنا عاشق نہ کہیے نہ کہیے
یہ کہدیجئے مبتلا ہے کسی کا

الجھنے سے دم کے یہ ثابت ہوا دل
گرفتار زلف رسا ہے کسی کا

کشاکش مین جو اپنے کام آوے انجم
سمجھ لو وہ مشکل کشا ہے کسی کا

انجم تمھین الفت ابھی کرنا نہین آتا
ہر ایک پہ مرتے ہو پہ مرنا نہین آتا

عالم کے حسین بھرتے ہین آنکھون مین تمھاری
دم عشق کا بھرتے ہو پہ بھرنا نہین آتا

ہم جان ہی سے اپنی گذر جائین تو بہتر
ہٹ دھرمی سے انکو جو گذرنا نہین آتا

لو نام خدا ہمسے بناتے ہین وہ باتین
جنکو کہ ابھی بات بھی کرنا نہین آتا

کہتے ہو مری لاش پہ مارا ہے یہ کسکا
کیون جی یہی کہتے تھے مکرنا نہین آتا

بکھرے ہوے بالون مین بھی ہین لاکھ ادائین
الھڑ کو ابھی ہیر سے سنورنا نہین آتا

کیا وصل کی شب کاٹی ہے فقرے ہی بتا کر
سچ ہے کہ تمھین بات کترنا نہین آتا

ایسا تو نہین میں کہ ہون آنکھون کا سرمہ
اے چرخ تجھے جور بھی کرنا نہین آتا

۸ حق یہ ہے کہ انجم ترا دل ٹھہرے تو کیونکر
سینے پہ انھین ہاتھ بھی دھرنا نہین آتا ۱۲

چارہ گر زخم جگر کا مرے ٹیسا کیسا
اُف ترا لطف یہ ناوک نظری سا کیسا

تجکو جب پایا تو بس اپنے ہی دل مین پایا
کعبہ کیسا بُتِ بیباک کلیسا کیسا

ہمتو بے موت مرین آپ خبر تک بھی نہ لین
عجز اعجاز مین اے غیرت عیسیٰ کیسا

نام کو میرا نشان تک بھی نہ باقی رکھا
مجکو اس چرخ ستمگار نے پیسا کیسا

صوت وہ او ہی تھی جس سے تم آئے دل مین
بار بد کیسا مری جان نکیسا کیسا

خواب مین ات کو او سروِ گل اندام آکر
پھر گیا آنکھون مین تو کبک دری سا کیسا

تیرے آنے کا گمان تیرے تغافل کا خیال
ساتھ ہے قبر مین نیکی و بدی سا کیسا

ہے قسم تمکو سلیمان کی جو پردہ رکھو
آدمی ہو تو یہ انداز پری سا کیسا

میری حالت پہ تمھین گر نہین افسوس آتا
دھبہ آنچل مین یہ آنسو کی تری سا کیسا

آپکا رحم بھی ہے جور کا پہلو رکھتا
دل کو سمجھانا مگر فتنہ گری سا کیسا

بوسہ تو دیتے نہین دل ہی مرا مانگتے ہو
کیون جی یہ حسن طلب مفت بری سا کیسا

۹ نجم طالع ترا پر ضو تو ہے لیکن انجم
جھلملاتا ہے چراغ سحری سا کیسا ۷

نہ تڑپا مین فلک زیر و زبر ہوتا تو کیون ہوتا
اثر نالون مین او بیداد گر ہوتا تو کیون ہوتا

مین سودائی مین دیوانہ مین سرگردان مین آوارہ
اگر اُس سنگدل کے دل مین گھر ہوتا تو کیون ہوتا

جگر میرا سا دل میرا سا الفت میری سی کسمین
کوئی میری طرح سینہ سپر ہوتا تو کیون ہوتا

خدائی بھر پڑی ہے سر جہان چاہا وہان پھوڑا
ترے کوچے مین او بیت شعر روشر ہوتا تو کیون ہوتا

یہان سر تھا ہتھیلی پر وہان خنجر بکف وہ تھے
ہمارے امتحان سے درگذر ہوتا تو کیون ہوتا

نہ قابل امتحان کے یہ نہ دلداری کے لائق ہے
ہمارا دل جو منظور نظر ہوتا تو کیون ہوتا

۱۰ تجھے اے آسمان خود ہی خبر اپنی نہین اب تک
خبر گیر اتراوہ بیخبر ہوتا تو کیون ہوتا ۹

شب کو میرا ساقی مہ رو جو میخوارون مین تھا
شمع پروانو نمین روشن تھی قمر تارون مین تھا

سونگھتے ہی مثل غنچہ ہو گیا دل باغ باغ
کیا اثر او گل ترے اترے ہوے ہارونمین تھا

کشتۂ تیغ تغافل کسلیے مجھکو کیا
مین بھی تو ایجان تیرے ناز بردارونمین تھا

جرم الفت کی سزا شاید انھین پھر دیگی
آج کیون غل توبہ توبہ کا گنہگارونمین تھا

کردیا آزاد کیون تونے مجھے ان سب کے ساتھ
مین بھی او صیاد کیا تازہ گرفتارون مین تھا

مجھکو بھی اک جام بھر کر دیدیا ہوتا کبھی
ساقیا مین بھی تو آخر تیرے میخوارونمین تھا

ہجر عیسیٰ مین خبر اگر کسی نے بھی نہ لی
اے خیال یار اک تو ہی پرستارونمین تھا

مجھکو کیا گر یوسف مصری بکے بازار مین
تو اگر بکتا تو بندہ بھی خریدارون مین تھا

۱۱ میری قسمت مین لکھی گردش بھلا کسواسطے
مین تو اے انجم ثوابت مین نہ سیارونمین تھا ۵

رات بھر اُس ماہ پیکر کا خیال آتا رہا
داغ دل انجم ضیاے ماہ دکھلاتا رہا

واے قسمت صورت غنچہ رہی دل بستگی
وصل کی شب بھی وہ گلرو مجھسے شرماتا رہا

اُنکی دزدیدہ نگاہون نے ستم برپا کیا
دیکھتے ہی دیکھتے دل ہاتھ سے جاتا رہا

پوچھتے کیا ہو ہوئی فرقت مین کیونکر زندگی
خون دل پیتا رہا لخت جگر کھاتا رہا

۱۲

کس بت بیدین کو انجم آپنے دل دیدیا
کیون زبان سے آپکی ذکر خدا جاتا رہا

۹

جو تیرے کوچے مین اُسکا مزار بن جاتا
ترے کرم سے ترا خاکسار بن جاتا

رقیب اپنا اگر دوستدار بن جاتا
تو پھر وہ یار بھی دو دن مین یار بن جاتا

جو اسکو عشق کسی کج کلاہ کا ہوتا
تو سیدھا یہ فلک کج مدار بن جاتا

جو تیرے دانتون کی رونمین یاد آجاتی
ہر ایک اشک دُر شاہوار بن جاتا

جو پاس یار کے چہرے کے آئنہ جاتا
تو میرے دل کی طرح بیقرار بن جاتا

ترا خیال جو ہمدم نہوتا الفت مین
تو گھر مرا مجھے کنج مزار بن جاتا

وہ بے نصیب ہون وحشی کہ میری بپت
جو پھول بھی کوئی ہوتا تو خار بن جاتا

جو کشتہ کرتی نہ سیماب کو ہماری آہ
کسی کا یہ بھی دل بیقرار بن جاتا

۱۳

مئے وصال پلا آج یار اے انجم
یقین جانو کہ مین بادہ خوار بن جاتا

۵

کسی پہلو دلکو قرار نہین مرے یار سے کوئی جا کہنا
کیا خوب نشانہ تاکا ہے اوتیر فگن ترا کیا کہنا

نہ وہ بت ہی ملا نہ خدا ہی ملا نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے
او زاہد تجھے خدا سمجھے ترا ناحق ہمنے سنا کہنا

اسے دیر سے کیا کعبہ سے کیا جدھر آپ ہوئے ادھر ہی پھرا
اے قبلۂ عالم چاہیے ہے مرے دلکو قبلہ نما کہنا

دل تیرا جو اپنا آجائے تو یہ پھر ہم پوچھیں تجھسے
کیون زاہد کوئی گنہ تو نہین بھولے سے بتونکو خدا کہنا

١٤
دن رات بہا ہی کرتے ہین یہ فراق مین یار کے اے انجم
گر سچ پوچھو تو زیبا ہے ان دیدون کو دریا کہنا
٥

شہید ناز کو مٹی جو وقت تملا دینا
تو حسرتین نہ کہین خاک مین ملا دینا

طریق اسکو نہین یاد جان لینے کا
ذرا اجل کو تم اپنی ادا سکھا دینا

بچین اسی کے تصدق مین ہٹ یاں میری
ہمارے بخت سگ یار کو دعا دینا

جو تمکو ہمسے کنارہ ہی کرنا ہو منظور
تو پہلے گور کنارے ہمین لگا دینا

١٥
ہزار نوح کے طوفان تمھین دکھاتے ہم
کہا تو ہوتا کہ انجم پلک دبا دینا
٧

جو دھونا تیرا دامن کا نہ کچھ کارگر تو کیا
گواہی دین ہمارے خون کی دیوار و در تو کیا

فقط ہو دور سے باتین بنانیکے مسیحا تم
لبو پر آگیا جب دم اگر پھر لی خبر تو کیا

خدا کیواسطے ڈرا و نڈر دیوانے سے اپنے
اُٹھالے آسمان سر پر جو یہ شوریدہ سر تو کیا

ہماری آہ نے دنیا جلا کر خاک کر ڈالی
اگر اے طور سینا تجھسے نکلا اک شرر تو کیا

عیادت کو جو تو آیا گیا مین جان سے اپنی
اگر مثل قضا عیسیٰ ہوا تیرا گذر تو کیا

اثر اُس سنگدل کے دلپہ ہو لے آہ تو جانین
اگر سا تون فلک تو نے کیے زیر و زبر تو کیا

۱۶ مقدر آسمان جاگے جبھی جب ہو وہ ہم پہلو ۱۱
وگرنہ تو جو یون سونیکو سویا عمر بھر تو کیا

رنگ بدلا ہے کئی دن سے مزاج یار کا
جوڑ شاید چل گیا پھر آج کل اغیار کا

کسقدر پایا سویدا دل عاشق نے اوج
رفتہ رفتہ تل بنا آخر ترے رخسار کا

اتنا آکر دیکھ جانا چاہیے تجھکو ضرور
حال ہے نوع دگر عیسیٰ ترے بیمار کا

بیخودی مین زخم دل پر جبکہ پڑتی ہے نظر
ہوتا ہے دھوکا تمھارے روزن دیوار کا

حال درد دل بیان کس سے کرون مین بدنصیب
تو ہی جب پرسان نہ ہوئے میرے حال زار کا

بات کرنا ہو گیا مشکل بتون کے سامنے
پڑ گیا پھندا گلے مین رشتۂ زنار کا

ہو گیا ہون ناتوان ایسا تمھارے ہجر مین
توڑنا مشکل ہوا ہے آنسوؤن کے تار کا

اک فقط تیرے کشیدہ ہونے سے یہ حال ہے
بھاگتا ہے سایۂ تک مجھسے تری دیوار کا

ناتوان ایسا ہون بسکہ خاک ہو جاؤن ابھی
سایہ پڑ جاے اگر مجھپر تری دیوار کا

اتنو صورت اپنی دکھلاؤ خدا کیواسطے
دم نکلتا ہے تمھارے طالب دیدار کا

۱۷ اپنی کم فہمی سے انجم ہم نہایت تنگ ہین ۷
ذہن مین آتا نہین مضمون دہان یار کا

ہٹا دو چہرے سے گردوپٹہ تم اپنے اے لالہ فام آدھا
تو ہو یہ ثابت کہ نکلا ابر سیہ سے ماہ تمام آدھا

ہوا تو ہے تیرے ہجر مین دل ہمارا جلکر کباب ساقی

کسر اگر ہے تو اتنی ہی ہے کہ پختہ آدھا ہے خام آدھا
یہان تو دل کو مرے جلایا وہان جلاینگے جسم میرا
یہ حشر پر کیون اُٹھا رکھا ہے حضور نے انتقام آدھا
ہماری الفت کا ذکر سُنکر عدو نکالے بھی شق تو کیونکر
کہ لفظ عشق مین بھی تو یہ شق ہے کہ ہے یہ عاشق کا نام آدھا
یہ چرخ کے دیدے کے تو نے مجھکو جو نیم جان کر رکھا ہے ناحق
حلال کر ڈال اب تو ظالم ہوا ہے جینا حرام آدھا
یہ کیسی دریا دلی ہے ساقی ہوس بھی دلکی ہوئی نہ پوری
جو کی عنایت بھی تو ادھوری اگر دیا بھی تو جام آدھا

۱۸
نظر جو پڑجائے اُسکے قامت پہ بس قیامت ہی آئے انجم
زمین مین گر جائے سرو خجلت سے اُسکی وقتِ خرام آدھا
۱۵

حرفِ مطلب زبان پہ لا نہ سکا — حال دل یار کو سُنا نہ سکا
وار خنجر کا مجھپہ کیون نہ کیا — دل نہ تھا یہ جو تو لگا نہ سکا
خود بخود دیکھ بیک چلے آئے — مین تو آنکھین تلک بچھا نہ سکا
تیری آنکھون نے وہ فریب دیا — آسمان گردشین دکھا نہ سکا
مار ڈالا ہمین تری چُپ نے — تو ذرا ہونٹ تک ہلا نہ سکا
رُک رہا دم جو آکے آنکھون مین — خواب کیسا خیال آ نہ سکا

چلی ایسی نسیم حسرت دید
وہ دوپٹے سے منھ چھپا نہ سکا

نہ رسائی ہوئی ترے در تک
اپنی تقدیر آزما نہ سکا

حشر مین تیرے ظلم یاد آئے
وان بھی دلسے تجھے بھلا نہ سکا

تھی گناہونکی یہ گران باری
لاش میری کوئی اٹھا نہ سکا

اسقدر بڑھگیا تصور یار
کہ مری آنکھونمین سما نہ سکا

ناتوانی نے آبرو رکھ لی
تیرے کوچے سے اٹھکے جا نہ سکا

جھک گیا کسکے بار احسان سے
آج تک چرخ سر اٹھا نہ سکا

نظر بد کا ڈر رہا مجھکو
اپنا زخم جگر دکھا نہ سکا

۱۹

لگ گئی آنکھ موت سے انجم
ایسا سویا کوئی جگا نہ سکا

۹

جور مین نام نکلتا ہی رہا
ظلم قاتل تجھے پھلتا ہی رہا

حلق پر یان تو چھری چل ہی چکی
پر اشارہ ترا چلتا ہی رہا

ڈھل گئی دوپہر آیا نہ وہ یار
نیل یان آنکھون سے ڈھلتا ہی رہا

کرتے رو رو کے کلیجہ ٹھنڈا
دل مگر ہجر مین جلتا ہی رہا

اٹھ گیا پاس سے وہ دل آزار
پر کلیجہ کوئی ملتا ہی رہا

چارہ سازی نہ چلی تیری مسیح
دم مرا تجھپہ نکلتا ہی رہا

لے تو آئے اسے ہم ہاتھون ہاتھ
دل مگر ہاتھون اچھلتا ہی رہا

چل گیا وار وہان نظر و نگا | دل سنبھلتے کا سنبھلتا ہی رہا

٢٠ ٩

نہ پھری تیری طبیعت انجم
وہ زبان تجھسے بدلتا ہی رہا

سرِ بالین جو وہ کھولے ہوئے گیسو ہوتا
میری الجھن مین نہ کچھ فرق سرِ مو ہوتا

باندھتا مین جو ترے تیر نظر کے مضمون
شعر بھی میرا بدلتا ہوا پہلو ہوتا

بس نہین چلتا جو اپنا ستم ایجادون سے
کاش اے یار خدا دل ہی پہ قابو ہوتا

تجھکو اے سروسہی ہم چمن آرا کہتے
غنچۂ دل مین نہان گر صفت بو ہوتا

دیکھ لیتا تجھے یوسف بھی تو سجدے کرتا
خم محراب عبادت خم ابرو ہوتا

مجھکو بھی بھر کے مزا عشق کا ملتا او بت
دل کے بدلے مرے پہلو مین اگر تو ہوتا

دل بھی جلتا شب فرقت مین اگر شمع صفت
بن ترے گرم کسیطرح نہ پہلو ہوتا

اوج پر ہوتا جو اے ماہ ستارہ میرا
میرے سینے پہ گلے کا ترے جگنو ہوتا

٢١ ٩

مے کا کیا ذکر کہ انجم ترے غم مین ساقی
جام کوثر بھی جو پیتا اُسے اُچھو ہوتا

منتشر گر اپنی آہون کا دھوان ہو جائیگا
آسمان اک اور زیر آسمان ہو جائیگا

نقش ہوتی جاتی ہین لاکھون تیری صورتین
کیا یہ دل بھی خطۂ ہندوستان ہو جائیگا

دل کو اس ناز و نعم سے پالتا کسواسطے
مین اگر یہ جانتا خواہان جان ہو جائیگا

قبر مین رکھتے ہو یار و قبلہ رو تم کیون ہمین
منہ ہمارا پھر سوے کوے بتان ہو جائیگا

جالگے گی کشتی دل ساحل امید پر — دیدۂ ترسے اگر دریا روان ہو جائیگا
لیچلا تھا دل انھین مین نذر دینے کے لیے — یہ نتھا معلوم وقف امتحان ہو جائیگا
وہ نچھوڑیگا کبھی دام بلا سے زیست بھر — جسپہ اے دل سایۂ زلف بتان ہو جائیگا
وہ ادھر دیکھین تو پھر حاجت بیان کی کچھ نہین — حال میرا خود بخود اُنپر عیان ہو جائیگا

۲۲ سب نکل جائینگی انجم تیرے دل کی حسرتین
جبکہ فضل خالق کون ومکان ہو جائیگا ۸

آہ وزاری مین مری پیدا اثر ہونے لگا — ان بتان سنگدل کے دلمین گھر ہونے لگا
جب فراق یار مین مین نوحہ گر ہونے لگا — دامن صحرا مرے اشکون سے تر ہونے لگا
طرز اُنکے پھر بدلتے جاتے ہین اے دوستو — پھر وہان شاید رقیبون کا گذر ہونے لگا
آسمان کو لائی چکر مین مری سرگشتگی — سایۂ خورشید بھی اب دربدر ہونے لگا
آسمان پر چاند خجلت سے نہ نکلے گا کبھی — بام پر اپنے اگر تو جلوہ گر ہونے لگا
پھر بہار آئی ہمارے گلشن امید مین — رفتہ رفتہ نخل اُلفت باور ہونے لگا
سر مرا زانو پہ اپنے رکھکے وہ رونے لگا — حال میرا جسگھڑی نوع دگر ہونے لگا

۲۳ فرقت دلدار مین کب چین آیا آسمان
گر ذرا آنسو تھمے درد جگر ہونے لگا ۱۳

مجھکو بسمل نہ چھوڑ جاتا تھا — ایک ہاتھ اور بھی لگاتا تھا
خواب مین بھی کبھی نہین آتے — یون نہ اے جان مُنھ چھپاتا تھا

وعدۂ حشر پر عبث ٹالا | تم کو صورت اگر دکھانا تھا
تم نہ آتے تو جان دے دیتے | آج ہمنے یہ دل مین ٹھانا تھا
مر مٹے ہم خبر نہ لی تونے | یون نہ عاشق کو بھول جانا تھا
خاک ہی مین ہمین ملا ڈالا | کسطرح کا یہ آزمانا تھا
دل نہین ملتا آپ کا نہ سہی | آنکھ تو میری جان ملانا تھا
دل نگاہون سے انکی کیون بچتا | یہ تو تاکا ہوا نشانہ تھا
جور سے ہاتھ کیون اُٹھاتے وہ | پھول میرے انھین اُٹھانا تھا
جو کہ جھوٹون نہ پوچھے بات کبھی | دلکو ایسے سے کیا لگانا تھا
شمع رکھی نہ تھی جو تربت پر | دل ہی آکر مرا جلانا تھا
بیوفا جسکو سمجھے تھے انجم | اُس سے بیکار دل لگانا تھا

۲۴
در جانان پہ کیون نہ سر پھوڑا
آسمان قسمت آزمانا تھا
۵

تیری فرقت مین ترے وحشی نے گر نالہ کیا | یاد رکھنا دونون عالم کو تہ و بالا کیا
ایک دن بھی وصل سے تونے کیا ہمکو نہ شاد | وعدۂ امروز فردا پر سدا ٹالا کیا
باغبان گلشن قدرت کا تو نیرنگ دیکھ | داغ دل مجکو دیا تجھکو اگر لالہ کیا
کوئی بھی نکلا نہ اس سے کام خود حیران ہون | کس توقع پر دل نادان کو مین پالا کیا
کوکب قسمت سے انجم کو نہین اصلا گلا | میرے دود آہ نے گیسو ترا کالا کیا

۲۵

دل و دلدار مین گھر کچھ نہ کیا
آہ و نالے نے اثر کچھ نہ کیا

غرق کر دینے تھے دونون عالم
تو نے اے دیدۂ تر کچھ نہ کیا

تم تو کہتے تھے مسیحا ہین ہم
چارۂ دردِ جگر کچھ نہ کیا

تیغ مین دل تھا جگر خنجر مین
آپ نے زیب کمر کچھ نہ کیا

ہمنے دل بھی دیا اور جان بھی دی
اُسنے منظور نظر کچھ نہ کیا

مار ڈالا ہمین دھڑکے دیکر
یہ تو اے مرغ سحر کچھ نہ کیا

۲۶ ایسے جلاد کو دل دے بیٹھے
آسمان جان کا ڈر کچھ نہ کیا ۵

اگر دم بھر کو آجاتا تو کیا تھا
مرا شانہ ہلا جاتا تو کیا تھا

موے ہم حسرت دیدار ہی مین
جو تو صورت دکھا جاتا تو کیا تھا

خیال یار نے دل مین جگہ کی
جو آنکھو مین سما جاتا تو کیا تھا

نہ کرتا شمع روشن قبر پر تو
مرا دل ہی جلا جاتا تو کیا تھا

۲۷ نہ جانا تھا تجھے گھر اُسکے انجم
جو دل تیرا بھی آجاتا تو کیا تھا ۹

ہے طرز جفا مین دلبری کا
قائل ہون تری ستمگری کا

کیا جانیے ہوش اُڑ گئے کیون
سایہ تو نہین کسی پری کا

بندہ ہے تری ادا کا بندہ
احسان ہے سر پہ کنکری کا

ہے ایک بلاے بد وہ کاکل — دعویٰ کرے کون ہمسری کا
آنکھون نے تری خدائی بھر کو — سکھلا دیا طرز کافری کا
قاصد کا دماغ عرش پر ہے — رتبہ جو ملا پیمبری کا
غم مول لیا ہے بیچکر جان — دل دیکھو تم اپنے مشتری کا
اے خضر کٹھن ہے منزل عشق — بیڑا نہ اٹھاؤ رہبری کا

۲۸

انجم ترے دل سے برق و سیماب
سیکھے ہین طریق مضطری کا

۹

راز الفت کا جتا کیون ندیا — حال دل انکو سنا کیون ندیا
حشر مین حشر بپا ہو جاتا — تمنے دیدار دکھا کیون ندیا
آپنے خط کو عبث چاک کیا — نام ہی میرا مٹا کیون ندیا
بیوفائی ہی اگر تھی منظور — تمنے پہلے سے جتا کیون ندیا
کیون کمی کی مرے نالو تمنے — عرش و کرسی کو ہلا کیون ندیا
مار ڈالا ہمین ای رشک مسیح — اپنا اعجاز دکھا کیون ندیا
کیون نہ مجرم کیا محشر مین مجھے — جرم الفت کا لگا کیون ندیا
اے خدا اسکو بنایا جو پری — مجکو دیوانہ بنا کیون ندیا

۲۹

کیون نکیرین سے چھپے انجم
نام اس بت کا بتا کیون ندیا

۱۱

درد دل بار بار کیا کہنا | آپ سے حال زار کیا کہنا
خوب گریے کو تو نے ضبط کیا | دیدۂ پردہ دار کیا کہنا
کھینچ لایا اُسے بھی تربت پر | نقش سنگ مزار کیا کہنا
تا دم مرگ انتظار کیا | چشم امیدوار کیا کہنا
کیا ہی نکلا ہے اُسکے قابو سے | دل بے اختیار کیا کہنا
نقد دل لے لیا تو چھوڑی جان | خوب کھایا اُدھار کیا کہنا
باز رکھا ہمیں گناہوں سے | خوف روز شمار کیا کہنا
اتنی قدرت پہ ایسا صبر کیا | صاحب ذو الفقار کیا کہنا
ایک عالم کو کر دیا بیخود | میرے مست خمار کیا کہنا
او خزاں تو بھی ہے غضب چالاک | کیا ہی لوٹی بہار کیا کہنا

۳۰ عشق میں نام کر دیا انجم
ارے رسوا و خوار کیا کہنا ۵

عہد و پیمان کو نہ یون دل سے بھلایا ہوتا | کبھی بھولے سے ادھر بھی نکل آیا ہوتا
حیف زخموں پہ نمک میرے نہ چھڑکا قاتل | دل لگانیکا مزا کچھ تو چکھایا ہوتا
کب سے ہم منتظر دید ہیں بیٹھے در پر | اپنا جلوہ کبھی ہمکو بھی دکھایا ہوتا
اے خدا مجھکو محبت جو بتوں کی دی تھی | تو نے دل بھی مرا پتھر کا بنایا ہوتا
دوستی اُنسے نکرتا اگر اے انجم تو | دشمن جان ترا کیون اپنا پرایا ہوتا

۳۱

مجھکو دے لئے ڈبو دیا ہوتا — دین و دنیا سے کھو دیا ہوتا

دل میں سو چٹکیاں نہ لیتی تھیں — ایک نشتر چبھو دیا ہوتا

تھا اگر دعویٰ مسیحائی — درد دل میرا کھو دیا ہوتا

تیرے عاشق کی لاش پر ظالم — ملک الموت رو دیا ہوتا

کوسنا بوسہ گالی یا کہ جواب — کچھ تو ہمکو تبون دیا ہوتا

وہ جو تھا بیوفا تو اے انجم — دل کسی اور کو دیا ہوتا

۳۲

اے دل ناداں یہ تونے کیا کیا — کس ستمگر پہ مجھے شیدا کیا

غیر سے الفت جو تھی تو نظر — پھر ہمیں کیوں آپنے رسوا کیا

جو کیا ہمیں نے وہ سب کچھ ٹھیک تھا — آپنے جو کچھ کیا اچھا کیا

گر میاں کہیں غیر نے اُسنے وہاں — میں یہاں انگاروں پر لوٹا کیا

جان لے لیتے ہو تم وقت خرام — یہ نیا تمنے چلن پیدا کیا

ہمنے مانا تم مسیحا ہو مگر — کس مریض ہجر کو اچھا کیا

آپ اپنے دل میں منصف ہوں فرا — قول کیا انجم سے تھا اور کیا کیا

۳۳

سینے سے اُس پری کے دوپٹہ جو ہٹ گیا — بیتاب ہو کے میں بھی گلیسے لپٹ گیا

دیدار یار کا نہوا خاک بھی نصیب — پردہ اٹھا نہ تھا کہ مرا دل الٹ گیا

تو ایک بار کوٹھے پہ آیا نہ اور مین | سو بار تیرے کوچے مین آکر ملپٹ گیا
اللہ رے شوق وصل کہ مرنیکے بعد بھی | مین خاک بنکے پاؤن سے اُسکے لپٹ گیا
دیکھی جو یار کے دُرِ دندان کی آب و تاب | اپنی نظر مین موتیون کا مول گھٹ گیا
ممکن نہین مزاج رہے ایک حال پر | یہ طرز ہے کہ بات کہی اور پلٹ گیا

۳۴ — ۹
یان ٹکٹکی لگی رہی در ہی سے آسمان
روزن سے جھانک کے وہ یار ہٹ گیا

خط نکل آیا ہے گردِ رخ انور کیسا | کلکِ تقدیر نے لکھا ہے یہ دفتر کیسا
تم تو کہتے ہو نہین بولتے ہم جھوٹ کبھی | لیکے دل پھر یہ مکرنا ہے [illegible] کیسا
جبکہ ملنا ہی نہین یار سے منظور تجھے | پھر یہ رہ رہ کے تڑپنا دلِ مضطر کیسا
طوق گردن مین پڑا پاؤن مین زنجیر گران | میری وحشت نے پنہایا مجھے زیور کیسا
ہے اگر شکل دکھانا تمھین منظورِ نظر | اے مری جان یہ پھر وعدۂ محشر کیسا
مین تو کشتہ ہون تری ناز و ادا کا قاتل | تیغ کہتے ہین کسے ہوتا ہے خنجر کیسا
خونِ دل فرقتِ ساقی مین پیا مین نے مدام | مے کہان جام کہان شیشہ و ساغر کیسا
شوق نظارہ لیے پھرتا ہے کوچے مین ترے | مل گیا اس دلِ گم گشتہ کو رہبر کیسا

۳۵ — ۹
جبکہ امید ہے بخشش کی خدا سے انجم
پھر تجھے دغدغۂ پرسش محشر کیسا

آنکھ اٹھا کر جدھر جدھر دیکھا | تجھکو اے یار جلوہ گر دیکھا

اپنے بسمل کو تو نے اے قاتل — مرتے دم بھی نہ اک نظر دیکھا
سجدۂ شکر حق بجا لائے — جبکہ اُس بت کا سنگ در دیکھا
نہ مسیحا کبھی بتوں کا دل — تجکو اے آہ بے اثر دیکھا
وہ نہ راضی ہوے کسی صورت — جو نہ کرنا تھا وہ بھی کر دیکھا
داغ دل کے سوا نہ کچھ پایا — نخل اُلفت مین یہ ثمر دیکھا
دلپہ برچھی سی لگ گئی آکر — کسنے روزن سے جھانک کر دیکھا
دل صد چاک اپنا یاد آیا — چاک جب دامن سحر دیکھا

۳۶ تیری فرقت مین ہمنے انجم کو
صورت سایہ دربدر دیکھا ۷

ہوا ہے ہمکو تو اے جان اب یہ ڈر پیدا — کہ دل کے دینے مین ہوئے نہ کچھ ضرر پیدا
اگر فراق کا یارا نہ تھا تو اے اللہ — نہوتے سینے مین میرے دل و جگر پیدا
وہ دل کو ہاتھوں سے تھامے ہوے چلے آتین — الٰہی آہ مین اتنا تو ہو اثر پیدا
عدم کو جائینگے کُھل کُھل کے سوچنے والے — نہوگی حشر تلک بندش کمر پیدا
ریاض دہر مین نکلی نہ آرزو دل کی — ہوا نہ نخل تمنا مین کچھ ثمر پیدا
بہایا کرتی ہے ناحق بھی رات دن آنسو — یہ روگ کیسا ہوا تجھمین چشم تر پیدا

۳۷ تڑپ تڑپ ہی کے تم جان دوگے اے انجم
اثر نہ آہ مین کچھ ہوگا عمر بھر پیدا ۵

اگر گھڑی بھر کو کبھی درد جگر کم ہو گیا
غم پہ غم یہ ہے کہ جاری دیدۂ نم ہو گیا

رات دن رہتا ہے یہ نالہ کنان شور جرس
اس دل وحشی کے ہاتھون ناک مین دم ہو گیا

کہتے جیتے جی دل وحشی پڑا ہے اضطراب
تو رہو گا گر مزاج یار برہم ہو گیا

موت سے بدتر ہے جینا فرقت دلدار مین
حق مین گویا خضر کے آب بقا سم ہو گیا

۳۸ ۵

جان و دل دینے مین اے انجم نہین تجھکو دریغ
تو بھی اپنے وقت کا گویا کہ حاتم ہو گیا

بحر الفت کا نہین دل کو کنارا ملتا
ڈوبتے کو نہین تنکے کا سہارا ملتا

گلشن دل کو مرے وقف خزان کسنے کیا
کوئی کانٹا بھی نہین او چمن آرا ملتا

پوچھ لیتا سبب قتل مین اس قاتل سے
بات کرنے کا دم ذبح جو یارا ملتا

دیکھے انداز تو سفاک کا کوئی قاتل کے
کبھی تنہا بھی ہے ظالم تو قضارا ملتا

۳۹ ۷

دل تو کیا جان بھی دیدیتے ہم اسکو انجم
گر ذرا بھی ہمین اس بت کا اشارا ملتا

کیا ہے چن چنکے ٹکڑے ٹکڑے اک اک استخوان میرا
نہ رکھا نام کو باقی ستمگر نے نشان میرا

خزان رخصت ہوئی پھر آمد فصل بہاری ہے
گریبان خود بخود ہونے لگا ہے دھجیان میرا

سوال وصل اس جلاد سے کرتا دیا ہے
گلا کٹوائیگی اک روز یہ میری زبان میرا

جہنم اور بھی دو اک نئے صاحب خلق کرتے
اگر تھا آپ کو منظور لینا امتحان میرا

زمانہ مین ہر اک شے جلکے ہو جاتی ہے خاکستر
یہان بالکل کلیجہ ہو گیا جلکر دھوان میرا

پس دیوار سکی جا کے نالے کر نہیں سکتا
گلا گھونٹا کرے گی کب تک اے ضبط فغاں میرا

کرو شکر خدا ہونے لگی مشق ستم انجم
کہ پھر ہوتا چلا ہے مہرباں نامہرباں میرا

ہو نہ آتا وہ دیر کیا ہوتا
وہ دل بیقرار کیا ہوتا

چلو اچھا ہوا کیا برباد
میرا مشت غبار کیا ہوتا

تیرے وعدے پہ ہیں جو دم بھرتا
ارے غفلت شعار کیا ہوتا

[illegible] وہ بیٹھے ہم آنکھوں سے
اور اے انتظار کیا ہوتا

دل نہ تھا جو ہیں جب اے انجم
یار پر اختیار کیا ہوتا

[illegible] زمانہ یار ہے اپنا
وہی پروردگار ہے اپنا

نہیں تیری خطا ستم ایجاد
دل ہی کچھ بیقرار ہے اپنا

[illegible] دیدی امید ہے اپنی
بیدیاری دیار ہے اپنا

پھونکے دیتی ہے سوزش غم عشق
گھر بھی دار البوار ہے اپنا

ہم غلام علی ہیں اے انجم
بس یہی افتخار ہے اپنا

سولی پہ خیال قد دلدار نے کھینچا
کانٹوں پہ ہمیں سبزۂ رخسار نے کھینچا

ہوتی ہی نہیں صبح کسی طور الٰہی
کیا طول قیامت کا شب تار نے کھینچا

تھا مین تو رضامند گنا ہون کی سزا پر — کیا تھا قلم عفو جو سرکار نے کھینچا
دل بھی مرے پہلو سے تڑپ کر نکل آیا — سینے سے جو ہین تیر ستمگار نے کھینچا
موجود تھے وہ سامنے میرے دم آخر — آنکھون ہی سے دم لذت دیدار نے کھینچا
پھندا وہ گلے کا ہوا صیاد کے ڈر سے — نالہ جو کوئی مرغ گرفتار نے کھینچا

۴۳
اسد رجہ مرے نام سے نفرت ہوئی انجم
اب ہاتھ عداوت سے بھی اغیار نے کھینچا

اُٹھ کے پہلو سے مرے آپکو جانا کیا تھا — میرے اس دُکھتے ہوے دلکو دُکھانا کیا تھا
ابھی آئے ابھی کہنے لگے لو جاتے ہین — آگ لینے کو جو آئے تھے تو آنا کیا تھا
سچ کہو یاد بھی ہین کچھ تمھین اگلی باتین — کیون جی کیسے تھے وہ دن اور وہ زمانا کیا تھا
اے جنون تھی مری ایذا نہ اگر تجھکو پسند — پھر مری راہ مین کانٹون کا بچھانا کیا تھا
کہہ تو او شوخ جفا جو تجھے ڈر تھا کسکا — دل چُرایا تھا تو پھر آنکھ چُرانا کیا تھا
مجھسے کاوش جو نہ تھی اے نگہ یار تجھے — درد بن بن کے مرے دل مین سمانا کیا تھا

۴۴
یہ تو ہے آپ ہی کی عقل کی خوبی انجم
جس سے واقف نہ تھے دل اُس سے لگانا کیا تھا

عرش اعلیٰ یہ ہے دماغ اپنا — کیون نہو خلد خانہ باغ اپنا
اشک حسرت شراب گلگون ہے — چشم خون بار ہے ایاغ اپنا
کون دلسوز کون ہے غمخوار — کسکو دکھلائین دل کا داغ اپنا

اُف نگر عشق شمع رویان مین | کیون بجھاتا ہے خود چراغ اپنا
عشق کی بحث دور کر ناصح | کون خالی کرے دماغ اپنا
گر نہین عظمتِ شہی نہ سہی | جدّ اعلیٰ تو ہے براغ اپنا

۴۵
شمع رویون پہ مرتے انجم
گل کیا ہمنے خود چراغ اپنا
۶

سینے سے لپٹے مرے وہ دیکھکر کالی گھٹا | یا خدا برسون رہے ساونکی رت والی گھٹا
اسقدر کیون روز محشر کو کیا تو نے دراز | یا الٰہی کیون شب فرقت مری ڈالی گھٹا
دیکھکر دیوانے تیرے آنہ جائین جوش مین | مستیان کرتی ہوئی اُٹھی ہے متوالی گھٹا
خاک مین ملجائیگا حسن دوبالا چاندکا | تدرد دیوگی تمھارے کانکی بالی گھٹا
سبزۂ صحرا ہے خط اور حسن ہے دریا ترا | پان کی لالی شفق ہے اور مسی کالی گھٹا

۴۶
منھ برستے مین بھلا کیا آئیگا انجم وہ یار
حسرتون کی کیون مری کرتی ہے پامالی گھٹا
۹

کبھی آکے میرے مزار پر کوئی پھول بھی نہ چڑھا دیا | تری اس حیا نے تو غنچہ لب مجھے خاک ہی مین ملا دیا
کبھی آہ سرد تھی دم بہ دم کبھی انکھڑیون کا آکے دم | ترے انتظار نے اے صنم یہ کرشمہ مجکو دکھا دیا
یہی میرے دلمین ہے آرزو یہی داغ ہے بت ماہرو | کبھی قبر پر بھی نہ آیا تو مجھے ایسا دل سے بھلا دیا
کبھی آگے تھا نہ یہ بانکپن کبھی ایسے تھے نہ ترے چلن | بھلا کچھ تو کہہ یہ فریب و فن تجھے یار کسنے سکھا دیا
ترے انتظار مین اے پری دم مرگ آنکھین رہین کھلی | مجھے کشتۂ حسرت دید کا مری آرزو نے بنا دیا

جو بروز حشر وہ پوچھیگا تو مین یہ کہونگا کہ اے خدا
مرے دل کی ساری یہی ہے خطا کہ بتون کا بندہ بنا دیا

مین بھٹکتا پھرتا ہون جا بجا نہین آہ ملتا ہے کچھ پتا
مجھے اپنے گھر کا بھی راستہ مری جان تمنے بتا دیا

کبھی صاف آیا نہ وہ نظر مری آنکھون ہی مین رہا لگا
مرے یار نے سر طور پر مجھے جلوہ اپنا دکھا دیا

۴۷ ۔ ۵

جو نکلتا ہے دھوان لبون سے تو ہے انجم اسکا یہی سبب
کہ فراق یار کی آگ نے ہر اک استخوان کو جلا دیا

یہ نہین وصل کی تدبیر نے پلٹا کھایا
ہمنشینون مری تقدیر نے پلٹا کھایا

دوست کیسا کہ ہوا دشمن جانی وہ یار
ہاے کیا آہ کی تاثیر نے پلٹا کھایا

کیا کہون سانپ سا اک لوٹ گیا دل پہ مرے
جب تری زلف گرہ گیر نے پلٹا کھایا

صید کرنیکا مرے قصد تھا خود صید ہوا
کیا ہی اے ترک ترے تیر نے پلٹا کھایا

۴۸ ۔ ۱۱

بزم اغیار سے وہ اٹھ کے مرے پاس آئے
آسمان خواب کی تعبیر نے پلٹا کھایا

صبر کو ہاتھون سے بسمل کیون دیا
دم تہ شمشیر قاتل کیون دیا

دل پہ قابو ہی نہ دینا تھا اگر
تو نے اے خالق مجھے دل کیون دیا

تم ستم کرتے نہین گر تل کی اوٹ
زیر ابرو تمنے پھر تل کیون دیا

چاہنے والا اگر سمجھا مجھے
رنج تو نے راحت دل کیون دیا

موت لکھ دی تھی جو قسمت مین مری
تو نے وقفہ تا بمنزل کیون دیا

خار گندا خار گل کے پاس کیون
دم تڑپ کر اے عنادل کیون دیا

تجکو پروا ہی نہین پروانے کی
تونے آتش شمع محفل کیون دیا

اے جنون دیوانہ راہوئے بس ست
مجکو یہ شوق سلاسل کیون دیا

پھول کسکے ہین چمن مین باغبان
تونے آنکھونسے بہا دل کیون دیا

یاررا بایار دلداری خوش ست
رنج اے زہرہ شمائل کیون دیا

۷۹

دیدیا جب دل تو انجم کیا ملال
اور اگر دینا تھا مشکل کیون دیا

۱۱

نہین اچھا دکھانا دل کسی کا
کہا بھی مان او قاتل کسی کا

تڑپتا ہے جو سینے مین دل زار
ہوا ثابت کہ ہے بسمل کسی کا

رلائے گا تجھے او شمع محفل
جلانا یون سر محفل کسی کا

تجھکو بھی ہے دعوائے خدائی
ترا بندہ نہین قائل کسی کا

سرک جاتے ہین اک جھلکی دکھا کر
کہ رہ جائے پھڑک کر دل کسی کا

جو دل اٹھا تو سارا کھل گیا حال
یہی تھا پردۂ محمل کسی کا

لگا کر تیغ اب کیا سوچتا ہے
لگا دے نام او قاتل کسی کا

سواد دل پہ ہے دھبہ لگاتا
وہ کاجل سے بنانا تل کسی کا

قطعہ

الٰہی خیر ہو پھر یاد آیا
وہ آجانا کسی پر دل کسی کا

وہ رو دینا کسی کا سر جھکا کر
وہ جھنجھلانا سر محفل کسی کا

۵۰ ۹

کسیکا روٹھ کر اُٹھنا وہ انجم
وہ رہ جانا پکڑ کر دل کسیکا

یون تو کہنے کو کیا نہین ہوتا
پر کبھی بت خدا نہین ہوتا

ہجر مین جو کہ ملتی ہے لذت
وصل مین وہ مزا نہین ہوتا

چاہتے ہین کہ دل کا حال کہین
پر زبان سے ادا نہین ہوتا

حال فرقت بیان کرون کیونکر
لب سے لب آشنا نہین ہوتا

کب قیامت یہان نہین آتی
کب ترا تذکرا نہین ہوتا

کالے کوسون ہے کوچۂ دلدار
خضر بھی رہنما نہین ہوتا

باوفا کسطرح کہین تمکو
کوئی وعدہ وفا نہین ہوتا

یہ بھی اپنا نصیب ہے ورنہ
درد تو لا دوا نہین ہوتا

۵۱ ۵

مرمٹا تیرے نام پر انجم
پر ترا خاک پا نہین ہوتا

دسترس نالۂ پر شور جو پایا کرتا
آسمان پھاڑ کے تھگلی یہ لگایا کرتا

عشق کی راہ سے افسوس کہ واقف ہی نہین
ورنہ مین خضر کو بھی راہ بتایا کرتا

سرد کردیتی جو نالون کو نہ اشکون کی جھڑی
دونون عالم مین یہ اک آگ لگایا کرتا

سیر گلزار کو وہ گل اگر آیا کرتا
بوی گل بنکے پئے دید مین جایا کرتا

کسطرح اُس سے بھلا بار وفا کا اُٹھتا
آسمان ناز جو تیرے نہ اُٹھایا کرتا

خونِ مرا قاتل کا دامنگیر ہو کر رہگیا
خود بخود محضر مرا تحریر ہو کر رہگیا

وہ گلِ خوبی جو آیا سیرِ گلشن کے لیے
یک بیک مین بلبل تصویر ہو کر رہگیا

مجھسے وہ تیوری چڑھا کر بولے دشمن خوش ہوے
وہ ہنسے غیرونسے مین دلگیر ہو کر رہ گیا

اُنکے دلسے اپنی گستاخی مٹا سکتا نہین
ہاتھ کا لکھا خطِ تقدیر ہو کر رہ گیا

۵۳
خود چلا جاتا ترے کوچے سے انجم کیا کرے
عشق گیسو پاؤن کی زنجیر ہو کر رہگیا
۵

وفورِ الفت مین اِن تونکو بیان کرین کیا کہ کیا جانا
اگر بری خبر کی خدا نے کہ ہمنے اپنا خدا نہ جانا

ستم کو تیرے ستم نہ سمجھے جفا کو تیری جفا نہ جانا
مگر یہ افسوس ہے کہ تو نے کبھی ہمین باوفا نہ جانا

تمھاری بے اعتنائیونکا گلہ نہین ہے نہ کوئی شکوہ
تمھاری صاحب خطا نہین کچھ ہمین نے دل خود لگا نہ جانا

تڑپ کے دیدی جان اُسنے آخر یہ تونے اُسکی نہ لی خبر کچھ
مریضِ فرقت کو مار ڈالا مگر مسیحا جِلا نہ جانا

۵۴
تجھے بھی لازم ہے کچھ ترحم کہ دلسے عاشق ہے تیرا انجم
ستم ہزارون سہے ہمیشہ مگر تجھے بیوفا نہ جانا
۶

پھیرا گلے پر بارہا لیکن نہ اسپر بھی کٹا
خنجر کو اپنے سنگدل تو سان پا پھر چڑھا

بوسہ تو لینے کو لیا پر خوف رنجش ہی رہا
خونِ عاشقِ ناشاد کا تل نہ بڑھا تل گھٹا

آزردہ کیون ہے تو بھلا بتلا تو کچھ بہرِ خدا
کی مین نے تیری کیا خطا کیون مجھسے تیرا دل ہٹا

وحشت کا میری بخیہ گر تجھسے نہوگا چارہ کچھ
تو نے گریبان کل سیا یان آج پھر دامن پھٹا

فکرِ کمر کو چھوڑ کر فکرِ دہن کرنے لگا
انجم مرا ذہنِ رسا اب دوسری جانب ہٹا

دیکھا نقاب ابر کو جھٹ پٹ ہٹا کر ماہ نے — سر سے جو کل اُس شوخ نے اوڑھا دوپٹا الٹ دیا

۵۵ روئے صبیح یار پر بکھری ہے یون زلف سیہ
جسطرح انجم چاند پر چھا جاتی ہے کالی گھٹا ۵

اگر بالفرض برسا ابر تر دو تین دن برسا — مگر کیا جوش ہوئیگا ہمارے دیدۂ تر سا
اگر فرقت مین تیری اے پری دل کھولکر رونا — روان ہوجائیگا آنکھون سے بیری اک سمندر سا
نہین کچھ بات کرنیکا تجھے ناصح وقوف اصلا — یہ کیسی ہے بات گویا کھینچ مارا تو نے پتھر سا
نہ آوارہ پھرو تم کو بکو دل مین رہو اگر — نہ ممکن ہوگا دنیا مین کوئی گھر تمکو اس گھر سا

۵۶ خوشی سے وامق و فرہاد آنکھون پر قدم لیوین
اگر ملجائے کوئی آسمان سا بادیہ فرسا ۵

فریب مین اُن بتون کے اگر رہا نہ دنیا کا مین نہ دین کا — بُرا ہو اس عشق کا الٰہی رکھا نہ اسنے مجھے کہین کا
جو امتحان سے تو نے دلمین ٹھانا کہا ہے دنیا کا پھر ٹھکانا — اُلٹ پلٹ کر دے زمانہ الٹا تیرا یہ آستین کا
ہے جان بر تیری سی سخت مشکل چڑھائیگا سولی بجکو قاتل — چھپیگا زلفون مین کیونکر اے دل کہ شانہ جاسوس ہے کمین کا
ستانہ بیکار ہمکو ہمدم نہ چھوٹینگے مرتے دم تلک ہم — عزیز جان کیون نہ ہو ترا غم کہ ہمنشین ہے دل حزین کا

۵۷ پھڑایا اُس بت کے آستان کو مٹایا کیا کیا مرے نشان کو
حسد ہے انجم یہ آسمان کو ہوا مین پیوند کیون زمین کا ۲۵

نہین بھاتا اُسے کوئی ہزارون پر جو مائل تھا — یہی تھین آرزوئین کیا خدایا کیا یہی دل تھا
تری قدرت کے صدقے تو نے کیا پوری تمنا کی — ہوا ہے زیب اب وہ جو لگے زیب محفل تھا

نہ پوچھو حال کچھ آوارہ و سرگشتہ کا اپنے
قیامت کا سفر بھی اُسکے آگے پہلی منزل تھا

نہین گر بیقراری دلکی صاحب حد سے گذری تھی
تو کیون تسکین کی تمنے نہ گر تسکین کے قابل تھا

وہ اگلی صحبتین یادش بخیر اب یاد آتی ہین
کوئی زہرہ جبین تھا اور کوئی زہرہ شمائل تھا

گئے مقتل کو کیون تم اور گر دیکھا تو کیا دیکھا
بھلا اتنا تو بتلاؤ کوئی ہم سا بھی بسمل تھا

سمندر کو جو شہرت دی نہین معلوم کیا باعث
مرے اشکون کا دریا بھی تو بے پایان ساحل تھا

تصور نے ترے لاکھون نکالین حسرتین دلکی
تری فرقت مین بھی ہمکو مزا وصلت کا حاصل تھا

نہین کچھ موسی عمران سے کم عاشق ترا اے بت
کہ بن دیکھے تری صورت تری باتون پہ مائل تھا

رہا نظرون مین تیری گر کے یہ نظرون سے بھی تیری
سویدا ے دل عاشق ترے رخسار کا تل تھا

خطا میری نہین کچھ کفر کا اطلاق کیون مجھپر
دکھا دیتے اگر قامت قیامت کا بھی قائل تھا

سنایا تھا تمھین منصف سمجھکر حال دل اپنا
مذمت تمنے کی ہوتی نہ گر تحسین کے قابل تھا

نہ چھوڑا مر کے بھی دامن ترا اگر ویدہ نے تیرے
غبار آسا ترے ہمراہ یہ منزل بہ منزل تھا

مجھے تو ناز ہے جلاد عالم بیقراری پر
شکیبائی کا مین دعوی اگر کرتا تو باطل تھا

یکایک آگیا کیون بن بلاے وہ مرے گھر مین
مرا آرام جان بھی یا الہی کیا مرادل تھا

ہوا ثابت کہ ہمدونون تجھی پر جان دیتے ہین
جہان نالہ کنان ہم تھے وہین شور عنادل تھا

نہ دیکھا موت کا مارا ہوا محشر مین بھی ہمنے
کوئی تھا کشتۂ ابرو کوئی مژگان کا گھائل تھا

کیا کیون ذبح بسم اللہ کہکر تونے او قاتل
کہ مشتق لفظ بسم اللہ سے خود تیرا بسمل تھا

تری رحمت سے کے بارے مین تجاہل عارفانہ ہے
کیا جہل مرکب جب تو مین کسطرح جاہل تھا

خداوندا اسکو کردیا خود رفتہ کیون تونے
بتونکی نذر کے قابل اگر تھا تو یہی دل تھا

نہ مرتے دم بھی صاحب سیر حال دل سنا تم نے
زبان کیون بندگی سیری مین کیا کچھ تمسے سائل تھا

اٹھائین سختیان سی سختیان کیون جان مدیکر
ترے سینے مین انجم دوسرا دل کیا تہ دل تھا

نہ کیونکر رحم آتا تجکو انجم پر کراے داور
گنہگار و نمین تھا لیکن تری رحمت کا قائل تھا

ہمارا دل تو ہے وابستہ گیسوے محبوبان
وہ دیوانہ تھا انجم جو کہ پابند سلاسل تھا

۵۸ ۲۱

چھپایا مدعاے دل جو تم نے کیا ہوا انجم
زبان کا کھولنا آگے بتونکے کوئی مشکل تھا

ہے زیر ابر حسن عجب ماہتاب کا
کونہ الٹ کے دیکھ لو تم بھی نقاب کا

بیجرم و بیقصور یہ باعث عتاب کا
آخر حضور مجھسے سبب اجتناب کا

بے خان ومان ہوا تو ہوئی انکے دلمین جا
ممنون مین تو ہون دل خانہ خراب کا

سینے کو چاک کرکے مرے دلکو دیکھلے
مجھسے سبب نپوچھ مرے اضطراب کا

منھ دھوکے رات بھر کا تو غصہ اتار لے
حاضر فلک ہے طشت لیے آفتاب کا

پردہ الٹ کے تونے تو دل ہی الٹ دیا
قائل ہے آسمان بھی ترے انقلاب کا

کیا کوئی نازکی ترے لب کی بیان کرے
ہم نے تو عطر کھینچ لیا ہے گلاب کا

رندونکو کچھ فضیلت عشق بتان سنا
زاہد کوئی تو کام کیا کر ثواب کا

اس ماہ وش سے میرے مقابل نہو سکا
دو روز مین اتر گیا منھ ماہتاب کا

او بت عبث تو کرتا ہے یہ لن ترانیان
کیا منھ جواب دے جو مرے لاجواب کا

واعظ سمجھ کے نوح کا قصہ بیان کر
افسانہ یہ بھی ہے کسی چشم پر آب کا

تم تو ہو پاس پھر ہے یہ دل بیقرار کیون
کھلتا نہین ہے مجھپہ سبب اضطراب کا

ساقی وہان تو ہے در توبہ کھلا ہوا
تونے ابھی سے حکم دیا سدّ باب کا

کیون مجھسے پوچھتے ہو کٹی زیست کسطرح
پابند مین نہین ہون حساب و کتاب کا

کیونکر جمال رخ سے ہم آغوش ہو نگاہ
تم تو اُلٹتے ہی نہین پردہ حجاب کا

آفت نہ ڈھاے خندۂ دندان نما ترا
کھلتا چلا ہے پھول چمن مین گلاب کا

یوسف کا قصہ کہتی ہے جسکو تمام خلق
چھوٹا سا تذکرہ ہے تمھارے شباب کا

سلجھا کے اپنی اُلجھی ہوئی کاکلونکو دیکھ
کھلجاے تجھپہ حال مرے اضطراب کا

قرآن تلک مین قصہ یوسف نے پائی جا
قائل ہون مین تو عشق فضیلت مآب کا

بوسیونکی باد صبا کو ہے آرزو
او شہسوار کھولدے تسمہ رکاب کا

۵۹ کیونکر نہووے بڑھ کے سلیمان سے مرتبہ
انجم گدا ہون مین تو در بوتراب کا ۸

تری فرقت مین ان دیدون نے وہ طوفان کیا برپا
جگر اور دل کا لے پیلے نہین لگتا ہے تھل بیڑا

نہ ہنسکر غیر سے دلکو ہمارے گدگداتا تھا
غضب ہے جائیگا ظالم یہ کیون دیوانیکو چھیڑا

نہ چھوٹا کوئی پھنسکر جیتے جی دام محبت سے
ترے گیسو نہین کافر قیامت کا ہے بکھیڑا

غضب ڈھایا یہ گھونگر والی پٹیان کیون بنا آئے
پھنسانیکو مرے ناحق نکالا اور اُلجھیڑا

چلا تھا کشتہ تیری سرد مہری کا کہ گھبراکر
وہین در دوزخ مالک نے جہنم کا ہر اک بھیڑا

بچے دل کسطرح تیری نگاہ و چشم و ابرو سے
کہین چورونکی ہے بستی سپاہی کا کہین پڑا

بیان احوال اُلفت کردیا تونے رقیبون سے
ارے او آسمان یہ بھڑ کا چھتہ تونے کیون چھیڑا

۶۰ ۹

بہاتے آنسوؤن سے ہین دل سوزان جو اپنا ہم
مراد آئی تھی اے انجم جو چھوڑا خضر کا بیڑا

تمھین مطلوب ہے ہمکو طالب دیدار ہونا تھا
بس اتنی بات پر اس حشر کا طومار ہونا تھا

الٰہی کچھ تو ہوتی پردہ داری جوش وحشت کی
ہر اک زخم جگر کو میرے دامن دار ہونا تھا

مری قسمت مین لکھدی تھی اگر سرگشتگی تونے
تو اے خالق مقدر بھی نگاہ یار ہونا تھا

محبت تجھسے او ظالم نہ کرتا مین تو کیا کرتا
مقدر مین تو رسوا او ذلیل و خوار ہونا تھا

جفا مین جو مزا پایا وفا مین وہ کہان لذت
مری قسمت سے دلبر تجکو دل آزار ہونا تھا

نہوتے نازنین گر تم اُٹھاتے ناز ہم کیونکر
تمھارے عشق مین ہمکو نحیف و زار ہونا تھا

وہی تو خون ہے جو اپنی آنکھوں سے بہا برسون
ہمارے قتل سے اُنکو خجل بیکار ہونا تھا

وہ منظور نظر ہر وقت رہتا اپنی آنکھون مین
بجاے روزن در دیدۂ بیدار ہونا تھا

۶۱ ۵

مین اب سمجھا بکھیڑا حشر کا تھا اس لیے انجم
کہ لطف از بام تیرے عشق کا اظہار ہونا تھا

غم ہجر تیرا ایجان جو نہ غمگسار ہوتا
تو عجب طرح کا صدمہ پئے جان زار ہوتا

مین ہزار بار جاکر اُسے درد دل سناتا
مرے یار بدگمان کو اگر اعتبار ہوتا

کہون کس سے حال کیا ہے کہون کیا ملال کیا ہے
نہ وہ دل مراد کھاتے نہ مین اشک بار ہوتا

مین وہ رہرو وفا ہون جو نہ میرے پاؤن پڑتا
تو کبھی نہ خار صحرا تجھے افتخار ہوتا

۶۲ نہین کچھ خطا کیسیکی ہے قصور تیرا انجم
نہ تو چاہتا کسیکو نہ ذلیل و خوار ہوتا ۵

خدا حافظ ہے تیرے اِن لگاوٹکے اشارونکا
ہوے دو ایک جانبر اور دم نکلا ہزارون کا

ذرا تربہ کوئی دیکھے شہیدون کے مزارونکا
چڑھاتے ہین وہ ایک اِک پھول اپنے باسی ہارونکا

لب جان بخش سے اپنے ذرا ہان کہکے دیکھو تو
اگر ہو امتحان منظور اپنے جان نثارون کا

دماغ عیسی دوران چہارم آسمان پہ ہے
لبون پر دیکھ کر دم وصل کے امیدوارون کا

۶۳ پکارین الامان دلکو فرشتے تھام کر انجم
پہونچ جائے اگر نالہ فلک تک بیقرارون کا ۷

کیا حسد دل آماج گاہ کا کیسا
ہدف بنا ہے فلک تیر آہ کا کیسا

بڑھی ہوئی ہے غضب سے کہین تری رحمت
معاوضہ مرے جرم و گناہ کا کیسا

جب اک جہان سے در گذرین تب وہان پہنچین
یہ پھیر پھار ترے گھر کی راہ کا کیسا

ترے لیے جو نہین سہے وفا کی پابندی
مرے لیے یہ بکھیڑا نباہ کا کیسا

لڑائی کی جو نہین تمنے ٹھان لی دل سے
تو پھر ہر اک سے لڑانا نگاہ کا کیسا

جو آپکو نہین منظور دلدہی صاحب
تو پوچھنا مرے حال تباہ کا کیسا

ڈبوندے کہین انجم یہ آبرو تیری
مزا پڑا ہے ترے دل کو چاہ کا کیسا

نہ کسی کے عشق مین مٹتے ہم نہ کسی کے سر پہ خون ہوتا
ط نہ کسی پہ اپنا دل آتا نہ بہار آتی نہ جنون ہوتا

تسلی دلکو دین کیونکر ستمگر کچھ تو کہتا جا ۔ ایضاً ۔ و یا سینے پہ اپنے رکھ لین پتھر کچھ تو کہتا جا

یہ دل سہتے سہتے سبھی کچھ سہے گا ۔ ایضاً ۔ زمانہ مگر تجھکو کیا کچھ کہے گا

پہلو سے مرے اُٹھ کے جو تو بیرحجان گیا ۔ ایضاً ۔ یہ جان سے لے کہ جان سے مین نیم جان گیا

گیسوے یار ترا زور گھٹا ۔ ایضاً ۔ دیکھ وہ اُٹھی ہے گھنگھور گھٹا

یہ کس موکمر کا خیال آگیا ۔ ایضاً ۔ جو اس شیشۂ دل مین بال آگیا

ابھی ہو پاس تم اور دل ہے بیتاب ۔ ایضاً ۔ خدا جانے کہ ہو وقت سحر کیا

کیا سیدھی نگاہون نے تو بسمل ۔ ایضاً ۔ کریگی دیکھیے ترچھی نظر کیا

گر خدا پوچھیگا کیون انجم کیے تو نے گناہ ۔ ایضاً ۔ صاف کہدونگا کہ رحمت پر تری نازان رہا

۶۴ دیدۂ نرگس نے اُس گل کے دل ۔۔ اور کیا دیکھا جو حیران رہ گیا ۱۴

تمکو یاس سے جسنے تجھے دیکھا ہوگا ۔ اے صنم اُسکو خدا ہی نظر آیا ہوگا

تھام کر جسنے کلیجہ تمھین دیکھا ہوگا ۔ بلمین کیا جانیے کیا اپنے وہ سمجھا ہوگا

بعد مردن جو مری آنکھون پہ باندھی پٹی ۔ رشک یہ آیا کہ دیدار خدا کا ہوگا

وہ تو دنیا ہی مین کرتا ہے قیامت برپا ۔ کوئی پوچھو تو سہی حشر مین پھر کیا ہوگا

عطر فتنے کا لگاتا ہے وہ مہندی ملکر ۔ آج پھر فتنۂ تازہ کوئی برپا ہوگا

تیر اگھائل نہین جلاد فلک کا قائل ۔ تجھسے بڑھکر کوئی سفاک بھلا کیا ہوگا

نیچی نظرون مین بتاؤ نہ یہ آلے بالے ۔ دل تو کیا ایک زمانہ تہ و بالا ہوگا

جو سر آنکھو پہ اُٹھ آتے ہین وہ ہین ناز ترے ۔ جو کہ اُٹھتا ہی نہین سر وہ ہمارا ہوگا

بے سبب تو نہین یہ نوح کا طوفان آیا — دل کسی تیرے دل افگار کا اُمڈا ہوگا

چشم بد دور ستم جو نظر انداز ہوا — تیر ن کرو وہ کلیجے ہی مین بیٹھا ہوگا

مجھسے اب پوچھتے ہین آپ کہ اب کیا ہوگا — وہی ہوگا مری قسمت مین جو لکھا ہوگا

تیرے چھلّے کا ہتھیلی پہ جو گل کھایا ہے — حشر کے روز یہ رشک ید بیضا ہوگا

آسمان غرق ہے دریاے محبت مین تو — شعر جو ہوگا ترا عشق مین ڈوبا ہوگا

۶۵

بے سبب تو نہین انجم یہ تمھاری اُلجھن
دل کسی گیسوے پرپیچ مین اُلجھا ہوگا

۱۴

جاتے جاتے لاش کو ٹھکرا گیا — اُٹھتے اُٹھتے اک قیامت ڈھا گیا

ہاے رے الھڑ پنا اُس شوخ کا — مجھکو روتے دیکھکر گھبرا گیا

بے سبب یہ کرب و بیتابی نہین — پھر کسی پر دل ہمارا آگیا

سر نہین اُٹھتا اُٹھائین ناز کیا — ناتوانی اب تو جی اُکتا گیا

اپنے جینے سے تنفر کیون ہوا — کس کا انداز تلون بھا گیا

جاتے جاتے لوٹ آئے آپ کیون — لیجیے یان دم مین دم پھر آگیا

دلکو کیون اتنا اُلٹا تلے ہے مرے — مفت کا کیا مال ظالم پا گیا

دل نہین پھولون سماتا ہے مرا — کون سا گل پیرہن یاد آگیا

آج کیون وہ دلکی بیتابی نہین — کچھ تو او جلاد تو سمجھا گیا

دل ہمارا عرش سے کچھ کم نہین — آہ جب کی ہمنے پتھرا گیا

گالیون کی گر گیا بوچھار وہ ۔ اک جھڑی ساونکی سی برسا گیا
مجھکو فقرے باز فرماتے ہین آپ ۔ یہ تو فقرہ آپ ہی پر چھا گیا
آپ اُٹھے مین نے دیدی اپنی جان ۔ یعنے مطلب آپکا مین پا گیا

٦٦ ۔ ٥

اُڑ چلا دل خود بخود کیون آسمان
کس پری رو کا تصور آگیا

وہ نظر سے گو کہ نہان رہا وے اُسکا دل مین خیال تھا
کیا غور ہمنے جو آسمان یہ فراق عین وصال تھا
ہوا مر کے ہمکو یہ تجربہ کہ یہ زندگی کا مآل تھا
جسے عمر خضر ہوئی عطا اُسے اک نفس بھی وبال تھا
نہ ثواب ہی کے لیے جزا نہ پئے گناہ کوئی سزا
تری غفلتون سے یہ کھل گیا کہ تجھے ہمارا خیال تھا
نہ وفا یہ تمسے بجد ہوئے گئے اپنی جان سے اسلیے
ہمین جان دینا تو سہل تھا تمھین قول دینا محال تھا

٦٧ ۔ ١١

اگر آگے داور حشر کے وہ مکر بھی جاتے تو ہوتا کیا
ترا درد دل ہی خود آسمان ترے دلکے دُکھنے پہ دال تھا

مجھے محشر مین ہونا ہے گریبانگیر قاتل کا ۔ مرے بازو پہ کوئی باندھ دو ٹکڑہ مرے دل کا
ہوا لے حسرتِ دیدار نے کیسا غضب ڈھایا ۔ کیا برباد مجنون کو اُڑا کر پردہ محمل کا

ذرا تو چین سے لینے دو عزیزون کیون ستاتے ہو
پڑا رہنے دو دم مارے تھکا ماندہ ہون منزل کا

وہ کھینچے تیغ مجھ پر یہ سراسر ہے غلط فہمی
کہان سر مجھ سیہ رو کا کہان احسان قاتل کا

نہ موت آئی نہ عزرائیل پھر قبض روح آئے
الٰہی کس کے قبضے مین ہے قبضہ تیغ قاتل کا

کسی پہلو نکلتا ہی نہین سینے سے یہ ظالم
ترا تیر نظر ارمان بن بیٹھا مرے دل کا

نہ کھینچی تیغ او ظالم مگر دل ٹکڑے کر ڈالا
کیا ارمان کیون پورا نہ اپنے نیم بسمل کا

جبھی جانین نمونہ حشر کا خلقت کو دکھلا دو
اٹھا دو پردہ اے صاحب گرا دو میم مشکل کا

الٰہی شکر اتنی تو جگہ اُس بت کے دل مین ہے
نکالا مجکو محفل سے بنا کر حوصلہ دل کا

دکھائی دے رہی ہے کیا ہی نیرنگی زمانہ کی
یہ کس کا رنگ اُلفت بن گیا ہے رنگ محفل کا

[illegible]

۶۸
بپا اندھیر ہے دنکو نظر آنے لگے تارے
تصور بندھ گیا انجم یہ کس زہرہ شمائل کا
۷

جان دینا بھی محبت مین نہ کچھ کام آیا
اُلٹے ملزم ہوے الزام یہ الزام آیا

ڈھونڈھتا تھا تری گلیون کو کلیجہ پکڑے
وہ پر ارمان ہون ارم مین بھی نہ آرام آیا

بت پرستی مین بھی اللہ نے حسرت رکھی
مین سوے دیر بھی باندھے ہوے احرام آیا

چاندنی کیون نظر آنے لگی دھندلی دھندلی
کون سا ماہ لقا آج لب بام آیا

تو ہی کہہ حشر مین دامن ترا کیونکر تھامون
ہون وہ خود رفتہ کہ دل بھی نہ مجھے تھام آیا

نہ کرم کا ہے سلیقہ نہ ستم کا ہے وقوف
آج تک چرخ کہن کو نہ کوئی کام آیا

۶۹
ہائے ری تفرقہ پردازی قسمت انجم
ہو گئے ہونٹ جدا وصل کا جب نام آیا
۵

ہاتھ سینے سے جدا ہجر مین اک دم نہوا | رات آخر ہوئی پر درد جگر کم نہوا
نہ بندھا دل مین تصور ترے آنے کا کبھی | تیرا پہلو افق نیر اعظم نہوا
آہ سوزان نے سکھاے مرے آنسو ایسے | حیف صد حیف کہ دامان نظر نم نہوا
بات مین یار مسیحائی دکھائی تونے | زخم دل کا مرے منت کش مرہم نہوا

اُس دل آزار کے جانے پہ تو دے بیٹھا جان
جان کے جانے کا انجم تجھے کچھ غم نہوا

سارے عالم مین نور ہے تیرا | ہر جگہ پر ظہور ہے تیرا
شرق سے غرب قاف سے تا قاف | تذکرہ دور دور ہے تیرا
دل عاشق کو کیون جلاتا ہے | یہ بھی کیا کوہ طور ہے تیرا
مین کہان اور تیرا نام کہان | سب کرم کا وفور ہے تیرا
شب فرقت کو کیون دراز کیا | کیا یہ روز نشور ہے تیرا
اُس ستمگر کا کیا کرین شکوہ | او رے دل سب قصور ہے تیرا
رحم کر آسمان پہ اے باری | بندۂ پر قصور ہے تیرا

اُسکو کہتے ہین انجم عاصی
نام رب غفور ہے تیرا

جو دیکھا شمع کو دل سوز میرا | جلا ہے رشک سے پروانہ کیا کیا
سوال وصل پر محجوب ہوکر | وہ انکا ناز سے فرمانا کیا کیا

ابھی تو خیر سے ہے پر آگے آگے
دکھائے گا دل دیوانہ کیا کیا

زبان کے بند ہونے نے بچایا
نہین معلوم مین کہتا نہ کیا کیا

ہوا باندھی ہے نالون نے ہمارے
صبا پھرتی ہے بیتابانہ کیا کیا

تصدق تیرے او بیتابیِ دل
سنا اُسنے مرا افسانہ کیا کیا

کشش اُلٹی دکھائی آہ تو نے
کھنچا مجھ سے مرا جانانہ کیا کیا

نکل کر دل سے پکڑی اوٹ تل کی
تصور سے کیا پردانہ کیا کیا

نہ نکلی جان لاکھون ظلم جھیلے
دکھائی ہمت مردانہ کیا کیا

نہین موقوف کچھ محشر پہ صاحب
کروگے تم ابھی رسوانہ کیا کیا

نہ نکلا دم جو فرقت مین تمھاری
مرے دل مین خیال آیا نہ کیا کیا

نہ پوچھا اُسنے انجم کیا گذری
مگر اُس سے بن کہتا نہ کیا کیا

ہمکو تو ہی یہ بتلادے ہمنے کب اصرار ہی کیا
اچھا یہ بھی ہمنے مانا تجکو پیار ہی کیا

تجکو ظالم آنا تھا تو پھر یہ شرط فرصت کیا
تو نے پردے پردے مین تو یہ انکار ہی کیا

میری چاہت جھوٹی تھی تو پھر یہ شہرت کسنے کی
تمنے اپنے منہ سے دیکھو خود اظہار ہی کیا

تم تو میری آنکھو نین ہو تم تو میرے دل مین ہو
تمنے ظاہر کا یہ پردہ تو بیکار ہی کیا

مجھسے چارہ سازی اپنی درد فرقت کیا ہوتا
میرے دل نے تو خود مجھکو ناچار ہی کیا

انجم میرے جذب الفت نے ایسا کیا ناچار
آخر اسنے میری چاہت کا اقرار ہی کیا

۷۳ — ۹

وہ دل آرام کیون نہین آتا
دل کو آرام کیون نہین آتا

واسطے جسکے مین ہوا بدنام
لب پہ وہ نام کیون نہین آتا

یا الٰہی وہ ترک مے آشام
ہو گئی شام کیون نہین آتا

جور کیسا یہ چرخ نیلی فام
میرا گلفام کیون نہین آتا

مین نے مانا کہ دل نہین ناکام
پھر مرے کام کیون نہین آتا

بک گئے جسکے ہاتھ ہم بے دام
وہ گل اندام کیون نہین آتا

ساقیا سوچتا ہے کیا انجام
شیشہ و جام کیون نہین آتا

ہم لب گور ہو گئے ظالم
تو لب بام کیون نہین آتا

عشق کے باندھتا ہے انجم لام
خوف آلام کیون نہین آتا

۷۴ — ردیف بای — ۷

کیون خود بخود پھری نگہ یار کیا سبب
کیون سرنگون ہے ابروے خمدار کیا سبب

قسمت پلٹ گئی کہ نصیبا اُلٹ گیا
کیون خود بخود پھری نگہ یار کیا سبب

کیا آگیا قریب زمانہ وصال کا
کیون بیقرار ہے یہ دل زار کیا سبب

طاقت کہانسے آگئی اس ناتوان مین آج
دم توڑتا جو ہے دل بیمار کیا سبب

کس سے لڑی نگاہ یہ کیسا عتاب ہے
ہوتے ہین بند روزن دیوار کیا سبب

فرقت کی رات روز قیامت کہین نہو
ہوتی نہین جو صبح شب تار کیا سبب

۷۵ انجم گئے تھے اُنکو سنانے کیواسطے
پھر حال دل کیا جو نہ اظہار کیا سبب ۶

تھا دم ذبح جو سینے مین مرا دل بیتاب
ہاتھ رُک رُک گیا ایسا ہوا قاتل بیتاب

ہاتھ سے چھوٹ گیا دامن تسلیم و رضا
حیف صد حیف ہوا کیون دل بسمل بیتاب

تاب و طاقت جو نہ دیکھی ترے دیوانے مین
نالہ کرنے لگی ہو ہو کے سلاسل بیتاب

ایک سان قاتل و مقتول کو پایا ہمنے
آپ بیفکر ہین اور آپ کا بسمل بیتاب

باغبان کا نہین کھٹکا تجھے کچھ او صیاد
چیخ اُٹھین گے اگر ہونگے عنادل بیتاب

۷۶ تھام کر دل کو ذرا نالے کرو اے انجم
کہین ہو جائے نہ وہ رونق محفل بیتاب ۹

چین فرقت مین تری ہمکو بھلا آیا کب
تو نے آ کر دل بیتاب کو سمجھایا کب

ایک بوسہ جو دیا بھی تو خفا ہو کر
آٹھ آٹھ آنسو نہ تو نے ہمین رُلوایا کب

تو نے بے صبر جو سمجھا مجھے باعث کیا ہے
تو ہی بتلا مین تری چاہ سے پچھتایا کب

کون پابند وفا مجھ سا بھلا ہوئے گا
سیکڑون ظلم اُٹھایا کیا گھبرایا کب

لاش پر آیا اگر میری تو حاصل آئے
تو نے کب آنیکا وعدہ کیا اور آیا کب

ایک تمنا مرے دل کی ہوئی پوری کوئی
تجکو تہارا رے وعدہ جو پایا کب

چاہ مین اپنی کنوین ہمکو جھکائے کیا کیا
اپنا دیدار ہمین آپ نے دکھلایا کب

دن جو آہون مین گذارات کٹی زاری مین
مجھسے نالان نہین رہتا مرا ہمسایہ کب

آسمان بھی تمھین کچھ رنگ دکھاتا اپنا
تمنے محفل ہی مین اپنی اُسے بلوایا کب

کیون مری بات مین ناحق کوئی بولے کیا خوب
سامنے آپکے مُنہ کیون کوئی کھولے کیا خوب

گریبان غیر سے کر کر کے ستمگر تو نے
ڈالے عشاق کے سینے مین پھپھولے کیا خوب

زندگی بھر تری فرقت مین کہانتک روئے
اپنی آنکھون سے کوئی ہاتھ ہی دھولے کیا خوب

ہمسے تو کرتے ہو عیاری کی کیا کیا گھاتین
اور سے چھُنتے ہو رقیبون سے کے موے کیا خوب

مجھ سے کرتے ہو ہنسی پاس بٹھا کر اُسکو
غیر پہلے ہی مری جان کو رو لے کیا خوب

تم ستاؤ کوئی اُف تک نہ نکالے مُنہ سے
مُنہ مین رکھتا ہو زبان اور نہ بولے کیا خوب

ہمسے کہتے ہو کہ تمکو نہین پہچانتے ہم
ایسے ننھے مرے ایسے مرے بھولے کیا خوب

ہمسے اور آپ نباہین اجی توبہ توبہ

آپ اور ہمسے بناتے ہین تو لے کیا خوب

۷۸ ۵

منع کرتا ہے ہمین عشق بتان سے انجم
دل مین واعظ کے بھی اُٹھتے ہین ملوے کیا خوب

ہمسے نہوگی ترک وفا یہ اور کسیکو سنائین آپ
ہم نہ سنینگے حضرت ناصح لاکھ ہمین سمجھائین آپ

شرم وحیا کے پردے مین کرتے تھے ہمپہ جفائین آپ
آپ کو ہم پہچان گئے منھ آنچل سے نہ چھپائین آپ

زلف کا تیرے انسے کوئی مضمون جو رقم ہو جاتا ہے
فرط خوشی سے لے لیتا ہون ہاتھونکی اپنے بلائین آپ

واہ جی واس دیکھ لیا کیا وضع کی ہے یہی پابندی
کہتے اسکو ہین شرم وحیا ہم جاتے جائین آئین آپ

سن چکے حال پرسش محشر وعظ کی انجم حد بھی ہے
یہ تو نہین ہے حکم خدا روز ایک قیامت ڈھائین آپ

۷۹ ۷

ردیف تاے فوقانیہ

نقد جان دینے کو ہین جمع خریدار بہت
آج کل آپکی ہے گرمی بازار بہت

چاند سورج کی جو شہرت ہے تو ایسے در پر
پڑے رہتے ہین تمھارے پس دیوار بہت

خود ہمین دل نہین دیتے ہین کسیکو ورنہ
دل تو کیا جان بھی لینے کو ہین تیار بہت

کون سی بات سے دین دلکو تسلی اپنے
ایک دن بھی نہ تم آئے کیے اقرار بہت

اپنے بیمار کی للہ خبر لے جلدی
بڑھتا جاتا ہے ترے ہجر مین آزار بہت

ہیچ ہے تم سا ہمین کسکا ہے کو ملیگا کوئی
ہم سے مل جاینگے لیکن تمھین آیا بہت

کسقدر عشق جتایا ہے غزل میں انجم
بات تھوڑی سی ہے اور باندھا ہے طومار بہت

فرد

دلا تو چاہے اُس بت سے مدارات
ارے کم بخت چھوٹا منھ بڑی بات

۸۰

غزل

لیتے ہیں عبث مجھسے وہ اقرار محبت
چھپتے ہیں عیان ہوتے ہیں آثار محبت

کہنے ہی کو ہیں آپ مسیحاے زمانہ
کچھ بھی نہ کیا چارۂ آزار محبت

کیون کہتے نہ تھے ہم کہ یہ شہرہ ہے ہمین تک
اب کیا ہوئی وہ گرمی بازار محبت

اک حشر بپا ہے نہیں معلوم خدایا
آثار قیامت ہیں کہ آثار محبت

اے رشک مسیحا اگر آنا ہے تو بس آ
دم توڑ رہا ہے ترا بیمار محبت

اے دل تجھے امید رہائی کی ہے ناحق
چھوٹا ہے کبھی کوئی گرفتار محبت

۸۱

وہ اور ستائینگے زیادہ تمھیں انجم
گر کچھ بھی زبان سے کیا اظہار محبت

۶

دل لبھا لیتی ہے عاشق کا تمھاری بات چیت
بھولی بھولی گفتگو ہے پیاری پیاری بات چیت

اب یہ سب حیلے حوالے وصل کے بیکار ہیں
کھائیں قسمیں ہو چکی بس ختم ساری بات چیت

کیون دم گلگشت تم ساکت ہو کچھ منھ سے کہو
کیا اڑا لیجائیگی بلبل تمھاری بات چیت

تیر ہیں پلکیں بھوین خنجر نگاہیں برچھیان
مسکرا دینا چھری ہے اور کٹاری بات چیت

ہو چکیں غزلیں مری جان ٹھہر جا دن دو چار کا
تیرے منھ سے پیاری لگتی ہے گنواری بات چیت

باتوں ہی باتوں میں دل انجم کا تم نے لے لیا
سارے عالم سے انوکھی ہے تمھاری بات چیت

ردیف تاے ہندی

۸۲ — ۴

بیمار سے تیرے نہین لیجاتی ہے کروٹ — آآ کے صبا اُسکو بدلواتی ہے کروٹ

تو آکے بدلوا دے ذرا پیار سے کروٹ — بدلی نہین جاتی ترے بیمار سے کروٹ

گستاخ اگر مین ہون تو جو چاہو سزا دو — پر پھیر کے سوؤ نہ گنہگار سے کروٹ

انجم کو جو کوچے مین ترے آتی نہین نیند — سوتا ہے لگا کر تری دیوار سے کروٹ

۸۳ — ۹

دے نہ بیتے رقیب دم جھٹ پٹ — کھا گئے آپ کیون قسم جھٹ پٹ

یہی عاشق کے حق مین خیر ہوئی — کھل گئے آپ کے ستم جھٹ پٹ

کہین مضمون وصل بھول نجاؤن — اُسکو نامہ کرون رقم جھٹ پٹ

ابھی وہ اُٹھنے بھی نہین پاتے — یان بھر آتی ہے چشم نم جھٹ پٹ

گر کسی اور کو بلاتے ہین وہ — دوڑے جاتے ہین اُنکے ہم جھٹ پٹ

کوئی کر لو گواہ وعدۂ وصل — بھول جاتے ہو تم صنم جھٹ پٹ

کیا دھرا ہے ترا وہان زاہد — تو جو دوڑا سوے حرم جھٹ پٹ

مل گئی بندش دہان و کمر — لکھدے اے آسمان عدم جھٹ پٹ

بس تھا انجم کو خنجر ابرو — تیغ کیون تمنے کی علم جھٹ پٹ

۸۴ ردیف ثائے مثلثہ ۶

آفت اپنے سرپہ لاتے ہو عبث / اُنسے انجم دل لگاتے ہو عبث
ٹھیرو ٹھیرو دم نکلتے دیکھ لو / پھر ابھی آؤ گے جاتے ہو عبث
ہم تو یوہین کہتے ہین قاتل ہمین / زیرابرو تل بناتے ہو عبث
مر رہا ہون اے خیال یار مین / میری آنکھو مین سماتے ہو عبث
جب نہین اُنسے امید دلدہی / انگو درد دل سناتے ہو عبث
رحم کب آتا ہے اُس بے رحم کو / اشک اے انجم بہاتے ہو عبث

۸۵ ردیف جیم ۸

ہے التجا جو وصل بتان کی خدا سے آج / شرمندہ ہے اثر بھی ہماری دعا سے آج
حسرت نکل گئی جو دل مبتلا سے آج / مہمان اُٹھ گیا مری مہمان سرا سے آج
جلدی اُسے ہے اور مجھے انتظار یار / بے طرح کا پڑا ہے یہ جھگڑا قضا سے آج
یارب بجھائیو دل پُرآرزو مرا / بن ٹھن کے وہ نکلتے ہین دولت سرا سے آج
کس بے گنہ کا خون بہانے چلا ہے تو / پیدا جو شوخیان ہین ترے نقش پا سے آج
ٹکرا کے سر کو پھوڑا ہے دیوار کعبہ سے / فریاد کر رہے ہین بتو نکی خدا سے آج

نازان عبث ہے دل مراد عدو پہ یار کے | پھر ٹال دیگا دیکے وہ کچھ دم دلاسے آج

۸۶ ۶

کچھ اپنے سر کا ہوش ہے تمکو نہ پاؤن کا
انجم بگاڑ ہو گیا کس دلربا سے آج

بدلی نظر آتی ہے انکی نظر آج | کل سے زیادہ ہے یان درد جگر آج
جی مین ہے دل تھام کے کیجیے آہین | ہونگے فلک آسمان زیر و زبر آج
پہونچی شب ہجر مین جان پہ نوبت | مر گئے تقدیر سے مرغ سحر آج
اوج پہ ہے آج تو اپنا ستارہ | بام پہ بیٹھا ہے وہ رشک قمر آج
مین تری فرقت مین ہون کب سے تڑپتا | تجکو ہوئی بیخبر مری خبر آج

پہلے اُسے آسمان دیتے تھے تم دل
سوچنے بیٹھے ہو کیا نفع و ضرر آج

۸۷ ۵

ردیف جیم فارسی

طوفان سر پہ روز اُٹھاتے ہین جھوٹ سچ | جا جا کے لوگ اُنسے لگاتے ہین جھوٹ سچ
نوبت یہان تو جان پہ آئی فراق مین | وہ گھر مین بیٹھے باتین بناتے ہین جھوٹ سچ
معلوم ہو گیا کہ انھین مین نہین عزیز | قسمین جو میرے سر کی وہ کھاتے ہین جھوٹ سچ
سوز فراق کی تو شکایت نہین ہمین | دل مین ہمارے آگ لگاتے ہین جھوٹ سچ
شاعر ہے کون عشق کہان وصل و ہجر کیا | انجم یہ ساری انکی باتین ہین جھوٹ سچ

انجم اگر نہین در دلدار تک پہونچ
ہو جائے کاش روزن دیوار تک پہونچ

جاتا ہے کوئی کعبے کو اور کوئی سوے دیر
مجھ رند کی ہے خانۂ خمار تک پہونچ

نالے کی نارسائی نے عاجز کیا ہمین
ہو جاتی ورنہ آپکی سرکار تک پہونچ

یہ کیا ہے میٹھا باتین بنانا ہے دور سے
عیسے اگر بنا ہے تو بیمار تک پہونچ

لیجائیگی بہا کے کبھی سیل چشم تر
انجم کبھی تو ہوگی در یار تک پہونچ

پیچ کی باتین یار کرتا ہے — فرد — کسطرح دل مرا نکھائے پیچ

٨٥ ردیف حاے مہملہ ١٧

داغ ہین دلمین گلستان کی طرح
خار حسرت ہین بیابان کی طرح

ذبح کرتے ہین وہ کس نخوت کے ساتھ
ظلم بھی کرتے ہین احسان کی طرح

دفعتہً سامان بربادی ہوا
آگیا دل کسپہ طوفان کی طرح

ہے تمنا دل کو تیغ ناز کی
درد کی حسرت ہے درمان کی طرح

دم مرا نکلا ترے وعدے کے ساتھ
تیری شرمائی ہوئی ہان کی طرح

سادہ پن نے تیرے کی آفت بپا
کیا قیامت ڈھائیگی بانکی طرح

مین بیان کرتا ہون اپنا درد دل
چپکے سنتے ہین وہ نادانکی طرح

ناکہ مجنون ناقۂ لیلیٰ کے ساتھ
آگے آگے ہے حدی خوان کی طرح

باتون باتو نمین مری اُلفت کا حال
اُنسے کہدے کوئی بہتان کیطرح

ہے گلے مین آنکے خالی ڈھولنا
پڑ اُٹھا لیتے ہین قرآن کی طرح

دیکھ کر سمشاد قد یار کو
جل گیا سروِ چراغان کی طرح

قتل کی میرے مبارکباد دین
لوگ اُنکو عیدِ قربان کی طرح

مٹ گئے سب وُلولے سب حوصلے
وصل کی باتون کے ارمانکی طرح

چارہ سازی کیا کریگا چارہ گر
چاک ہے سینہ بھی دامانکی طرح

آرزو تیرِ نگاہ یار کی
رہ گئی سینے مین پیکانکی طرح

حشر مین ہمنے خیال یار کو
ساتھ رکھا دینُ ایمانکی طرح

۹۰
عشق مین بدنام ورسوا ہو گئے
آسمان تم آہ سوزان کی طرح
۱۰

بپا ہے خلق مین اندھیر میرے گھر کی طرح
دکھاوے جلوہ خدارا کبھی قمر کی طرح

لے اب خفا نہو آکے گلے لپٹ جاؤ
تمام دن بھی گذاروگے رات بھر کیطرح

جو تو نہ پوچھے تو پھر کون لے خبر اپنی
قضا بھی پھر گئی ہم سے تری نظر کیطرح

یہ کس نگاہ نے بجلی گرائی بجلی پر
تڑپ رہی ہے یہ کم بخت کیون جگر کیطرح

اگر مین قتل نہوتا تو وصل ہی ہوتا
ارادہ باندھا تو ہوتا کبھی کمر کی طرح

نہ بھیجا ہمنے کبوتر تو کیا ہوا ضد سے
وہ باتین کرتے نگے قاصد کی بالو پر کیطرح

تو ہی بتا کہ ہے کعبہ مین کیا دھرا زاہد
جو سجدہ گاہ خلائق ہے اُسکے گھر کی طرح

یہ آج کسنے خبر اُسکے آنے کی کہدی — نکل گیا مرا دم نالۂ سحر کی طرح
بھلا مین دیکھون تو کیونکر ہٹاتا ہے رضوان — وہان بھی جاکے دہئی دونگا اُسکے گھر کیطرح

پھرا جو کرتا ہے انجم یہ گنبد گردان
بھرا ہے آمین بھی سودا تمھارے سر کیطرح

۹۱ ردیف خای معجمہ ۵

وصل کی کوئی بتاتا نہیں کاہن تاریخ — حشر ٹھہرا کہ نہیں جسکا کوئی دن تاریخ
گویا مرنا مرا بے اصل تھا اُنکے آگے — سنگ تربت جو مرا چھوڑ دیا بن تاریخ
سال دو سال کا کیا ذکر مسیحا زمان — عمر کاٹی ترے بیمار نے گن گن تاریخ
سنگِ در جن کا رہا سجدہ گہ اہل سخن — نہوئی سنگ لحد کے لیئے ممکن تاریخ

امتحان لیتا جو انجم کا تھا منظور نظر
کیون نہ ٹھہرادی کوئی اوبت کم تاریخ

ہر ایک بات پہ یہ گفتگو تمھاری تلخ — فرد — یہ جان لو کہ ہوئی زندگی ہماری تلخ

۹۲ ردیف دال مہملہ ۷

پہونچ گئی جو مری تا بہ آسمان فریاد — فرشتے چیخ اُٹھے کہکے الامان فریاد
کیا کریگی جو بلبل یوہین فغان فریاد — لگین گی کرنے قفس کی بھی تیلیان فریاد

چلا ہون چھوڑنے جب کو بجوش وحشت مین | لگا ہے کرنے ترا سنگِ آستان فریاد
بتا تو کسنے ستایا ہے اسکو اے گلچین | جو کرتی پھرتی ہے بلبل جہان تہان فریاد
لبون پہ رہ گئی ہے بنکے مُہر خاموشی | کبھی جو آئی ہے فرقت مین تا زبان فریاد
برا ہے گُل کے لیے تیرا رونا اے بلبل | خدا کرے نہ سُنے تیری باغبان فریاد

۹۳
نہ پوچھو کیسی گذرتی ہے ہجر مین انجم
کبھی ہے نالہ وزاری کبھی فغان فریاد
۵

دل بھولتا نہین تری زلف رسا کی یاد | دیوانہ کہنے کو ہے پہ ہے کس بلا کی یاد
پھرنے لگی ہے نظرون مین گردش زمانے کی | آئی ہے جب تری نگہِ فتنہ زا کی یاد
آنا ہنسانا ہے ترا جانا رُلاتا ہے | وہ ابتدا کی یاد ہے یہ انتہا کی یاد
دل ہو گیا ہے کیسا ہمارا جفا پسند | جب سے ہوئی ہے ایک ستم آشنا کی یاد

۹۴
عقبے کو چھوڑ بیٹھے ہو دنیا کیواسطے
عشق بتان مین بھولے ہو انجم خدا کی یاد
۶

چو آن قاتل برای امتحان شد | زہر نقشِ قدم محشر عیان شد
دلِ وحشی عجب سرگرم فغان شد | تہ و بالا زمین و آسمان شد
اجل با ابروے او ہم رکاب ست | بلا با گیسوی او ہم عنان شد
دلم از آرزو ہا گشت خالی | جرس نالان بماند و کاروان شد
کسی رنگین لبِ معجز بیان را | بس ہمت خیالِ کشتگان شد

چنان فریاد کردم در تلاشت
که هر ناله محیط آسمان شد

شدم ممنون تائید الٰهی
که آن نامهربان هم مهربان شد

چو از پهلوی من آن یار برخاست
دلم آناً فآناً نیم جان شد

۹۵

چو در هجر تو نالان گشت انجم
ز هر اشکی دو صد دریا روان شد

گر شب وصل دلا ناله گلوگیر شود
مُهر خاموشی لب حاصل تقریر شود

خط محبوب تقاضای تمنا گشته
ای خوشا وقت که صرف دم تحریر شود

خط شوقیه خود را چو به بالش بندم
از قلق نغمه سرا بلبل تصویر شود

پیچ و تاب دل بیتاب چو آید به رقم
قلم از جوش جنون زلف گره گیر شود

۹۶

انجم شیفته این درجه فغان لازم نیست
باز آ باز که آن یار نه دلگیر شود

ردیف دال هندی

گر انهین هے اپنی صورت پر گهمنڈ
همکو هے اپنی محبت پر گهمنڈ

میرے اُنکے پهر بهلا کیونکر بنے
ختم هے دونون کی خصلت پر گهمنڈ

کیا نهین دیکهی بلندی آه کی
کیون فلک کرتا هے رفعت پر گهمنڈ

کام قارون کے نه آیا مال و زر
منعمو بیجا هے دولت پر گهمنڈ

بادشاہِ ہفت کشور ہے تو کیا | کرنہ دو دن کی حکومت پر گھمنڈ
دیکھکر آئینہ مجکو دنگ ہے | مجکو بھی ہے اپنی حیرت پر گھمنڈ
انکو اپنی صبح محشر پر ہے ناز | ہمکو اپنی شامِ فرقت پر گھمنڈ
چھپ چھپا کر دیکھ بھی سکینگے تمھین | ہمکو بھی ہے اپنی جرأت پر گھمنڈ

۹۷ ۵

کچھ نہین کرسکتا انجم آپکا
آسمان کرتا ہے جو حسرت پر گھمنڈ

آپ ہم سے جو کیا کرتے ہین بیکار گھمنڈ | چاہنے والے سے لازم نہین اے یار گھمنڈ
وعدۂ وصل پہ بھی کہتا ہے انشاءاللہ | تیری ہر بات مین ہے او بت عیار گھمنڈ
آج مین تمکو کسی طرح نہ جانے دونگا | تم نہ کرتے جو سہتے ہو ہمین ہر بار گھمنڈ
میرے دروازے سے کترا کے چلا جاتا ہے | تجکو کیسی ہے ظالم تری رفتار گھمنڈ

جب سے مطلب ہے ہمین چھٹ رہے سیدھا ہے
آسمان کرنے دو کرتے ہین جو اغیار گھمنڈ

سیکھے تیری کہین وہ ستم ایجاد نہ اینڈ | باغ مین دیکھکے تو سرو کو شمشاد نہ اینڈ

۹۸ ۵

ردیف ذال معجمہ

ہاتھ لگ جائے الٰہی کوئی ایسا تعویذ | میرے سینے پہ رہے یار کے سر کا تعویذ
تھک گئے ہم تو فسون ساز بیان کرتے کرتے | اُسپہ چلتا نہین مطلق کوئی گنڈا تعویذ

کشتۂ عشق و محبت ہون لحد پر میری
بدلے تاریخ کے لکھ دو کوئی حب کا تعویذ

ہوا عامل بھی تری سنگ دلی کا قائل
لکھ کے پتھر کے تلے اُسنے دبایا تعویذ

٩٩ کیون نہ تاثیر ہو تعویذ کی اُلٹی انجم
باندھا بازو پہ ہے اُس شوخ نے اُلٹا تعویذ ٨

ردیف راے

شبیہ خنجر قاتل بنا کر
رکھی سینے مین ہمنے دل بنا کر

جنون دلکو نہ میرے بیٹھنے دے
اُٹھا دے مست لایعقل بنا کر

نگاہ بد کا اندیشہ ہے مجکو
وہ بیٹھے ہین جبین پر تل بنا کر

جو قابو تجھپہ ہوتا میرا ایجان
تجھے پہلو مین رکھتا دل بنا کر

ڈرایا پرسش محشر سے ناحق
پشیمان ہون تجھے قاتل بنا کر

اُٹھایا حشر مین بھی مجکو اُسنے
سوال دید کا سائل بنا کر

اُڑا لیچل ہواے شوق مجکو
غبار رہرو منزل بنا کر

١٠٠ نکالا آرزوے دل کو انجم
تمناے دل بسمل بنا کر

ذو غزلین

لطف تو کرتا ہے مجھپر تو صنم اتنا تو کر
سیر ہو جائے مرا دل بھی ستم اتنا تو کر

حال کھلجائے زمانے مین محبت کا مری
قاتلا تجکو مرے سر کی قسم اتنا تو کر

خط کو پڑھتے ہی مرے آنکھوں میں وہ بھر لائے اشک
اے قلم حال دل اس بت کو رقم اتنا تو کر

۱۰ اے جنوں جوش محبت کا تقاضا یہ نہیں
سر مرا زانو پہ رکھ لے وہ صنم اتنا تو کر ۹

دل جو دکھتے تو نکل جائیں نہ آہیں کیونکر
ہے جفا عہد وفا تجھسے نباہیں کیونکر

مرتے دم ہی سرہانے میں مرے آجا ظالم
دیکھ تو پڑتی ہیں حسرت کی نگاہیں کیونکر

یک بیک آگئی آفت یہ خدایا کیسی
خود بخود لڑ گئیں اُس بت سے نگاہیں کیونکر

جان ہی تن میں نہیں یوں نہ تو کیا دیویں ہم
دل ہی سینے میں نہیں رکھتے کراہیں کیونکر

دل گیا جان گئی آنکھ ہوئی بند اپنی
آہ مسدود ہوئیں ملنے کی راہیں کیونکر

کچھ بیاں بن نہیں پڑتی تو ہی بتلا للہ
چاہیں کسطرح تجھے اور نہ چاہیں کیونکر

یہ فریبی تری چتون یہ سہانی صورت
تو ہی بتلائے کہ ہم تجھکو نہ چاہیں کیونکر

چار ہوتے ہی نگاہوں کے قیامت آئی
حشر ہونگی نکل آئیں یہ راہیں کیونکر

۱۰۲ چاہنے والونکی کچھ قدر نہیں ہے انجم
تم جنھیں چاہو بھلا وہ تمھیں چاہیں کیونکر ع

تم ہی بتلاؤ کوئی دلکو سنبھالے کیونکر
جو نہ روئے تو پھر ارمان نکالے کیونکر

نہ تسلی نہ تشفی نہ دلاسا نہ وفا
عمر کو کاٹیں ترے چاہنے والے کیونکر

یاں تو افشائے محبت نہیں کرنا منظور
توڑ کر سینہ نکل جاتے ہیں نالے کیونکر

کچھ نہ کچھ چاہیے ہے تجکو بھی امداد ضرور
بے ترے بار وفا کوئی اُٹھالے کیونکر

نہ تو کی آہ نہ تڑپے تری فرقت میں ہم
زخم دل ہو گئے کیا جانیے آلے کیونکر

گرمیِ جوش محبت تو نہ تھی او قاتل	پڑ گئے پھر تری تلوار مین چھالے کیونکر

١٠٣ جو نہ پابند وفا تھا تو بتا اے انجم ٥
بندھ گئے خون جگر سے ترے چھالے کیونکر

ہوئی وصلت مین لڑائی کیونکر	بگڑی کس طرح بنائی کیونکر
ان بتون کا نہین بندہ کوئی	پھر یہ کرتے ہین خدائی کیونکر
ایک بوسے پہ یہ حجت صاحب	اور ہوتی ہے رکھائی کیونکر
مجکو نظرون سے گرا کر مارا	لاش پھر تو نے اٹھائی کیونکر

١٠٤ تو تو مرتا ہی نتھا اُس بت پر ٨
موت انجم تجھے آئی کیونکر

آسمان چاہ جتائی کیونکر	اُنکو مطلب کی سنائی کیونکر
ہاتھ ٹوٹین جو چھوا بھی ہو ہاتھ	دُکھ گئی اُنکی کلائی کیونکر
پردۂ دل مین نہان تھا وہ پری	دیا آنکھون کو دکھائی کیونکر
عقل حیران ہے کہ اُس خالق نے	میری تقدیر بنائی کیونکر
تیغ کھینچے ہوئے آیا قاتل	دلکی اُمید بر آئی کیونکر
دل تو نکلا نہ کسی تیر کے ساتھ	حسرت دل نکل آئی کیونکر
اُنکے دلکی نہین کھل سکتی گرہ	ہو مری عقدہ کشائی کیونکر
دل نہین صاف تو پھر اے انجم	ہو ترے اُنکے صفائی کیونکر

غش آگیا ہے یار کی تنویر دیکھکر
کہدو کہ راستہ چلین رہگیر دیکھکر

دو چھٹے اور ہوگئی وحشت مری سوا
گردن مین طوق پانون مین زنجیر دیکھکر

وہ شمع رو جلاتا ہے مجھکو تو اسکو کیا
پروانہ کیون جلا مری توقیر دیکھکر

اے جذب عشق ایسا تو نقشہ مرا بنا
ہنس ہنس پڑے وہ شوخ بھی تصویر دیکھکر

مجھپر نہ میری آہ کا الٹا اثر پڑے
گرنا اگر تو اے فلک پیر دیکھکر

آنکھون کی راہ نکلا ہے دم انتظار مین
کرنا ہماری لاش کو تشہیر دیکھکر

کی میری آرزو پہ نکیرین نے فغان
خاک لحد سے مجھکو بغلگیر دیکھکر

حسرت بھری نگہ جو نظر آگئی انھین
آنسو ٹپک پڑے مری تصویر دیکھکر

۱۰۶

انجم ہماری آہ نے اتنا کیا اثر
رونے لگے وہ خود ہین دلگیر دیکھکر

۵

کرین بدنام کیون ناحق ستم کا حال کہہ کہہ کر
اسے ظالم بنایا آپ ہمنے ظلم سہہ سہہ کر

جنون عشق اے انجم لگا ہے اپنے قدمو نسے
مثال آبلہ پڑتا ہے اپنے پانون رہ رہ کر

مجھے وہ گالیان دیکر کرے کیونکر نہ دل خالی
بھرے ہین کان انکے کچھ نہ کچھ لوگون نے کہہ کہہ کر

کسی دن او ستمگر تو نہ بیٹھا آکے پہلو مین
بلا کا درد اٹھتا ہے ہمارے دلمین رہ رہ کر

شکایت آسمان سے تجھکو ہے بیکار اے انجم
ڈبوئی آبرو تیری ترے اشکون نے بہہ کر

۱۰۷ غزل در صنعت ذوبحرین کہ ہر مصرعش دو وزن میدہد ۵

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل | وزن دوم | فاعلاتن فعلاتن فعلن

کبھی انجم اُسے ہشیار تو کر | کوئی نالہ پس دیوار تو کر
دل بیتاب کو تسکین تو ہو | نہ دے بوسہ مگر اقرار تو کر
کہیں معشوق تو مشہور تو ہو | ہمیں رسوا سر بازار تو کر
تجھے معلوم تو ہو حال میرا | ذرا آنے کا تو انکار تو کر

انھیں انجم کبھی تو دیکھ تو لے
کسی دن حال دل اظہار تو کر

مربع

ذرا سی بات پر بیکار بیکار | اُلجھ پڑتے ہو ناحق ہمسے ہر بار
یہ ثابت ہو گیا ہے ہمکو اے یار | دل برخاستہ را عذر بسیار

مطلع

او ستمگر بس خدا کو مان کر | قتل کر سر پر مرے احسان کر

مطلع

مرضی ہے تری میرے تڑپنے مین اگر اور | خالق مرے دیدے مجھے دل اور جگر اور

۱۰۸ ردیف رائے ہندی ۷

دیتا ہے کوئی چاہنے والا بھی غمکو چھوڑ | ہم اُسکو چھوڑ دینگے نہیں دے وہ ہمکو چھوڑ

مرتے ہین سیکڑون تری وعدہ وفائی پر / ظالم خدا کو مان کے قول و قسم کو چھوڑ
ہے آپسا کوئی تو بتا دیجیے ہمین / جائین کہان ہم آپکے صاحب قدم کو چھوڑ
ہو جاتا سارا آپکا بیکار حشر نشر / دیتا جو میرا یار جفا و ستم کو چھوڑ
منظور ہے وہی ہمین جو کچھ خدا کرے / اب سوے کعبہ جاتے ہین بیت الصنم کو چھوڑ
لکھواتے نام آپ جو مجھ بیقرار کا / دیتے فرشتے ہاتھ سے لوح و قلم کو چھوڑ

پڑتے ہین دل پہ سیکڑون بل اور ہزار پیچ
انجم خیال کاکل پرپیچ و خم کو چھوڑ

۱۰۹ ردیف زاے معجمہ ۵

مین تو آتا نہین خطا سے باز / آپ کیون آئیے جفا سے باز
یار پر کوئی بات بار نہو / رکھ زبان حرف مدعا سے باز
کام دیوانگی مرے آئی / رکھ لیا پرسش خدا سے باز
پردے ہی پردے مین تمام کیا / آیا صاحب کی مین حیا سے باز

۱۱۰ دیکھ کہتے ہین رہ ارے انجم
الفت غفلت آشنا سے باز ۱۰

پردہ دار در دے نورانی ہنوز / ماہ کنعانست زندانی ہنوز
چارہ گر چاک گریبان را مدوز / ہست در دل شوق عریانی ہنوز
ای دلم بر دی بصد ناز و ادا / وائے مغروری بنادانی ہنوز

دل بتو وادم که جانِ من شوی | وای هستی دشمن جانی هنوز

زیرِ دیوار صنم افتاده ام | هست بر من ظل سبحانی هنوز

غرق کردی کشتی دل سیل اشک | پس چرا این جوشش طغیانی هنوز

نقش گشته صورتِ تو بر دلم | لیک حسن تست لاثانی هنوز

بارها شد امتحان عاشقی | وای نادانی که تو دانی هنوز

نقد جان در رونمائی داده | ای دلم در فکر مهمانی هنوز

چاک کردی سینهٔ و دل بارها
دست انجم در گریبانی هنوز

مطلع

ہم جو عاشق نہین برای ناز | کیا کوئی بارکش اُٹھائے ناز

١١١ ردیف سین مہملہ ٨

ہو نہ میری چشم تر سے شرمسار اکبرس | پھر برس جا ابر تر دو ایک بار اکبرس

تا بہ دامن کر گریبان تار تار اکبرس | جوش پر ہے اے جنون فصل بہار اکبرس

تیرے سر سے اُترے سارا بوجھ بھار اکبرس | اپنے اوپر سے مجھے صدقے اُتار اکبرس

سال بھر جب ایڑیان رگڑین تو آتے دن پھرے | اضطرار اگلے برس تھا انتظار اکبرس

تلوے کھجلاتے ہین تیرے اے جنون بیکل مجھے | خار صحرا کو نہ رکھ امیدوار اکبرس

تیرے چھلون کے جو ہمنے کھائے ہین گل جسم پر | پھیکے پھیکے ہو رہے ہین لالہ زار اکبرس

سنتے ہین پھر دلبری کا شوق ہے انکو ہوا | ہم بھی لے لین دل کسی سے مستعار اکبے بر

۱۱۲
کیا نہین باقی رہا انجم سا کوئی سرفروش
باندھے پھرتا ہے جو وہ قاتل کٹار اکبے بر
۹

تنگئی ہے درد درمان کی ہوس | بڑھ گئی ہے صبح ہجران کی ہوس
ق پھر بہار آئی بڑھے پھر ولولے | پھر ہوئی چاک گریبان کی ہوس
پھر نکالا گھر سے وحشت نے ہمین | پھر ہوئی کوہ و بیابان کی ہوس
تیغ ابرو کا چلا آ تیر تو وار | تھی جو دلکو تیر مژگان کی ہوس
کیون نہ کھٹکے دلمین کانٹے کیطرح | گل کی بلبل کی گلستان کی ہوس
ہمنشینون کیون نہ روؤن ہجر مین | کچھ تو نکلے چشم گریان کی ہوس
حال جنت سنکے واعظ کیا کرین | ہے ہمین تو کوے جانان کی ہوس
مرمٹا ہون تیرا جلوہ دیکھکر | گور پر بھی ہے چراغان کی ہوس

۱۱۳
کھینچتی پھرتی ہے کانٹو پر ہمین
آسمان فصل بہاران کی ہوس
۷

گر نہ ہوتا ہمین وفا کا پاس | دیکھ لیتے تری حیا کا پاس
دل نہ توڑو یہ ہے خدا کا گھر | کیا نہین ہے بتو خدا کا پاس
تب کیجیے ذبح دم لبون پہ ہے | آپ کیون کرتے ہین قضا کا پاس
کبھی بھولے سے پوچھے ظالم | چاہیئے کچھ تو آشنا کا پاس

نام رکھتے ہو قاضی الحاجات — تو کرو میری التجا کا پاس
پانون دھو دھو کے پیتے قاتل کے — گر نہوتا اُسے حنا کا پاس

١١٤ کیون نہین گھر مین آتے انجم کے — کیا نہین اپنے مبتلا کا پاس ٧

ردیف الشین المعجمہ

نہین ہمکو انجم کسیکی تلاش — جو ہے بھی تو بس اُس پری کی تلاش
ترے واسطے ہم تو کھوئے گئے — ہماری نہ تو نے کبھی کی تلاش
سنا ہے وہ آتے ہین خنجر بکف — ہوئی ہے ہمین جان بری کی تلاش
انگوٹھی سلیمان کی در کار ہے — کہ ہے آدمی کو پری کی تلاش
جسے دوست سمجھے تھے دشمن ہے وہ — نہین اب ہمین دوستی کی تلاش
گھٹا اُٹھی ہے آج مستانہ خوب — کرو میکشو میکشی کی تلاش

١١٥ بگڑتا ہے ناحق تو زہرہ جبین — ہے انجم کو تیری خوشی کی تلاش ٥

ہے دلمین اُنکے وصل کی تکرار کی خلش — ہمسے نکالتے ہین وہ بیکار کی خلش
کیونکر رقیب کھٹکے نہ اپنی نگاہ مین — بلبل کے دل سے پوچھے کوئی خار کی خلش
مرقد مین بھی نہ آئی ہمین نیند چین سے — مرنے پہ بھی رہی مژہ یار کی خلش
آنے نہ پائے لاش پہ بھی وہ ہزار حیف — جاتی نہین کسیطرح اغیار کی خلش

١١٦ سینے سے دلکو پھینک دے انجم نکالکے — جھگڑا چکے مٹے کہین ہر بار کی خلش ٥

انکو بغل مین دیکھکر جاتا نہو تو جاے ہوش
زلف سنگھا رہے ہین وہ یارب ابھی نہ آئے ہوش

سیر چمن کو گر کبھی آئے ہمراہ وہ سرو قد
بلبل و گل کے باغبان چٹکیون مین اُڑاے ہوش

ہوش نہ جب رہے بجا آئے وہ ہمکو دیکھنے
غش نے تو یہ دکھادیا اور نہ کچھ دکھائے ہوش

اپنا جنون منحصر فصل بہار پر نہین
یان تو خزان مین بھی کبھی ہمنے بجا نہ پاے ہوش

ایسا ہے بیحواس تو بھولگیا خود اپنا نام
یاد نے کسکی آسمان ایسے ترے بھلائے ہوش

مطلع

اب اور نہین کچھ دل بیمار کی خواہش
باقی ہے فقط اک ترے دیدار کی خواہش

۱۱۷ ردیف صاد مہملہ ۹

بے گناہ ہے تیری پناہ کی تخصیص
کہ ہے تجھی پہ ہر اک دادخواہ کی تخصیص

جو آپ سمجھے ہین مجرم ہمین تو کچھ نہین ڈر
کہ کی ہے آپہی نے دو گواہ کی تخصیص

فراق یار مین سب رو دئے بن نہین پڑتی
اثر کیواسطے کردی ہے آہ کی تخصیص

نہ دل چراتے ہمارا نہ تم خجل ہوتے
بے حجاب ہے نیچی نگاہ کی تخصیص

دکھادے اور کوئی اپنا یار زہرہ جبین
جو آسمان نہین اُس رشک ماہ کی تخصیص

پہونچ ہی جاتے کبھی پھر پھرا کے در پہ ترے
یہ تونے کاہیکو کی ایک راہ کی تخصیص

تمام خلق خدا مجھکو چاہنے لگتی
لگا نہ دیتا اگر تو نباہ کی تخصیص

وہ مجھسے کہتے ہین تم چاہتے نہین مجکو
مرے ڈبونیکو کرتے ہین چاہ کی تخصیص

۱۱۸

ہے تیری ذرہ نوازی کی یہ دلیل ادنا
کہ آسمان کے ہے ہمراہ جاہ کی تخصیص

بدلا نہ مجھ فقیر کی تقدیر کا خواص
تھا خاک پائے یار مین اکسیر کا خواص

جاتی ہے جان سیکڑونکی اک اشارہ مین
ابروئے یار رکھتے ہین شمشیر کا خواص

دل پیچ و تاب مین جو رہا کرتا ہے مدام
سیکھا ہے کسکی زلف گرہ گیر کا خواص

تیری وفا کا دل مرا پابند ہو گیا
رکھتی ہے تیری زلف بھی زنجیر کا خواص

سینہ کو توڑ کر نہ کرے دلمین تیرے گھر
انجم نگاہ یار مین ہے تیر کا خواص

ردیف ضاد معجمہ

۱۱۹

یان کفر سے غرض ہے نہ اسلام سے غرض
بس ہے اگر غرض تو ترے نام سے غرض

عیش و نشاط زیست ہے سب آپسے حصول
یان شیشے سے غرض ہے نہ ہے جام سے غرض

تم پاس ہو اگر تو برابر ہے رات دن
کچھ صبح سے غرض ہمین شام سے غرض

دل پھیر دیجیے نہ بگڑیے حضور آپ
یان بوسے سے غرض ہے نہ دشنام سے غرض

پڑ رہنے بھر کو چاہیے در پر ہمین جگہ
راحت سے کچھ غرض ہے نہ آرام سے غرض

آنکھین دلا لمین ہین رونے کیواسطے
ناکامیون سے کام نہ ہے کام سے غرض

۱۲۰

انجم کا شعر کہنے سے بکنا مراد ہے
تحسین سے کچھ غرض ہے نہ الزام سے غرض

چلے آؤ اگر دم بھر کو تم تو یہ جاتا رہے فی الفور مرض
کہ نہیں ہے بجز بیماری غم ہجران مجھے کوئی اور مرض

نہیں کہتا مین تمسے کہ چارہ کرو مگر آکے کبھی کبھی دیکھ تو لو
کہ سمجھتا نہیں ہے طبیب کوئی ہے تمھارے ہی قابل عرض مرض

مرے عیسی دم مرے بے پروا نہ علاج سے میرے ہاتھ اٹھا
نہیں بچنے کا یہ مریض ترا کہ ہے بڑھتا چلا بے طور مرض

نہیں اسکا تعجب یارو اگر مرے دلمین درد ہو رہ رہ کر
کرے غفلت عیسی دوران جب تو نہ بڑھے کیونکر دور مرض

تجھے انجم درد فراق بھلا کیون چین سے اٹھنے بیٹھنے دے
وہ مسیح نہ جب کچھ رحم کرے کرے کیون نہ جفا و جور مرض

۱۲۱ ردیف طاے مہملہ ۵

کبھی لکھتا ہون مین انکو اگر خط
چلا جاتا ہے قاصد بھولکر خط

نہیں آزاد کر سکتے ہین وہ
لکیرین اپنے ماتھے کی ہین سر خط

جو تم بے اعتنائی سے نہ لکھتے
نہ دیتا ہمکو قاصد پھینک کر خط

مری قسمت سے بھولا نام قاصد
نہ لکھتے تم تو ورنہ عمر بھر خط

۱۲۲ خوشی سے اٹھ کے انجم پاؤن چوما
کہ لایا یار کا ہے نامہ بر خط ۵

ے جنے تو کی نہ تھی الم و غم سے احتیاط
پھر کیا سبب جو انکو ہوئی ہمسے احتیاط

دل پر بلا کے پیچ نہ پڑتے ہزار ہا
کرتی جو آنکھ گیسوئے پر خم سے احتیاط

دشمن تو اک طرف ہمین فرقت مین ہے تری
یار و رفیق و مونس و ہمدم سے احتیاط

ہاتھ آگیا ہے جب سے ترے پانکا اگال
زخم جگر کو ہوگئی مرہم سے احتیاط

انجم ڈبو ندے یہ کہین آبرو تری
لازم ہے تجکو دیدۂ پر نم سے احتیاط

١٢٣ ردیف ظاے معجمہ

کچھ ہمارا نہین کرتے کبھی اغیار لحاظ
پر تمھارا ہمین آجاتا ہے ہر بار لحاظ

گفتگو کرتے ہین بیباک جو ہمسے ہوکر
کیا کرین وہ کہ اُٹھا دیتی ہے تکرار لحاظ

حیف جی بھر کے اُسے دیکھ نہین سکتے ہم
کرنے دیتا نہین آنکھین بھی ہمین چار لحاظ

ساتھ اشکون کے بہائیگا کہانتک اسکو
کچھ لہو کا تو کرا و دیدۂ خونبار لحاظ

وصل پر روز کیا کرتا ہے ٹالے بالے
کب تلک کوئی کرے او بت عیار لحاظ

خواب ہی مین کہین سینے سے لپٹ جا آکر
اپنے عاشق سے ہے پیارے تجھے بیکار لحاظ

١٢٤

وصل کا یار جو وعدہ نہین کرتا انجم
ہونٹھ کھلنے نہین دیتا ہے پئے اقرار لحاظ

نہین ہمکو ساقی کسی کا لحاظ
اگر ہے تو کچھ بیخودی کا لحاظ

اٹھاتے ہین باتین جو غیر فنکی ہم
ہے صاحب سب آپ ہی کا لحاظ

اُٹھا دون ابھی بزم سے غیر کو
نہین دشمنی سے اُٹھاتے وہ ہاتھ
مگر ہے تری برہمی کا لحاظ
کرون کب تلک دوستی کا لحاظ

۱۲۵
یون ہی رسم اُنسے جو انجم رہا
نکل جائیگا اُنکے جی کا لحاظ
۵

دم رخصت جو اُنسے کہکے مین اُٹھا خدا حافظ
لگے جھنجلا کے وہ کہنے بہت اچھا خدا حافظ

جو مین جاتا ہون اُٹھکر فی امان اللہ کہتا ہون
ترے مُنھ سے نہ او کافر کبھی نکلا خدا حافظ

کہا ہے کسنے تمسے چوموچاٹو جا کے پتھر کو
تمھارے زاہدو اب دین و ایمان کا خدا حافظ

حفاظت مین وہ دیکھے غیر کی تجھکو قباحت ہے
کبھی جو بدگمانی سے نہو کہتا خدا حافظ

۱۲۶
سُنا ہے آج وہ بت خوب ہی بن ٹھن کے آتا ہے
ترے دلکا ارے او انجم شیدا خدا حافظ
۵

ایک دل ہی نہین اُلفت کے اثر سے محفوظ
کان تک تیرے ہین مرنے کی خبر سے محفوظ

اُسنے مفتون کیا چن چنکے خدائی بھر کو
نرہا کوئی تری شوخ نظر سے محفوظ

اک نہ اک عیب لگا ہی دیا تونے اے دل
وہ بشر کون ہے جو ہے تری شر سے محفوظ

کیون نہو نام خدا آپکا کورا پنڈا | کہ ہے دل داغ محبت کے اثر سے محفوظ

ہم بیان کس سے کرین دلکی خرابی انجم
آبرو تک نرہی دیدۂ تر سے محفوظ

۱۲۷ ردیف عین مہملہ ۷

گر جفا کی نہو وفا مانع | کوئی ظالم نہین ترا مانع
چارہ گر کے اُٹھی ٹوٹین ہاتھ | ہو گئی درد کی دوا مانع
سامنے تیرے دم نہ نکلا ہاے | حسرتون کی ہوئی قضا مانع
کیون نہ اُلٹی نقاب چہرے سے | حشر کی کیون ہوئی حیا مانع
کیون نہ پھیری چھری رکا کیون ہاتھ | تیرا جلاد کون تھا مانع
چھوڑ کر پردہ ہٹ گیا وہ شوخ | نالہ دیدار کا ہوا مانع

۱۲۸ ۹

آسمان انس قمر کے اُنکا
ہوا اظہار مدعا مانع

بیوفائی کے لیے گر نہین پیمان مانع | جو ستم چاہو کرو کون ہے ایجان مانع
ہوتے ہم دیکھکے پہلو مین اُنھین شادی مرگ | گر شب وصل نہوتا غم ہجران مانع
اپنے تلوون ہی کے نیچے اِنھین مل ڈالی کبھی | تیرے نظارے کے ہین دیدۂ گریان مانع
غیر ممکن تھا ترے ہجر مین جینا لیکن | ایکدم مرنے سے کے ہین سیکڑون ارمان مانع
ہاے کیون چھوڑ دیا سینے مین تونے قاتل | حسرت دلکے نکلنے کا ہے پیکان مانع

کیون نہ کی چارہ گری اپنے مریض غم کی
کہیے تو کون تھا اے عیسی دوران مانع

توڑ کر ہمتو قفس تجھکو رہا کر دیتے
خوف صیاد ہے اے بلبل نالان مانع

چھپ کے راتونکی اندھیرے مین نکلتا ہے عبث
کون ہے دنکو ترا اے مہ تابان مانع

۱۲۹

کیا ہی دل کھول کے نالے کرون زیر دیوار
آسمان ہو نہ اگر یار کا دربان مانع

۴

ردیف غین معجمہ

زخم ہوتے بنے ہین چھل چھل کے داغ
کسکو دکھلاؤن الٰہی دل کے داغ

دیکھتے ہی چاند سا مکھڑا ترا
پڑ گیا دل مین مہ کامل کے داغ

سامنے غیرون کے کیا کھولون یہان
کچھ کا کچھ دیوین نہ یہ سب مل کے داغ

۱۳۰

داغ دوری نے دکھایا ہاتھ کا
آسمان تو بھی دکھا دے دلکے داغ

۷

کسکی بلا کو ہے غرض سیر چمن کو جائے باغ

قطعہ

اپنے جگر کے سامنے آنکھونمین کیا سمائے باغ

چھلنے کے تیر سے ہمنے گل کھلائے جو ہین ہزار ہا
سینہ ہمارا آپ ہے سرو رولن بجائے باغ

دیکھنے کے گلون سے کے ہین سالے پڑے ہوئے ہین
جائے خزان بہار آئے جلد خدا دکھائے باغ

تالون سے آنکے باغبان کیون نہ اڑین گلونکے ہوش
بھر گئی ہے دماغ مین بلبلون کے ہواے باغ
کس مین ہین ایسی قدرتین صدقے مین تیرے باغبان
باغ کو تو بناے دشت دشت کو تو بناے باغ
خون سے ہمارے قاتلا جو ہر ون کا چمن کھلا
تیغ کی دھار پر ترے زخمی نے ہین لگاے باغ

دلکو تمھارے آسمان لے گیا کون غنچہ لب
سینے پہ ہاتھ رکھکے کیون کہتے ہو تم کہ ہاے باغ

۱۳۱ ردیف فا ۷

لیچلی وحشت بیابان کیطرف
ہاتھ دوڑا جیب و دامان کیطرف

اے مسیحا آنکھ اٹھا کر دیکھ لے
اک نظر بیمار ہجران کیطرف

دل نہین لیتے تو یہ بتلایئے
میل ہے ایجان کیا جان کیطرف

دیکھ لو میرے دل پر داغ کو
کیون چلے صاحب گلستان کیطرف

جذب مقناطیس الفت مین بھی
دل کھنچا جاتا ہے پیکان کیطرف

رات گذری تارے ہی گنتے ہمین
پڑ گئی تھی آنکھ افشان کیطرف

۱۳۲ ۷
آسمان آنسو تو تھمتے ہی نہین
دیکھون کیونکر روے جانان کیطرف

نہ تھا دل ہمارا کبھی غم سے واقف
مگر اب ہوا آپکے دم سے واقف

یہ تبلاؤ ہمکو بھی پہچانتے ہو
ہمین کیا جو ہو سارے عالم سے واقف

عبث آتی ہے روزنِ گھر گر کے بجلی
نہین کیا مرے دیدۂ نم سے واقف

اُنھین حالِ دل کسطرح لکھ کے بھیجین
نہ ہم اُنسے واقف نہ وہ ہمسے واقف

۱۲۳ دکھایا اثر آہ نے اپنی انجم
کہ ہوتے چلے ہین وہ اب ہمسے واقف ۵

کیا ہمنے نہ اپنی جان کا خوف
رہا لیکن تمھاری آن کا خوف

کیا کرتا ہے تو پامال دل کو
نہین کافر تجھے ایمان کا خوف

گلی مین تیری آسکتے نہین ہم
کہ ہے ظالم ترے دربان کا خوف

نہ گھٹتا ایک بوسے مین ترا کچھ
تجھے ناحق ہوا نقصان کا خوف

کبھی دل کھول کر رو لیتے انجم
نہ ہوتا گر ہمین طوفان کا خوف

۱۲۴ ردیف قاف ۱۱

ترے ناز تو ہین اُٹھانے کے لایق
مگر دل نہین تاب لانے کے لایق

نہ کہنے دیا جوش گریہ نے اُنسے
جو کچھ حال دل تھا سُنانے کے لایق

اسی دل نے آفت مین ڈالا ہے مجکو
یہی ہے تمھارے نشانے کے لایق

رہا تیری فرقت مین اب دل ہمارا
نہ آنیکے لایق نہ جانے کے لایق

ترے ہجر مین دل نہ بیٹھے تو کیا ہو
کہ سر ہی نہین اب اُٹھانے کے لایق

ہمارا بھی کچھ امتحان آپ کرتے — سمجھنے اگر آزمانے کے لایق
دیا ایک بوسہ نہ تمنے مرجان — نہ سمجھے ہمین منھ لگانے کے لایق
عوض سنگ کے نصب کر یہی آنکھین — کہ ہین یہ ترے آستانے کے لایق
چہ میگوئیان کیون نہ ہمسے کرین وہ — ہوے ابتو باتین بنانے کے لایق
جو سرمہ نہ ہوتا تو یہ دل نہ ہوتا — نگاہون مین اُنکے سمانے کے لایق

۱۳۵
حسین تو بہت ہین زمانے مین انجم
مگر ہم نہین دل لگانے کے لایق
۱۰

او دل آزار مرے دلکو دُکھایا ناحق — تجکو جانا ہی اگر تھا تو پھر آیا ناحق
ساتھ غیرونکو مری قبر پہ لایا ناحق — میرے مُردے پہ ستم تمنے یہ ڈھایا ناحق
تمنے نظرون سے گرا کر جو مجھے مارا تھا — دھوم سے میرے جنازے کو اُٹھایا ناحق
سارے عالم کی اگر آپکو کرنا تھی سیر — گھر مرے دلمین مرجان بنایا ناحق
ہمسے ملنے مین اگر خوف تھا رسوائی کا — اسقدر رسم مرجان بڑھایا ناحق
کیا خبر تھی کہ وہ اُٹھتے ہی چلے جائینگے — نیند سے ہمنے اُنھین ہاے جگایا ناحق
تھا مٹانا ہی اگر نام و نشان کا میرے — میرے اللہ مجھے تو نے بنایا ناحق
چاہنے والا ترا تھا کوئی کافر تو نہ تھا — جیتے جی تو نے مجھے یار جلایا ناحق
لوگ ہنستے ہوے روتے ہین تو نہ مری — اپنی محفل مین مجھے تمنے بلایا ناحق

۱۳۶ آسمان ظلم اُٹھاتی اگر تاب تجھی — ایسے بیرحم سے دل تمنے لگایا ناحق ۸

نالۂ دل کو وہ سنکر نکل آیا ناحق
اُسکے آرام مین انجم خلل آیا ناحق

قتل کرنیکو مرے سیدھی نگہ کافی ہے
تیرے ابرو پہ ستمگار بل آیا ناحق

لوگ کہتے ہین وہ آتے ہین ترے دیکھنے کو
نیل اسوقت مین آنکھون سے ڈھل آیا ناحق

سخت جانی مری اسکو بھی کریگی ناقص
اپنی تلوار کو قاتل بدل آیا ناحق

تھا جو مشتاق تو آنکھون سے تجھے آنا تھا
کوے جانان مین و لا سر کے بھل آیا ناحق

مین تو مرتا ہون اداؤن پہ تری او قاتل
کان تک پھر مرے نام اجل آیا ناحق

تھا مرے خون سے ہاتھ اُسکو جو رنگین کرنا
منھدی پھر جا کے وہ جلاد مل آیا ناحق

۱۳۷

میری فریاد کی تاثیر کا قائل جو نہ تھا
گھر سے انجم وہ تڑپکر نکل آیا ناحق

۷

میری جانب ترا تیرِ نظر آیا ناحق
توڑ کر سینہ مرے دلمین در آیا ناحق

باتین اغیار کی سن سنکے لگے رونے ہم
کان تو بھر چکے تھے دل بھی بھر آیا ناحق

تھا کھنچا رہنا ہی منظور اگر مجھسے تجھے
عرش سے دلمین مرے پھر اُتر آیا ناحق

خود بخود ٹوٹ گئے ٹانکے مرے زخمونکے
دیکھنے کو مرے وہ بدنظر آیا ناحق

ہجرِ دلدار مین ہے جینے سے مرنا بہتر
چارہ سازی کے لیئے چارہ گر آیا ناحق

جان تھوڑی سی ہے باقی ابھی سر پہ تنین
تو خبر لینے کو او بیخبر آیا ناحق

۱۳۸

چاندنی رات مین آنا تھا اُسے گھر میرے
آسمان دن کو وہ رشک قمر آیا ناحق

۶

ترے وحشی کے دم تک تھی تری سرکار کی رونق
کہان باقی ہے وہ اب کوچہ و بازار کی رونق

اُڑی ہین شہر تین ہر سو مجھے چو رنگ کرنیسے
نکیون دونی ہواے قاتل تری تلوار کی رونق

بچائے رکھ جہانتک ہو سکے گلچین کی نظرون سے
گلون کے دم سے ہے او باغبان گلزار کی رونق

مرے اشکون نے کی ہے میری پلکون کی وہ آرایش
جو دیکھی قطرۂ شبنم سے نوک خار کی رونق

تمھارے عکس رخ سے کیون نہو سینہ مرا روشن
کہ ہوتی چاندنی سے ہے در و دیوار کی رونق

ہماری حسرت دل نے ہمین بھی خاک کر ڈالا
جو انجم دیکھی سرمہ سے نگاہ یار کی رونق

ردیف کاف ۱۲۶

مری کیون زبان کو کاٹا کہ نکر سکون بیان تک
ارے او ستم کے بانی یہ ترے ستم کہان تک

مری بیخودی نے مجکو کیا محو دید ایسا
کہ پئے ادائے مطلب نہ ہلا سکا زبان تک

ہمین کسطرح یقین ہو کہ ملے گا یار جسے
کہ اثر کا خاتمہ ہے فقط اپنی ہی فغان تک

کبھی ہمنے بت کو پوجا کبھی چوما سنگ اسود
نہ ہوئی مگر رسائی ترے سنگ آستان تک

کھو یا دن ہنے خونکا کردن کیا دکھا کے دعوی
کہ مٹا یا چارہ گرنے مرے زخم کا نشان تک

تجھے اپنا زور بازو بھلا کسطرح ہو ثابت
کہ نہ آیا پوچھنے کو ئی تیرے نیمجان تک

۱۴۰
تجھے دل کے جلنے کا کیون ہوا آسمان تعجب
جو یہی ہے سوز فرقت تو پھکینگی ہڈیان تک
۷

بیٹھا کرینگے مجھسے ہٹکے حضور کب تک
معتوب ہی ہونگا مین بے قصور کب تک

بیتاب ہونے دلکی تاب و توان کو کھویا
تڑپا کریگا ناحق یہ ناصبور کب تک

ہم آج چھوڑتے ہین اُسن تیکو پر یہ بتلا
زاہد ملینگے ہمکو حور و قصور کب تک

اس انتظار کی حد معلوم بھی تو ہو کچھ
بخشیگا تیرا جلوہ آنکھونکو نور کب تک

حسن و در وزہ پر تو نازان عبث ہے اتنا
آخر غرور تیرا او پر غرور کب تک

تاکے رہینگے جاری آنکھونسے اپنی آنسو
رحمت سے تیری ہوگا یہ رنج دور کب تک

۱۴۱
جیتا تو دیکھ لیتا انجم وہ شان و شوکت
آخر تمھارا صاحب ہوگا ظہور کب تک
۵

نہ کیا تو نے کبھی وعدہ ملاقات کا ٹھیک | نہیں او عہد شکن تیری کسی بات کا ٹھیک
کام رکھتے ہیں ترے ہجر میں ہم رونے سے | نہ یہاں درد کی تخصیص نہ دن رات کا ٹھیک
کب سزا دو گے لگا نیکی ملیگی ہمکو | نہ کیا آپنے اظہار مکافات کا ٹھیک
جگر و دل ہی کے جھگڑے میں پڑا رہتا ہوں | ملے کچھ ہوتا نہیں آپکی سوغات کا ٹھیک

۱۴۲ وسوسے سیکڑوں آئے جو نہ آیا وہ یار
آسمان کچھ نہ رہا اپنے خیالات کا ٹھیک ۶

کل تلک جس ناتوان کا تھا گذر گلزار تک | آج جا سکتا نہیں وہ سایۂ دیوار تک
ضعف سے مجھ ناتوان کے پانوں اٹھ سکتے نہیں | تو ہی لیچل جوش وحشت کوچۂ دلدار تک
مر گئے ہم سر پٹک کر تیرے دروازے پہ حیف | تو نے دکھلایا نہ ہمکو آخری دیدار تک
چپ ہی رہتا ہے سوال وصل پر وہ ہوشیار | ملے اقرار اک طرف کرتا نہیں انکار تک
دامن و جیب و گریبان پھاڑتا تو اک طرف | توڑ ڈالے اپنے ناخون نے آنسوونکے تار تک
زخم خندان دیکھکر میرے دل رنجور کے | کھل کھلا کر ہنس پڑا وہ قاتل خونخوار تک

بھیڑ ہو گی عاشقوں کی جبکہ نکلیگا وہ ماہ
بند ہو جائینگے انجم کوچہ و بازار تک ۵

روز تو کرتا ہے ایجاد نیا ایک سے ایک | بڑھتے جاتے ہیں ترے جور و جفا ایک سے ایک
اپنے محرومی طالع جو لیا نام وصال | ہو گیا ہونٹھ تلک اپنا جدا ایک سے ایک
کس لقب سے میں تجھے یاد کروں بتلا تو | نام اعلی ہے ترا نام خدا ایک سے ایک

دل کو تھاموں ارے ظالم کہ جگر کو روکون
کہ یہان تو ہین تڑپنے مین مع ایک سے ایک

۱۴۴

کسطرح ہوش رہین اپنے بجا اے انجم
اُسکے ہین ناز و ادا ہوش رُبا ایک سے ایک

۱۱

مجھسے رہیگا جدا یار مرا کب تلک
سینے مین تڑپیگا دل بار خدا کب تلک

پاس سے اُٹھ کر مرے جاتے تو ہین آپ آج
یہ تو بتا دیجیے آئیے گا کب تلک

مین بھی نہ بولونگا اب تمسے خدا کی قسم
دیکھون تو رہتے ہو تم مجھسے خفا کب تلک

اے صنم سیمبر بہر خدا غور کر
عاشق ناشاد پر جور و جفا کب تلک

آیا نہ وہ یار ادھر اور نہ بلایا مجھے
ہاتھ بھی دُکھنے لگے مانگون دعا کب تلک

ایکدن اُکتا کے اب جان ہی یہ دونگا مین
صدمۂ فرقت سہون روز بھلا کب تلک

دیکھ ہی لونگا تمھین ایک نہ اک دن ضرور
دیکھون تو کرتے ہو تم شرم و حیا کب تلک

کوئی ستارہ شناس آئے تو پوچھون مین
مجھسے ملیگا مرا ماہ لقا کب تلک

ایک دن آنا انھین ہوگا میرے گھر ضرور
دیکھون تو کرتے ہین وہ عذر حنا کب تلک

میرے مسیحا سے یہ جا کے کوئی پوچھ آئے
ہجر کے بیمار کو ہوگی شفا کب تلک

انجم ناشاد کی حاجتین جو کچھ کہ ہین
اے مرے مشکلکشا ہون گی روا کب تلک

ہمین اور عشق سے توبہ کریگے زاہد
یہی چرچا ہے ہر سو لامکان تک

مطلع

دکھا کرینگے تمکو ہم گھور گھور کب تک
بھاگا کروگے ہمسے تم دور دور کب تک

ردیف کاف فارسی

۱۲۵ — **۹**

میری جانب سے اُسے جاجاکے سمجھاتے ہین لوگ
وہ نہین سننے کا ضد بیکار دلواتے ہین لوگ

شعلہ خو میرا سنے مجھ دل جلے کا حال کیون
آگ مین آگ اور بھی ناحق لگاتے ہین لوگ

میرے مرنے پر اُنھین کیون یہ شک ہے پوچھو کوئی
کیون سرِ بالین مرے بیکار چلّاتے ہین لوگ

کوئی کہتا ہے تجھے جلاد کوئی سنگدل
تیری جانب سے مجھے آآکے دھمکاتے ہین لوگ

مین تو جیتا ہون نہ مرتا ہون سکتا ہون بڑا
جھوٹ سچ قسمین تمھارے سامنے کھاتے ہین لوگ

دوستی کے پردہ مین کرتے ہین مجھسے دشمنی
تمکو پھر اگلی جفائین یاد دلواتے ہین لوگ

تیری محفل مین مرا آنا جو اُنکو بار ہے
چھیڑ کر تجھکو مجھے باتین ہی سنواتے ہین لوگ

تم سے اور وعدہ وفا ہو یہ ہمین باور نہین
قسمین دیکر تمکو ناحق جھوٹھ بلواتے ہین لوگ

۱۲۶ — **۸**

بار آیا آسمان اُنکی ہواخواہی سے مین
آگ دل کی اور بھی آآکے بھڑکاتے ہین لوگ

میرے آنے سے تمھارے پاس گھبراتے ہین لوگ
بیٹھتا ہون مین اگر دم بھر تو اُٹھ جاتے ہین لوگ

گر کبھی بھولے سے بھی آجاتا ہے میرا خیال
جھوٹ سچ باتین بنا کے اُنکو بہلاتے ہین لوگ

پانون مین مہندی وہان ملتا ہے جب وہ حیلہ جو
خون کے آنسو مہین آآکے رُلواتے ہین لوگ

یون تو اُسکے سامنے سب اپنی اپنی کہتے ہین

جب ہمارا ذکر آتا ہے تو اُکتاتے ہین لوگ

ایسے اُلجھیڑون مین سلجھے دل کی گتھی کسطرح
دیکھکر مجکو انھین باتون مین اُلجھاتے ہین لوگ

تم نہ مانو گر تو کیون عاشق کو پھر روکے کوئی
کھینچتے ہو ہاتھ تم تو پانون پھیلاتے ہین لوگ

کیا اُنھون نے کچھ بگاڑا ہے مرا تبلاؤ تو
سامنے آتے ہوے کیون میرے شرماتے ہین لوگ

کر دیا مشہور ظالم اُس کو ناحق آسمان
وہ تو خود ایسا نہین پر اُسکو سکھلاتے ہین لوگ

۱۴۷ ردیف لام ۱۴۷

مرغوب ہے جو صحبت اغیار آجکل
جوبن پہ ہے حضور کا دربار آجکل

ناحق خفا ہے مجھسے مرا یار آجکل
ہے اپنی زندگی مجھے دشوار آجکل

پہلو مین اپنے ہے جو وہ دلدار آجکل
پھولون نہین سماتا دل زار آجکل

ہے سرد حسن و عشق کا بازار آجکل
کوئی نہین ہے دل کا خریدار آجکل

اے شوخ تیری بات کا ہے اعتبار کیا
ہے وعدۂ وصال مین ہر بار آجکل

وہ قہقہے وہ صحبتین وہ دل لگی کہان
اب بیٹھے روتے ہین پس دیوار آجکل

ٹھوکر لگا کے یار جگاتا نہین مجھے
سوتے ہین میرے طالع بیدار آجکل

آتا نہ تیرے کوچہ مین ایجان جان کبھی
پر دل نے کر دیا مجھے ناچار آجکل

روتے ہین یاد مین در دندان یار کی
ہے چشم تر ہماری گہربار آجکل

جب دیکھتے ہین مجھکو تو ازراہ طعن وہ
کہتے ہین کیا ہوا تجھے آزار آجکل

مجھ سخت جان کے قتل سے کیون ہاتھ اٹھا لیا
کیون باندھتے نہین ہین وہ تلوار آجکل

بوسہ جو لے لیا ہے تری چشم مست کا
دشمن ہوے ہین ابروے خمدار آجکل

سینا عبث ہے چاک گریبان کا دوستو
ممکن نہین رہے جو کوئی تار آجکل

۱۴۸

یار و رفیق اپنا بجز نالہ و فغان
انجم ہوا نہ کوئی بھی زنہار آجکل

۵

تری جدائی کی اے مسیحا نہین ہے اب مجھکو تاب بالکل
شکیب و صبر و قرار نے تو دیا ہے ہمکو جواب بالکل

اٹھا کے بیٹھو تم اپنے رخسے اگر مری جان نقاب بالکل
ابھی تو ہو کر خجل چھپے گا یہ ماہ زیر سحاب بالکل

جو تیری الفت یونہین رہیگی نہ چین ہوگا مزار مین بھی
نہ آنے دیگا خیال تیرا ہماری آنکھون مین خواب بالکل

یہ آتش عشق شعلہ رویان جلائیگی آگے دیکھین کیا کیا
دل و جگر تو ابھی سے یارو ہوے ہین جلکر کباب بالکل

اگرچہ فرقت کی تاب ہوتی تو پھرتے آوارہ کسلیے تم

۱۴۹ یہ بیقراری نے دلکی انجم کیا ہے تمکو خراب بالکل ۵

ہمتو ہین اپنی خطا کے قائل
وہ نہین جور و جفا کے قائل

اُسکی قدرت مین نہین اُنکو کلام
بت بھی ہین میرے خدا کے قائل

دلکو کس ناز سے لے لیتا ہے
ہم تو ہین تیری ادا کے قائل

ہمتو قادر یہ ہین کہتے ہین اُنھین
کیون وہ کرتے ہین ڈرا کے قائل

۱۵۰ وہ بھی بھرنے لگے انجم آہین
جو نہ تھے آہ رسا کے قائل ۹

الٰہی کوئی ہوا کا جھونکا دکھا دے چہرہ اُڑا کے آنچل
کہ جھانکتا بھی ہے وہ ستمگر تو کھڑکھڑی مین لگا کے آنچل

ضرور ڈھائیگا کوئی آفت ضرور فتنہ بپا کرے گا
یہ تیرا اٹکھیلیون سے چلنا جھکا کے گردن اُٹھا کے آنچل

جو تمکو منظور ہے پھر آنا تمھین کہو پھر یہ کیسا جانا
جتا کے غصہ سُنا کے باتین چڑھا کے تیوری چھڑا کے آنچل

سُنی جو پانؤن کی میرے آہٹ تو کیا ہی بن ٹھن کے سو رہے وہ
جو مین نے تو و نہین گدگدایا اُلٹ دیا مسکرا کے آنچل

زمانہ فرقت کا جائے یارب وہ وقت وہ دن بھی آئے یارب
ادا کرو نہین ترا دوگانہ کھڑے رہین وہ بچھا کے آنچل

ضرور ہین کچھ نہ کچھ کشیدہ کہ رہتے ہین وہ دور ہم سے
جو پاس بھی آکے بیٹھتے ہین تو زیر زانو دبا کے آنچل

تمھین سہے ہے صاحب لحاظ کسکا یہ کو سنا پچکے پچکے کیسا
دعا کرون مین رگڑ کے ماتھا کہو تم آمین اُٹھا کے آنچل

ترا یہ بوٹا سا قد قیامت یہ چال متوالی آفت آفت
یہ پیاری صورت ستم دوپٹہ غضب کی رنگت بلا کے آنچل

سمجھ لے یہ دلمین آسمان تو وہ لوٹ ہین تیرے لوٹنے پر
ہوا اور کر لٹ پٹا دوپٹہ لٹاتے ہین ادا کے آنچل

(۱۵۱) ردیف میم (۱۴)

دیکھکر اُس یار کی تنویر ہم
خود سراپا بنگئے تصویر ہم

کچھ گلہ تجھ سے نہین اے جانجان
کر رہے ہین شکوۂ تقدیر ہم

ڈر یہ ہے آزردہ نہو وہ تندخو
حال دل کیونکر کرین تحریر ہم

مانی و بہزاد خود حیران ہین
کس سے کھنچوائین تری تصویر ہم

یاد جب آتے ہین عارض یار کے
چومتے ہین کھول کے تفسیر ہم

جور اُس بت کے سہینگے کب تلک
تیرے ہاتھون آہ بے تاثیر ہم

مثل نقش پا پڑے ہین خاک پر
تیرے کوچے مین بت بے پیر ہم

آہ و زاری بیقراری شوق و ذوق
کر چکے سب یار کو تحریر ہم

ظلم جو چاہو بیان کرلو تو	ہونگے روز حشر دامنگیر ہم
اے ہوس لاکے خاک پائے یار	کیا بنا سکتے نہین اکسیر ہم
کسطرح اُس دشمن جانسے ہو وصل	کیا کرین اے دوستو تدبیر ہم
مرمٹے اسواسطے اے جانجان	خاک بنکر ہونگے دامنگیر ہم
جس طرف دیکھو ہماری آہ ہے	بنگئے ہین ابر عالم گیر ہم

۱۵۲

شوق نظارہ جو ہے اُس ترک کا
جاتے ہین انجم مثال تیر ہم

۱۰

دل تڑپ کر رہگیا تجھ بن صنم	پھر گیا ہونٹون تلک آآکے دم
دل تو میرا لے لیا دے دے کے دم	اُس پہ کہتے ہو نہین دمباز ہم
دے دیا بے عذر دل اُس شوخ کو	سچ یہ ہے ہین لائق تعزیر ہم
کیا خطا مجھسے ہوئی جو آپ نے	کر دیا موقوف آنا یک قلم
تنکے چننے مین گذر جاتا ہے دن	رات بھر تارے گنا کرتے ہین ہم
درد سر کا یہ بہانہ ہے عبث	مین نہ مانونگا ترے سر کی قسم
اے دل بیتاب بنجا نامہ بر	یار کو ہم نامہ کرتے ہین رقم
وہ مسیحا تو نہ آئیگا کبھی	رک رہا کیون آنکر آنکھون مین دم
حسرت و حرمان کا لشکر ساتھ ہو	لاش بھی اُٹھے تو با جاہ و حشم
آسمان عاشق تمھارا ہے تو	اسقدر کرتے ہو کیون ظلم و ستم

ہر دم ہزارون روز کے ظلم و ستم اور ایک ہم
یارب یہ سو بیدادگر دو لاکھ غم اور ایک ہم

ساری خدائی ہو تری ہمکو کسی سے کیا غرض
میدان محشر مین بھی ہو اک وہ صنم اور ایک ہم

ہوش مین جب آسمان آتے ہین ہم — اپنے آپے سے گذر جاتے ہین ہم
وصل کی شب بات بھی کی تو یہ کی — رات آئی ہے بہت جاتے ہین ہم
منھ کفن سے ڈھانپ لین ہم کس لیے — اے اجل کیا تجھ سے شرماتے ہین ہم
ہجر جانان مین نہ آئی موت بھی — اس ندامت سے موئے جاتے ہین ہم
خون دل پیتے ہین ہجر یار مین — لخت دل اے دوستو کھاتے ہین ہم

ردیف نون

جو صبح وصل وہ جانیکا نام لیتے ہین — ہم اپنے ہاتھون سے دل اپنا تھام لیتے ہین
یہی تھا حسن کا شہرہ کہ خود بکے یوسف — وہ اک ادا پہ ہزارون غلام لیتے ہین
خدا بھی پوچھے گا مجھسے تو صاف کہدونگا — یہ مجھپہ چاہنے کا اتہام لیتے ہین
صدا چمن سے جو آتی ہے روز چٹ چٹ کی — بلائین غنچے تری صبح و شام لیتے ہین
بھلا جواب سخن کی امید کیا اُنسے — اِشارے سے جو ہمارا سلام لیتے ہین

اثر ہوا مرے نالونمین اسقدر انجم
کہ اُنکے دل کو وہ ہاتھونسے تھام لیتے ہین

نہ پھندا ہے نہ کوئی پیچ گیسوے مسلسل مین
الٰہی آگیا پھر یہ دل کم بخت کس بل مین

سُنا ہے سیر گلشن کو وہ مست ناز آتا ہے
بھلا دین آج ہم بھی دو جہانکو ایک بوتل مین

ہمارا ذکر سُنکر پیستا ہے دانت اک عالم
لگا کر آپ سے دل پڑ گئی ہے جان کل کل مین

ہوے ہم خاک جلکر دل مگر اتبک سلگتا ہے
دبا رکھا ہے اس چھوٹی سی چنگاری کو بھوبل مین

یہ کسکے سامنے دُہرا لیا آنچل ارے ظالم
یہ کسکی آنکھ کے ڈورے پڑے ہین تیری ہیکل مین

نہین اچھا یہ صاحب روز کا عذر فراموشی
کرو پھر وصل کا وعدہ گرہ دو پہلے آنچل مین

اُٹھا کر دونون ہاتھونکو وہ بت انگڑائی لیتا ہے
نہ دیکھا ہوگا جسنے دیکھلے وہ چاند کنڈل مین

الٰہی سخت حیران ہون لگی دلکی بجھے کیونکر
نہ کوئی قطرہ آنکھونمین نہ کوئی بوند بادل مین

پرستش کو عبث تو اُسکی زاہد منع کرتا ہے
خدائی کے کرشمے ہین بھرے جس شوخ چنچل مین

ارے جادو نگہ کافر نہ ہون گر غیر چشمک زن
ملا دون اپنی آنکھونکی سیاہی تیرے کاجل مین

خرام ناز پر تیرے ستمگر کون مرتا ہے
گلے کا کسکے گھنگرو بولتا ہے تیری چھاگل مین

یہ او صیاد کسکو حسرت پرواز نے مارا
یہ کسکی خاک اُڑتی ہے بگولا بنکے جنگل مین

١٥ ١٢

ابھی سے دلکو اے انجم چکھادی دردکی لذت
یہ کیسا قہر ڈھایا گھُن لگایا اُٹھتی کوپل مین

یون تو خدا کے فضل سے کہنے کو کیا نہین
پر تو نہین تو جینے کا اپنے مزا نہین

جز یار اسمین غیر کے رہنے کی جا نہین
اے آرزو نکل دل ہے یہ مہمان سرا نہین

ہم سے تمھارے چاہنے والے ہزار ہا
تم سا مگر ہمارے لیے دوسرا نہین

آجاؤ تم تو درد جدائی ہے کیا بلا
وہ کونسا مرض ہے کہ جسکی دوا نہین

کس دربا کی دل کو خدایا تلاش تھی
کھویا گیا ہے ایسا کہ ملتا پتا نہین

سب جینے کی اپنے ہمکو توقع ہو کسطرح
مرتے ہین جبکہ ہم وہ ہمین پوچھتا نہین

دنیا تماشہ گاہ دو روزہ ہے آسمان
آنیکو آئے ہین پہ ٹھہرنے کی جا نہین

سب سمجھے بوجھے مین نے ہو دل آپکو دیا
میری ہی یہ خطا ہی قصور آپ کا نہین

مین کہد چاہتا ہون نہ آؤن تمھارے پاس
پر کیا کرون کہ دل ہی مرا مانتا نہین

دیکھا کبھی نہ نخل تمنا کو بارور
یہ وہ شجر ہے جو کبھی پھولا پھلا نہین

طوفان نوح اٹھا بھی اور آنکھے رہگیا
لیکن ہماری آنکھ سے آنسو تھما نہین

پامال کر رہے ہو مری حسرتون کو کیون
دل تو نہ خدا ہے کوئی کربلا نہین

ستار کیون نہ ڈھانپے گا تیرے گناہ کو
کیا آسمان تو پیرو آل عبا نہین

۱۵۷

ادھر تو زندگی سے اپنی ہم اکتائے جاتے ہین
ادھر وہ سخت جانی دیکھکر گھبرائے جاتے ہین

عیان کیواسطے حاجت بیان کی کچھ نہین حسن
یہان چہرے ہی سے آثار الفت پائے جاتے ہین

ارے جلاد عالم ہم تو تجھپر آپ مرتے ہین
ہمارے قتل پہ پیڑے عبث اٹھوائے جاتے ہین

زہے قسمت زہے شان نزول رحمت باری
یہان آنسو وہان تیر ستم برسائے جاتے ہین

سرشک دیدہ تو پہلے یہ دفتر دھو چکا یارب
ہمارے نامۂ اعمال کیون ڈھونڈوائے جاتے ہین

پئے تسکین گوارا کی کشاکش ہائے تیغ نالون کی
یہ ظالم آگ مین آگ اور بھی بھڑکائے جاتے ہین

توقع پر اسی دن کی بتون کے ناز اُٹھاتے ہین	یہ کیسا حشر ہے ہم پر ستم کیون ڈھائے جاتے ہین

۱۵۸ فراق یار مین ہم رنج و غم بھی کھا نہین سکتے ۹
کہ رنج و غم تو انجم ہمکو خود ہی کھائے جاتے ہین

وہ چال اٹھکھیلیون سے چلکر دل و جگر روندے ڈالتے ہین
ابھی جوانی کا ہے جو عالم نہ دیکھتے ہین نہ بھالتے ہین
چلا ہے پہلو سے یار اُٹھکر غم جدائی کو ٹالتے ہین
کبھی تو ہم دل کو تھامتے ہین کبھی جگر کو سنبھالتے ہین
کبھی نہ جنکو لگایا تھا منھ گلے مین باہین وہ ڈالتے ہین
جو مانگتا ہون مین ایک بوسہ تو آپ آنکھین نکالتے ہین
اگر یہی ہے تلون اُنکا خدا ہی سے ہے وعدہ ہو جو پورا
کہا تھا کل آج وصل ہوگا وہ آج پھر کل پہ ٹالتے ہین
نہ قہر رفتار ناز ڈھائے لچک نہ وقت خرام آئے
خدا ہی نازک کمر بچائے کہ پانئچے وہ سنبھالتے ہین
نہ جان بلب کیون مریض غم ہو پئے عیادت نہ آئے دیکھو
مسیح کہتے ہین لوگ جنکو وہ جان کر مار ڈالتے ہین
کبھی یہ کہتے ہین درد سر ہے کبھی یہ کہتے ہین اب سحر ہے
ستم یہ مشتاق وصل پر ہے ہزارون حیلے نکالتے ہین

نکالون ارمان کیون نہ جی کے کہ مست ہون جام عشق پیکے
مین صدقے اس اپنی بیخودی کے کہ دوڑ کر وہ سنبھالتے ہین

۱۵۹ کسیکے انجم جو ہین سکھائے تو ہین بنیا رنگ آج لائے ۱۵
کہ چپکے بیٹھے ہین سر جھکائے نہ بولتے ہین نہ چالتے ہین

سیر کو اچھے گئے گلزار مین — رہ گیا دل چھد کے نوک خار مین
بیخبر اب تو خبر لے آن کر — کچھ نہین باقی ترے بیمار مین
بعد مردن بھی رہین آنکھین کھلی — دم جو نکلا تھا خیال یار مین
یا الٰہی حسن کا ہوئے برا — بھر دیا جادو نگاہِ یار مین
گر قبول افتد زہے عز و شرف — پیش کش ہے دل تری سرکار مین
نام سے اُسکے غرض ہے زاہدا — فرق کیا ہے سُبحہ و زنار مین
دل کا مین پاتا نہین نام و نشان — ڈھونڈ آیا کوچہ و بازار مین
رنگ لایا خون عاشق قاتلا — پڑ گئے جوہر تری تلوار مین
کام کیا مسجد سے ہے مجھ رند کو — پڑ رہون گا خانہ خمار مین
دیکھیے یہ پیچ و تاب اچھا نہین — آگیا بل ابروے خمدار مین
ڈھونڈتا ہے دل مرا سینے مین کیون — دیکھ لے پیکان ہین سوفار مین
مر گیا جانباز تیرا ای مسیح — رہ گئی حسرت دل بیمار مین
دل نے کیا اچھی جگہ پائی مرے — بنگیا حشو نگاہِ یار مین

کس خطا کی آپ دیتے ہین سزا | لیجیے حاضر ہون مین دربار مین

۱۶۰ رات دن انجم یہ کیون رہتے ہین نم ۸
کیا بھرا ہے دیدۂ خونبار مین

پھول سے جتنے ہین تمھارے ہار مین | سب گندھے ہین آنسوؤن کے تار مین
جنسے چاہا تجھکو سرگردان رہا | دشت مین کوئی کوئی کہسار مین
دل کے ٹکڑے او ستمگر باندھ لے | کوئی خنجر مین کوئی تلوار مین
ہر جگہ ہین چاہنے والے ترے | کوئی صحرا مین کوئی گلزار مین
ہے جگہ سر پھوڑ لینے کو بہت | کیا دھرا ہے آپ کی دیوار مین
تو اگر دم بھر کو آجائے اے مسیح | جان آجائے ترے بیمار مین
جو بنے ای چرخ وہ ہم پر بنے | پر نہ فرق آئے تری رفتار مین

۱۶۱ آنکھون ہی آنکھون مین اے انجم کٹی ۷
رات ساری انتظار یار مین

دل ہمارا آنسوؤن کو جذب کر سکتا نہین | سچ یہ ہے غربال مین پانی ٹھہر سکتا نہین
حال دل تو پوچھتا ہے اور مین بیٹھا ہون چپ | تو ہی بتلا اور یہ کیا ہے اگر سکتا نہین
صدمۂ فرقت سے آیا دم لبون پر بارہا | اشتیاق وصل ایسا ہے کہ مر سکتا نہین
نیچی نظرین تیری ہین دل کے چرانے پر گواہ | لاکھ تو مکرے مگر اے جان مکر سکتا نہین
سینۂ دل اسقدر پھونکے ہین سوز عشق نے | عاشق جانباز ٹھنڈی سانس بھر سکتا نہین

ناتوانی کا یہ عالم ہے تڑپنا تو کجا | دامن قاتل بھی میرے خون سے بھر سکتا نہین

۱۶۲ سر کے بل چلتا جو ہے انجم تمھاری راہ مین
باعث ترک ادب ہے پانون دھر سکتا نہین ۹

لگی ہے مسی پان کھائے ہوے ہین | ستانے پہ بیڑا اُٹھائے ہوے ہین
غضب ہے حسینون سے دل کا لگانا | یہ آفت کے پتلے بنائے ہوے ہین
مرے خط کو پھاڑا رقیبون کے آگے | کسی کی وہ پٹی پڑھائے ہوے ہین
اُلجھنے سے بالون کے بگڑو نہ صاحب | تمھارے ہی یہ سر چڑھائے ہوے ہین
کلیجہ تھیلی پہ رکھ لون تو جاؤن | وہ ہاتھون مین مہندی لگائے ہوے ہین
شب ہجر جب خواب دیکھا یہ دیکھا | کہ تجھکو گلے سے لگائے ہوے ہین
تری تیغ کی آب جاتی رہی ہے | مرے زخم پانی چُرائے ہوے ہین
جدھر دیکھتا ہون اُنھین کا ہے جلوہ | وہ نظرون مین ایسے سمائے ہوے ہین

۱۶۳ اُتارینگے کس کس کو نظرون سے انجم
وہ کیون آج تیوری چڑھائے ہوے ہین ۱۰

خدایا وہ حرارت دے ہماری آہ سوزان مین | نہو پاسنگ بھی جسکا ترے مہر درخشان مین
پڑے دیکھے جو دھبے خون کے قاتل کے دامان مین | دم بسمل بھر آئے اشک میری چشم گریان مین
ہماری آہ نے ٹھنڈا کیا مہر درخشان کو | تمھارے حسن نے دھبہ لگایا ماہ تابان مین
کئی دن سے تڑپ سینے مین جو تھی وہ نہین پاتا | اُلجھکر رہگیا دل کیا کسی کی زلف پیچان مین

ارے توبہ یہ نسبت کسنے دی اُسکی کلائی سے
لگادی اور بھی اک شاخ ناحق شاخ مرجانمین

تمھارے باغ مین آکر مرا دل تنگ لایا ہے
اجی دیکھو نیا گل آج پھولا ہے گلستانمین

اگر اشک خجالت مغفرت کا میری حیلہ تھا
تو یارب بھر دیا ہوتا سمندر چشم گریانمین

نہ پوچھو کس طرح اپنی بسر اوقات ہوتی ہے
جو شب کاٹی تو حسرت مین جو دن کاٹا تو حرمانمین

الٰہی کیا ہوا کیون ہے یہ مثل آئنہ ششدر
یہ صورت کسکی پھرتی ہے ہماری چشم حیرانمین

١٦٤

٢١

اگر انصاف سے پوچھو تو انجم دونون حق پر ہین
یہ سب بیکار کا جھگڑا پڑا گبر و مسلمان مین

جوشش پر اپنی مستیان آئین
یاد کسکی یہ شوخیان آئین

باتون باتون مین لے لیا دلکو
تمھین کیونکر یہ پھرتیان آئین

کہین انکو نہ یاد آیا ہون
آج کیون مجھکو ہچکیان آئین

دونون عالم ہوے تہ و بالا
انکو کیون خوش خرامیان آئین

رک رہا دم جو آکے آنکھونمین
یاد کس بت کی انکھڑیان آئین

بال کھولے نہا رہے تھے وہ
کیا ہی گھر گھر کے بدلیان آئین

تم جو سوئے تو تلوے سہلانے
میری آنکھون کی پتلیان آئین

پھر لگاتے ہو مہندی ہاتھونمین
یاد پھر رنگ رلیان آئین

جوش وحشت کے دن پھر آپہونچے
مژدہ اے دل کہ بیڑیان آئین

پڑ گیا ہاتھ جب گریبان پر
ہاتھ دو چار دھجیان آئین

نخل امید بارور نہوا — پھول آئے نہ پتیان آئین
مین نے فرقت مین آہین کین دو چار — لوگ سمجھے کہ آندھیان آئین
گل سے دلکو جو کل نہین پڑتی — یاد کسکی کلائیان آئین
مین نے لکھے یہانسے مطلب دل — وانسے لکھ لکھ کے گالیان آئین
رخ پہ بوسون کے بنگئے ہین نشان — غازہ ملیے کہ جھائیان آئین
حسب وعدہ جو کل نہ آئے تم — دلمین لاکھون برائیان آئین
آیا گلشن مین جب وہ سرو سہی — گرد پھرنے کو قمریان آئین
اپنے جینے سے ہوگئی نفرت — یاد کسکی رکھائیان آئین
جی نہ لگتا تھا حسرتون کے بغیر — خوش ہوا دل سہیلیان آئین
دل تڑپنے لگا جو سینے مین — یاد کس بت کی شوخیان آئین

۱۶۵

اشک حسرت نکل پڑے انجم
اٹھو اٹھو کہ بوندیان آئین

۷

کسنے دکھلادیا خرام ہمین — آگیا موت کا پیام ہمین
گردش چشم یار دیکھ چو لی — ایک جا پر نہین قیام ہمین
یاد مین تیری ہین زخود رفتہ — خود نہین یاد اپنا نام ہمین
آب شمشیر سے بجھا دے پیاس — رکھ نہ اے یار تشنہ کام ہمین
رات کٹتی ہے یار کے در پر — دن گذرتا ہے زیر بام ہمین

آپ ہی سے فقط شکایت ہے | غیر سے کچھ نہین کلام ہمین

۱۹۶

پھر کرینگے خدا خدا انجم
اب تو ہے درد اُسکا نام ہمین

۱۲

سوال کیا کرون تجھ سے گناہگار ہون مین | نگاہ چار ہو کیونکر کہ شرمسار ہون مین
روا نہ رکھ کہ جہان مین ذلیل و خوار ہون مین | جو ہون سو ہون پہ ترے در کا خاکسار ہون مین
پڑا ہوا ہون بُتون کی گلی مین دل تھامے | صبا سنبھل کے ذرا چل نحیف و زار ہون مین
کسی سے مطلب دل میرا حل نہین ہوتا | سوال مسئلۂ جبر و اختیار ہون مین
جفا و ظلم کا اُس سے گلا کرون کیونکر | ستم شعار ہے وہ اور وفا شعار ہون مین
تمھین بتاؤ کرے صبر کب تلک کوئی | نہ ہر کسی سے ہنسو تم نہ اشکبار ہون مین
اِسی کو کہتے ہین یارب نصیب کی یاری | کہ یار وہ بھی نہوا اور بے دیار ہون مین
وفا کا لطف ملے گر ہزار جا مین ہون | نثار تجھ پہ مری جان ہزار بار ہون مین
زبان ہو بند زبان سے اگر سوال کرون | قلم ہون ہاتھ اگر مدعا نگار ہون مین
الٰہی جذب محبت مین دے اثر اتنا | کلیجہ تھام لے وہ بھی جو بیقرار ہون مین
ہزار اپنی کہون اُسکی ایک بھی نہ سنون | خدا وہ دن کرے اُس سے کہین دو چار ہون مین

۱۹۷

مین مست بادۂ حب علیؑ ہون اے انجم
کبھی بہک نہ سکے جو وہ بادہ خوار ہون مین

۱۷

کہو وہ رات کی تکرار ہوئی یا کہ نہین | عفو تقصیر گنہگار ہوئی یا کہ نہین

پارۂ دل بھی ہین اور لخت جگر بھی حاضر
کبھی کچھ رونق دربار ہوئی یا کہ نہین

منھ پہ منھ رکھ کے شب وصل وہ فرماتے ہین
اب تو تسکین دل زار ہوئی یا کہ نہین

آپ لپٹے ہوے سوتے ہین گلے سے میرے
کشش طالع بیدار ہوئی یا کہ نہین

جسکا اقرار قسم کھا کے کیا تھا تم نے
پھر اُسی بات پہ تکرار ہوئی یا کہ نہین

صور پھونکا جو سرافیل نے تو چھنکنے دو
اُسکی پازیب کی جھنکار ہوئی یا کہ نہین

جو نہان دل مین تھا آخر وہی آیا لب پر
کیون زبان واقف اسرار ہوئی یا کہ نہین

دیدۂ تر نے تو اشکون کے بہائے دریا
آد کچھ تو بھی سرشار ہوئی یا کہ نہین

مر گئے عاشق جانباز تو مرجانے دو
اُنکی کچھ گرمی بازار ہوئی یا کہ نہین

کوے جانان سے اُٹھاؤ نہ ابھی لاش مری
پوچھ لو قبر بھی تیار ہوئی یا کہ نہین

میری میت کے بھی دن پھر گئے مرتے مرتے
سایہ افگن تری دیوار ہوئی یا کہ نہین

بعد مردن بھی خلش ہے یہی دلمین باقی
سیدھی ہم سے نگہ یار ہوئی یا کہ نہین

مین نہ کہتا تھا نہ بھر عشق کا دم اے دل زار
سانس لینی تجھے دشوار ہوئی یا کہ نہین

نیم بسمل مجھے چھوڑا تو ہوا کیا حاصل
پھر چھری ذبح کو درکار ہوئی یا کہ نہین

مار ڈالا مجھے دم دے کے مسیحا تو نے
چارہ سازی تری بیکار ہوئی یا کہ نہین

منع کرتے تھے نہ جا سیر چمن کو بلبل
آج آخر کو گرفتار ہوئی یا کہ نہین

۱۶۸

عقدے حل ہوگئے انجم ترے آئین سب
مدح حیدر ع کرار ہوئی یا کہ نہین

۷

صاف ہم تم سے آج کہتے ہین
سب تمھین بدمزاج کہتے ہین

تیرے بیمار غم کو ہے وہ مرض
حکما لاعلاج کہتے ہین

میری دھڑکن سے وہ بھی ہین بیچین
ہان اسے اختلاج کہتے ہین

کیا عناصر مین ہے تری قدرت
بس اسے امتزاج کہتے ہین

ہے شہادت کی آرزو قاتل
دل کی ہم احتیاج کہتے ہین

داغ سودا نے سرفراز کیا
ہم اسے اپنا تاج کہتے ہین

۱۶۹
خوب پیدا کیا ہے نام انجم
لوگ عاشق مزاج کہتے ہین
۵

حال دل بھی اب تو کچھ اظہار کر سکتا نہین
آہ تک منھ سے ترا بیمار کر سکتا نہین

یہ ہے آوارہ طبیعت اور وہ نازک مزاج
مین دل وارفتہ نذر یار کر سکتا نہین

ہے گوارا آئین موسیٰ کی طرح سو بار غش
اور تو کچھ بھی ترا بیمار کر سکتا نہین

نالہ پر درد میرے سُن کے وہ برہم ہون
اسلیے بستر پس دیوار کر سکتا نہین

۱۷۰
کھل نجائے حال غیرون پر محبت کا کہین
اسلیے انجم وہ آنکھین چار کر سکتا نہین
۱۲

نامہ بر واقف نہین دولتسرا سے کیا کہین
حال درد دل زبانی ہم صبا سے کیا کہین

وعدہ آنے ہی کا کر لوٹا لینے کے واسطے
کچھ تو کہتے جاؤ اے عیسیٰ قضا سے کیا کہین

کوئی تو ظالم اُسے کہتا ہے کوئی سنگدل
ہم تو واقف ہی نہین اُس بیوفا سے کیا کہین

جب مین کہتا ہون سوال وصل مین کچھ تو کہو
ہنس کے کہتا ہے وہ کس ناز و ادا سے کیا کہین

نامہ دیکر تو ہوے رخصت ہو نا اُس سے نامہ بر
پوچھ لینا اُس گرفتار بلا سے کیا کہین

التجاے وصل کرتے کرتے برسون ہو گئے
بُت ہی جب سنتے نہین یارو خدا سے کیا کہین

جب مین کہتا ہون کہ نادم ہو کچھ اپنے ظلم پر
سر جھکا کر کہتے ہین شرم و حیا سے کیا کہین

کیون کرین ہم شکوۂ بیرحمیِ قاتل عبث
موت نے مارا ہمین اُس کج ادا سے کیا کہین

جب نہین کہکر ہمین مارا نہ پوچھا اُس گھڑی
پوچھتے ہو دیکے اب تم دم دلا سے کیا کہین

حال دل کیونکر سنا ئین جا کے اُس بیرحم کو
وہ نکلتا ہی نہین دولتسرا سے کیا کہین

سیکڑون شکوے شکایت دلمین اپنے ہین بھرے
وہ تو سنتا ہی نہین اُس بیوفا سے کیا کہین

۱۷۱

اپنی ہی خوش قسمتی کا ہمکو انجم ہے گلا
یار سے شکوہ ہو کیا آہِ رسا سے کیا کہین

۶

خدا خدا کرکے آے بھی وہ تو مُنہ لپیٹے پڑے ہوے ہین
نہ کہتے ہین کچھ نہ سنتے ہین کچھ کسی سے جیسے لڑے ہوے ہین

ہزارہا منتین کرینگے لپٹ کے قدمون پہ سر دھرینگے
نجانے دینگے نجانے دینگے عبث وہ بگڑے کھڑے ہوے ہین

سوال کرتے ہین مجھ سے کیا کیا پئے خدا میرے راہ پر آ
پڑا مین تکتا ہون تیرا رستہ نکیر و منکر کھڑے ہوے ہین

رہی جو اُسنے تمھین کدورت تو بڑھ گئی وحشیون کی وحشت

اڑائی اسد رجہ خاک حسرت کمر کمر تک گڑے ہوے ہین

ادھر تو جینے سے ہم ہین عاری اُدھر منگاتے ہو تم سواری
یہ کیسی ہین گرمیان تمھاری پھپھولے دلمین پڑے ہوے ہین

۱۷۲ وہی انکھین رسیلی چتون ادا اشارہ نگاہ رہزن ۱۷۰
یہ اسپنے دو تین ہین جو دشمن نظر مین انجم ترے ہوے ہین

جب سے پہلو مین وہ نگار نہین
کسی پہلو مجھے قرار نہین

ہان بھلا کس طرح وہ نخوت سے کہین
اُسکے سر پر تو ہے سوار نہین

ساقیا جام دے نہ تلچھٹ کا
کچھ مین کم ظرف بادہ خوار نہین

رات بھر کی یہ حسرتین ہین مری
اُنکی گردن مین یاسی ہار نہین

نہ ملو چل کے ٹیڑھی ترچھی چال
دل مرا ہے یہ سبزہ زار نہین

ترک اُلفت مین کی بہت کوشش
کیا کرون دلپہ اختیار نہین

جیسا مشہور کرتے ہین اُسے لوگ
وہ تو ایسا جفا شعار نہین

اسپنے کُشتون مین دیکھ لے قاتل
کوئی مجھ سا تو دلفگار نہین

لاش کیون دھوم سے اُٹھاتے ہو
مین تو شرمندۂ وقار نہین

جب کہا مین نے تمپہ مرتا ہون
ہنس کے بولے کہ اعتبار نہین

تو جو آئی تو اے اجل بتلا
کیا مقدر مین وصل یار نہین

تم ستم روز کرتے ہو ایجاد
پھر سبب کیا جو ناگوار نہین

مجھکو دم بھر بٹھالو پاس ایجان
اور مطلب کا خواستگار نہین

جرم اُلفت پہ قتل کرتے ہو
مین تو ایسا گناہگار نہین

جسکی جانب ہوا رہا تا زیست
دل مرا ہے مزاج یار نہین

مرتے دم وعدہ وصال نکر
مجھکو منظور انتظار نہیں

۱۶۲

دل نہ دینا کسی کو اے انجم
کہ تمہین عشق سازوار نہین

۱۶

تم جو آتے سر مزار نہین
کیا تمہارا مین جان نثار نہین

حال درد جگر کہون کس سے
کوئی دلسوز و غمگسار نہین

مانگا بوسہ تو بولے جھنجھلا کر
کہہ چکے ہم ہزار بار نہین

گردش چشم سرگین سے سوا
گردشِ چرخ کجمدار نہین

نور سے ہے نقش پاے دلبر کا
شمع روشن سر مزار نہین

مین جو کہتا ہون جان دیدونگا
کہتے ہین جاے افتخار نہین

اسقدر وصل مین بڑھی تکرار
اک نہین سے ہوئی ہزار نہین

رہگیا رسم ظاہری اُنسے
چاہ اب وہ نہین وہ پیار نہین

واہ کیا کہنا تیرا دستِ جنون
کہ گریبان مین ایک تار نہین

خاک تک میری کرچکی برباد
کیون صبا ابتو کچھ غبار نہین

برق میرے لیے تڑپتی ہے
کوئی مجھ سا بھی بیقرار نہین

پھر بھی آئینگے کہگئے ہین وہ | دلکو لیکن مرے قرار نہین
مین وہ کشتہ ہون جسکی تربت پر | پھول تو پھول کوئی خار نہین
آئین وہ قبر پہ تو پوچھون مین | طبع نازک پہ اتنا بار نہین
دیکھا سیماب کو بھی برق کو بھی | دل کے مانند بیقرار نہین

۱۷۴
دھوم ہے جسکے حسن کی انجم
کہین تیرا تو وہ نگار نہین
۷

بزم مین اول تو مرضی پاؤن دھرنیکی نہین | اور گئے بھی تو اجازت بات کرنیکی نہین
کل کیا تھا وصل کا اقرار آج انکار ہے | اس پہ کہتے ہو مجھے عادت مکرنیکی نہین
اب نہ روکینگے چلے جانا ذرا سی دیر ہے | آرہی ہے جان ہونٹون پر ٹھہرنیکی نہین
مستعد ہین ذبح کرنیکو وہ اپنے ہاتھ سے | کون ہے جسکو تمنا آج مرنیکی نہین
اس مسیحا سے کرون کسطرح مین اپنا حال | مر رہا ہون مجھ مین طاقت بات کرنیکی نہین
سینہ و دل چھا گیا ہے حسرتو نے اسقدر | اے غم جانان جگہ اب تل بھی دھرنیکی نہین

۱۷۵
آج بھی ارمان انجم ہوکے دل ہی مین رہے
صبح تک اس حیلہ جو کی نیند بھرنیکی نہین
۱۱

آج مہندی لگائے بیٹھے ہین | خوب وہ رنگ لائے بیٹھے ہین
میرے آتے ہی ہوگئے برہم | کچھ کسی کے سکھائے بیٹھے ہین
تیغ کھینچی ہے قتل پر میرے | ہاتھ مجھ سے اٹھائے بیٹھے ہین

مین شکایت جفا کی کرتا ہون
چپکے وہ سر جھکائے بیٹھے ہین

دم چرائے ہوے پڑے ہین ہم
وہ جو بالین پہ آئے بیٹھے ہین

امتحان کو کہا تو بولے وہ
ہم تمھین آزمائے بیٹھے ہین

کس کو نظرون سے آج اُتارینگے
کیون وہ تیوری چڑھائے بیٹھے ہین

دیکھیے کب وہ شمع رو آئے
شام سے لَو لگائے بیٹھے ہین

ٹالنا وصل کا جو ہے منظور
خود بخود مُنھ تھوتھائے بیٹھے ہین

سادہ پن مین ہزار جوبن ہے
بال کھولے نہائے بیٹھے ہین

۱۷۶ — ۵

کون پہلو سے اُٹھ گیا انجم
آپ کیون دل دبائے بیٹھے ہین

یہ نقشے اور یہ انداز دنیا سے نرالے ہین
تمھارے دست و پا اللہ نے سانچے مین ڈھالے ہین

نہین چھوٹی ہین زلفین تمنے رخسارونپہ کیا
دل عاشق کے ڈسنے کو یہ کالے سانپ پالے ہین

بناگوش صنم کے حلقے دیتے ہین خبر ہم کو
قمر کے گرد ہالے ہین نہین کانون مین بالے ہین

بوقت امتحان اغیار ٹھہرینگے نہ مقتل مین
ہمین جانباز عاشق جان اپنی دینے والے ہین

۱۷۷ — ۷

نہین اچھی یہ باتین اے قمر کہتے ہین ہم تمسے
طریقے آسمان سے کیون یہ کاوش کے نکالے ہین

دم نہین دم مین فغان کیونکر کرون
حال دل اُنپر عیان کیونکر کرون

دل نہین پہلو مین تو ارمان کہان
جو گذرتی ہے بیان کیونکر کرون

دل کسی قابل نہین مجبور ہون — اسکو نذر امتحان کیونکر کرون
گر کہون تم سے نہ اپنا حال زار — تمکو صاحب مہربان کیونکر کرون
اس دل آوارہ کا کیا اعتبار — اسکو اپنا رازدان کیونکر کرون
پاسداری جنون منظور ہے — ہین گریبان دھجیان کیونکر کرون

۱۷۸ آپ ہون اپنے کیے سے شرمسار
شکوہ تیرا آسمان کیونکر کرون ۲۷

ہمنشین تیری صبا کرتے ہین — ق — لا خبر جا کے وہ کیا کرتے ہین
ہمکو گر پوچھین تو یہ کہہ دینا — رات دن آہ و بکا کرتے ہین
رات بھر لوٹتے ہین بستر پر — اشک آنکھون سے بہا کرتے ہین
تنکے چنتے ہین وہ پھرون دنکو — تارے راتونکو گنا کرتے ہین
دھجیان کرتے ہین دامن کی کبھی — گہہ گریبان کو سیا کرتے ہین
پھرون دیوانونکے مانند کبھی — آپ ہی آپ بکا کرتے ہین
رونے لگتے ہین کبھی آپ ہی آپ — خود بخود گاہ ہنسا کرتے ہین
ہوکے حیران کبھی آئنہ سان — منھکو اک اک کے تکا کرتے ہین
کبھی ویرانے مین جا بیٹھتے ہین — کبھی گلیون مین پھرا کرتے ہین
کبھی خاموش ہین مثل تصویر — کبھی نالے ہی کیا کرتے ہین
گر کوئی پوچھتا ہے کیسے ہو — کہتے ہین شکر خدا کرتے ہین

مختصر حال یہ ہے شام و سحر | آپکا نام جپا کرتے ہین
گر ہوئی رونیسے فرصت کوئی دم | اس غزل کو وہ پڑھا کرتے ہین

غزل

تمسے عاشق پہ جفا کرتے ہین | بخدا آپ برا کرتے ہین
ترک کرتے ہین محبت ہمسے | دیکھیے دیکھیے کیا کرتے ہین
آپ نے خوب نکالی یہ چھیڑ | میرے رونے پہ ہنسا کرتے ہین
زلف دکھلا کے مرے دلکو حضور | کیون گرفتار بلا کرتے ہین
مین جو کچھ حال بیان کرتا ہون | باتون مین ٹال دیا کرتے ہین
دل کے آئینہ مین ہم روز ایجان | آپ کو دیکھ لیا کرتے ہین
ق واہ کیا خوب ہے طرز گفتار | آپ تو سحر کیا کرتے ہین
مردے جی اٹھتے ہین دبا تو نہین | زندہ در گور رہا کرتے ہین
ق انکی شوخی کا ہوا قائل مین | خوب وہ وعدہ وفا کرتے ہین
بوسے کا ہوتا ہے اقرار اگر | گالیان مجھکو دیا کرتے ہین
ق طرز الفت سے وہ آگاہ نہین | بات کرنے مین حیا کرتے ہین
نیچی نظرونسے نگر گاہ بگاہ | اک نظر دیکھ لیا کرتے ہین
ق دل مرا کہتا ہے مجھسے انجم | آپ کیون رنج سہا کرتے ہین

۱۷۹ چھوڑیے اس بت ہرجائی کو
کیون عبث جان فدا کرتے ہین ۷

ضیق مین پڑجائیگی دیکھا گلچین کی جان
بات صبا اگر کوئی پڑگئی بلبل کے کان

مین نے تو شکوہ کبھی تیرا کیا بھی نہ تھا
پھر یہ مری مرتے دم بند ہوئی کیون زبان

جان بھی گر دیوین ہم کوئی نہ پوچھے ہمین
سیکڑون تم پر مرین یہ بھی خدا کی ہے شان

کہنے ہی کو تھے مسیح یا کوئی اچھا ہوا
واہ جی وا دیکھ لی آپ کی اونچی دکان

مجھکو یقین ہو نہو ہم تو ہین عاشق ترے
ہان میان یا نہان ہم ہین ترے میہمان

سر پہ تو اپنے یہان آن ہی پہونچی اجل
آپ ابھی تک مگر کرتے رہے امتحان

اپنی جفاؤن پہ وہ ہونگے نہ نادم کبھی
چھوٹینگے اے آسمان اپنی نہ وہ آن بان

١٨٠ ١٣

جیسے عاشق ترا ہوا ہون مین
ایک آفت مین مبتلا ہون مین

اے اجل جلد آ خدا کے لیے
دیر سے منتظر ترا ہون مین

تو تو ہے بیوفا و بے پروا
تجھ سے کیونکر بھلا نبا ہون مین

دلربا دل فریب دل آرا
کہو تو کیونکر تجھے نہ چاہون مین

فرقت یار مین رہا زندہ
اس ندامت مین مر رہا ہون مین

ٹیس اوٹھتی ہے دل مین رہ رہ کر
کیون نہ آٹھون پہر کراہون مین

اے بتو اسقدر ستم نہ کرو
آخرش بندۂ خدا ہون مین

ہاتھ دھرتے ہین لوگ کانون پر
گویا ناقوس کی صدا ہون مین

کہین دلکا پتہ نہین ملتا
خاک گلیون کی چھانتا ہون مین

لو لگی ہے کسی کے آنیکی — صورت شمع جل رہا ہون مین
تم تو اچھے رہو زمانے مین — خیر یون ہی سہی برا ہون مین
کیون اٹھاتا ہے اپنے کوچے سے — کہین تیرا نہ نقش پا ہون مین

۱۸۱ — ۷
بیوفا ہے وہ شوخ اے انجم — کیون نہ مشہور با وفا ہون مین

ہمین جان کنی سے مفر ہو تو جانین — دلا آچکی شب سحر ہو تو جانین
نظر مین نہین جچتے جور آسمان کے — اگر تجھ سا بیداد گر ہو تو جانین
گئے گر فلک تک یہ نالے تو کیا ہے — جو اس بت کے دل پر اثر ہو تو جانین
شب و روز یون اشک بہنے سے حاصل — کبھی انکا دامن بھی تر ہو تو جانین
جلاتی ہے ناحق ہمین آگ دل کی — اگر سوکھ کر بحر بر ہو تو جانین
ہمین کیا جو ہو کوئی خضر طریقت — ہمارا کوئی راہبر ہو تو جانین

۱۸۲ — ۸
جو دم بھر کو انجم وہ آئے تو کیا ہے — اگر عمر یون ہی بسر ہو تو جانین

تم سے بیکار دل لگائے کون — روز صدمے نئے اٹھائے کون
جب نہین کچھ امید دلداری — غم و رنج فراق کھائے کون
بیٹھے بٹھلائے اپنا دل دیکر — دشمن جان تمھین بنائے کون
تمکو تو یاد ہے دل آزاری — پھر تمھین دلربا بنائے کون

بات اتنی بھی اپنی کھو دیوے | تم یہ چاہت بھلا جتائے کون
نہ تسلی نہ کچھ تشفی دو | پھر تمھین درد دل سنائے کون
جب نہین کرتے خود وہ دلجوئی | پوچھنے غم زدونکو آئے کون

۱۸۴ آسمان کے سوا بتا تو فلک ۱۳
تیرے ظلم و ستم اٹھائے کون

نہ یہ شب ہونے دے برسون نہ ہونے دے سحر برسون
برسنے پہ جو آجائے تو برسے چشم تر برسون
بھلا اتنا تو کس امید پر دین جان ہم اپنی
نہ آیا ایک دن بھی تو رہے وعدے مگر برسون
نہ پوچھو ہم نے فرقت مین بسر اوقات کیونکر کی
مہینون لخت دل کھائے پیا خون جگر برسون
شب فرقت کا کیا تم پوچھتے ہو حال اسکا یارو
یہ وہ شب ہے نہین ہوتی کبھی جسکی سحر برسون
خط جانان کبھی تو کوئی لیکر آہی جائیگا
اسی امید پر تکتے رہے دیوار و در برسون
ہمارے دل سے بھولے اور تو سب وصل کے سامان
مگر اک خندہ زیر لب رہا پیش نظر برسون

نہ دکھلاؤ گے جب تک طالبان دید کو جلوا
رہیگا یوہین کوچے مین تمھارے شور و شر برسون
ستمگر تو نے دکھلا کر ہمین گردش نگاہونکی
مہینون خاک چھنوائی پھرایا دربدر برسون
وہ ٹھوکر بھی نہین آکر لگاتے اب تو مرقد کو
رہا کرتا تھا زانو جنکا اپنے زیر سر برسون
مقدر کی طرح وہ بیوفا بھی پھر گیا ہم سے
کبھی اب خواب مین بھی وہ نہین آتا نظر برسون
الٰہی کیون ہے اسرافیل نازان صور پر اپنے
مرے نالے وعالم کو کرین زیر و زبر برسون
نہ منھ اپنا دکھائینگے تجھے میدان محشر مین
کرینگے ہم تری رحمت کے پردے مین بسر برسون
جو انجم ایک دن بھی آہ دکھلائے اثر اپنا
رہے سینہ بسینہ ہم سے وہ رشک قمر برسون

تمھارا نام کسے ورد صبح و شام نہین
وہ کون ہے کہ جو کرتا تمھین سلام نہین
چبا چبا کے یہ ہم سے کلام کا کرنا
دلیل ہے کہ تری بات کو قیام نہین
وصال و ہجر کی لذت وہان کہان زاہد
سُنا ہے ہمنے کہ جنت مین صبح و شام نہین

غضب ہی کرتی ہے اُسکی زبان کی لکنت / کلیم سکنے مین اُسکے ہین کلام نہین

لیا ہے دل مرا تمنے تمھین سے نالش ہے / جو منتقم ہو تو پھر لیتے انتقام نہین

یہ کیا مجھکے مجھے آپ کرتے ہین آزاد / حضور آپ کا بندہ کوئی غلام نہین

کہان وہ یار کہان تو کہان وصال اُسکا / یہ اور کیا ہے دلا گر خیال خام نہین

سمایا ہے جو مری آنکھو مین وہ ہرجائی / مری نگاہ کو بھی ایک جا قیام نہین

یہ میرے پاس رسول اپنا تمنے کیون بھیجا / مرے تمھارے تو نامہ نہین پیام نہین

حیا کے پردے مین کرتے ہین وہ جفا مجھپر / کہ میرے سامنے لیتے وہ میرا نام نہین

کہو رقیب کی باتین مین کسطرح کاٹون / مری زبان ہے کچھ تیغ بے نیام نہین

ہماری روح تو مدت کی چل بسی ہوتی / یہ خیر گذری کہ دیکھا ترا خرام نہین

تمھارے ہی لیے اورونسے ملتے جلتے ہین / جو تم ملو تو ہمین کچھ کسی سے کام نہین

جو بھول جائے تجھے تو حرام ہے کھانا / پیے جو یاد مین تیری تو مے حرام نہین

خدا کا گھر اسے کہتے ہین عالم و جاہل / مگر کچھ اُنکو مرے دلکا احترام نہین

۱۸۶

تمھارے دلکی بھلا بات کسطرح سمجھے / کوئی ولی نہین انجم کوئی امام نہین

۶

الہی چھپ گئی کس گلبدن کی گات آنکھونمین / پھرا کرتی ہے پتلی کیطرح دن رات آنکھونمین

خیال کاکل مشکین نے اک اندھیر ڈھایا ہے / تصور بنگیا ہے پردۂ ظلمات آنکھونمین

تمنا ہے جو وہ خاک قدم قسمت سے ہاتھ آئے / رکھون سرمہ بنا کر قبلۂ حاجات آنکھونمین

نہ آنیکا اُنھین اک عذر بار وسفت ہاتھ آیا — کھٹکتی ہے خدایا ابتو یہ برسات آنکھو نمین

کرشمے تیری قدرت کے سمجھ مین کچھ نہین آتے — سماتی ہے یہ کیونکر ساری مخلوقات آنکھو نمین

شب ہجران تو کاٹے ہی نہین کٹتی تھی ای انجم
شب وصلت کٹی کسطرح باتون بات آنکھو نمین

۱۸۷ — ے

آپ کیون مجھ سے لیتے ہین قسمین — دل تو میرا ہے آپ کے بس مین

مین کلیجے ہی سے لگا رکھتا — آپ ہوتے اگر مرے بس مین

کون جھوٹا کہے اُنھین جب ہون — ایک وعدے پہ سیکڑون قسمین

اُنکے وعدے کی کوئی حد بھی ہے — دل کو کبتک رکھون مین ڈھارس مین

چھوڑا سے چرخ میرے یار کا رنگ — دھبہ آتا ہے تیری اطلس مین

ہم ہمین بوسہ ہم تمھین دل دین — بدلہ ہوجاے یون ہی آپس مین

دلکو کیا بیٹھے روتے ہو انجم
جان لیوا ہین چاہ کی رسمین

۱۸۸ — ے

دل سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہین — تجھپہ قابو مرا چلتا ہی نہین

نخل اُمید بھی ہے طرفہ شجر — جو کبھی پھولتا پھلتا ہی نہین

دلکے ارمان بھلا کیا نکلین — دم تو کمبخت نکلتا ہی نہین

جان دینے کو مرے سچ سمجھو — یہ وہ وعدہ ہے جو ٹلتا ہی نہین

چرخ نے رنگ ہزار دن بدلے — اُنکا انداز بدلتا ہی نہین

ہم اسی غم مین اُگلتے ہین لہو | نیمچا تیرا اُگلتا ہی نہین

۱۸۹ آسمان آہون نے پتھر کھالے
وہ کسی طرح پگھلتا ہی نہین ۹

یہ غصہ اور یہ طیش و عتاب ہمسے کیون | بغیر جرم و خطا اجتناب ہمسے کیون
یہ چھیڑ چھاڑ بھلا شیخ و شاب ہمسے کیون | یہ رد و قدح عذاب و ثواب ہمسے کیون
ہزار بار کہا ہمنے لا جواب ہے وہ | پھر اے نکیر سوال و جواب ہمسے کیون
ہمین سے ہجر کی شب مُنھ چھپا کے بیٹھ رہا | یہ سرد مہری تری آفتاب ہمسے کیون
کُھلا نہ بھید ذرا سے یہ ہو گئے مانوس | یہ عشق حضرت عالی جناب ہمسے کیون
نہ آئے کوئی گنے کوئی ہجر کی گھڑیان | یہ طول شب کا الٰہی حساب ہمسے کیون
تم اپنی چال سے خود آپ ہو سمجھ سکتے | یہ پرسش قلق و اضطراب ہمسے کیون
یہ چھپی چھپی نگاہین رُکی رُکی باتین | یہ احتراز یہ شرم و حجاب ہمسے کیون
اسی کے چلتے تو دی جان ہمنے اے انجم | خفا ہے پھر دل خانہ خراب ہمسے کیون

۱۹۰ ردیف واو ۲۰

رسائی کا مرے نالو نکی مانع آسمان کیون ہو | جو ہو تاثیر آہو نمین تو محنت رائگان کیون ہو
شکایت جب نہو پیا تو پھر مُنھ مین زبان کیون ہو | نہو جب دل ہی پہلو مین تو پھر تاب و توان کیون ہو
ہماری بھی نہ بانپر تو ہی تو اوباغبان کیون ہو | نہو گر ہمصفیر اپنی تو بُلبُل ہم زبان کیون ہو
نہین اپنا عقیدہ او دل پر آرزو تجھ سے | جو پردہ دار اُلفت ہو تو جلنے مین دھوان کیون ہو

تم اپنے شعلۂ رخ کے نہین قائل تو بتلاؤ
نہو سوزش اگر دلمین تو سینے مین طپان کیون ہو

نہو تم بات کے پورے نہو تم قول کے سچے
لگاؤ ہاتھ گر پورا تو کوئی نیمجان کیون ہو

جلانا غیر کا منظور ہے یا مارنا میرا
بتاؤ تو سہی تم آج مجھپر مہربان کیون ہو

ستاتے ہو تلافی کر کے ناحق دے کے زخمونکو
نشانی کچھ تو رہنے دو کہ عاشق بے نشان کیون ہو

نہ کر تو قتل مجھکو جان بلب ہون خود ہی مین غم سے
تری گردن پہ او قاتل مرا بار گران کیون ہو

اجازت سانس لینے کی اگر فرقت مین ہو مجھکو
تو نالہ آ کے میرے حلق کا پھر داربان کیون ہو

تلاش یار مین ناحق پھرے کوئی بھی آوارہ
جو ہو تم صاحب خانہ کوئی بے خانمان کیون ہو

یہ ہمسے کج ادائی کیون یہ ہمسے روٹھنا کیسا
نہین عاشق اگر ہم پھر ہمارا امتحان کیون ہو

مکرتے ہو جو دل لیکر بتاؤ تو سبب اسکا
نہین گر دشمن جان تم تو پھر خواہان جان کیون ہو

نہین فصل بہاری گر گریبان ٹکڑے کیون ہوتے
نہو دے جوش وحشت گر تو دامن دھجیان کیون ہو

نہ دل ہی مین جگہ اسکی نہ آنکھون ہی مین جا اسکی
کوئی بتلاؤ تو وہ یار میرا میہمان کیون ہو

ترے میخانہ کو ساقی کرین کیونکر نہ ہم سجدہ
نہوئے گر در کعبہ تو اسکا آستان کیون ہو

زبان کھولون نہ کھولون سامنے غیرون کے بتلاؤ
اجازت دو تو یہ پوچھون کہ مجھسے بدگمان کیون ہو

نہون گر چاہنے والے تو تم یوسف نہ کہلاؤ
نہون گر حسرتین دلمین تو پورا کاروان کیون ہو

نہین گر داور محشر کی پرسش کی تمھین پروا
تمھین بتلاؤ پھر یون مجھسے تم دامن کشان کیون ہو

١٩١
سنا ہے ہم نے انجم دلسے دلکو راہ ہوتی ہے
جو یہ سچ ہے تو میرے انکے کوئی درمیان کیون ہو
٨

کب کہتا ہون مین بوسہ تم دے کے چلے جاؤ
دل لے کے مرا بدلے بوسے کے چلے جاؤ

تا حشر یہان نیت سیر اپنی نہو ویگی
دکھلاے تماشے تم جلوے کے چلے جاؤ

اے شمس و قمر چاہو گر اپنی ضیا دونی
گرد اُسکے ذرا پھر کر چہرے کے چلے جاؤ

جلدی سے بے فرشتو کیا کہدونگا جو کہنا ہے
لکھتے ابھی دفتر تم شکوے کے چلے جاؤ

یہ خون بھرا دامن دیکھے نہ کوئی دشمن
تم پاس سے اب میرے لاشے کے چلے جاؤ

کھائی تھی قسم تم نے جانیکے نہین اب ہم
تھی شرطِ وفا یہی جُل دیکے چلے جاؤ

دروازہ نہ کھولینگے ہوتی ہے سحر ہوئے
ایسا نہ ہو کھُلتے ہی کھٹکے کے چلے جاؤ

۱۹۲ گر اشک بہا دیوین تو اسکا عجب کیا ہے
تم بیچ مین کیون انجم ریلے کے چلے جاؤ ۹

کس مُنھ سے بھلا کہدون اے یار چلے جاؤ　　ہان پھیر دو گردن پر تلوار چلے جاؤ

تم دیکھ تو لو مین کل جیتا ہون کہ مرتا ہون — آنے کا ذرا کرکے انکار چلے جاؤ
جب حشر بپا ہوگا دیدار دکھا دینا — تم روز یوہین کرتے اقرار چلے جاؤ
یہ کسنے کہا آکر تم جان بچا ہی لو — بیمار کو دکھلاکے دیدار چلے جاؤ
بوسہ ابھی لے دیکے تم سر سے بلا ٹالو — بیکار بڑھاتے کیون تکرار چلے جاؤ
مین نے کہا بوسہ پہ مین بیچتا ہون دلکو — وہ ہنسکے لگے کہنے بازار چلے جاؤ
کیا پوچھتے ہو ہمسے دیوانونکا حال اپنے — تم بیڑیونکی سنتے جھنکار چلے جاؤ
ہے یاس سر بالین اب آؤ فرشتو تم — تاحشر مرا لکھتے اظہار چلے جاؤ
جاتے ہو جو کعبے کو جاؤ مگر اے انجم — یہ کسنے کہا تج کے گھربار چلے جاؤ

غم واندوہ کے مارے کو جلاتے جاؤ — ہو مسیحا تو کچھ اعجاز دکھاتے جاؤ
کچھ علاج دل بیمار بتاتے جاؤ — باتین دو چار رہی اے یار سناتے جاؤ
خاک مین مجھکو اگر تم نہ ملاؤ نہ سہی — لاش تو میری ٹھکانے سے لگاتے جاؤ
اسی بیساختہ پن نے تو مجھے مارا ہے — اور ایسی کوئی تلوار لگاتے جاؤ
وعدۂ وصل مین ہر روز کا جھیڑا کیسا — طول محشر تو نہین ہے جو بڑھاتے جاؤ
تم نہ آؤگے تو ہم بھی نہین اب جینے کے — یہ ہین آخری دیدار دکھاتے جاؤ
روح جا جاکے مری تنسے پھری آتی ہے — اپنی آواز نہ للہ سناتے جاؤ
غیر ممکن ہے کہ مین اور جیون فرقت مین — جاؤ پر مجھسے بھی تم ہاتھ اٹھاتے جاؤ

ذبح کرکے نہ مجھے یون ہی تڑپتا چھوڑو — کچھ مرے دل کے بھی ارمان مٹاتے جاؤ
نہین آنا تمھین منظور نہ آنا لیکن — جاتے جاتے تو مرا دل نہ دکھاتے جاؤ
خون دامن سے چھڑا کے نہ مرا دل توڑو — حشر مین ملنے کی کچھ آس لگاتے جاؤ
سنتے ہین قبر مین نام آپکا پوچھینگے ملک — گر یہ سچ ہے تو ہمین نام بتاتے جاؤ

۱۹۴

حال دل کہنے مین تاخیر نہ کرنا انجم
جسقدر بڑھ سکے اظہار بڑھاتے جاؤ

۱۳

دل خدا وندا حسینون پر کبھی مائل نہو — کوئی میری طرح تیغ ناز کا بسمل نہو
چاک کرکے میرا سینہ ڈھونڈھتا ہے تو عبث — دل مرا زیر کف پا تیرے اے قاتل نہو
دیکھ میرے سویداے دل پُر داغ کو — ہنسکے کہتے ہین کسی معشوق کا یہ تل نہو
بال بکھراے کھڑے ہین اپنے کوٹھے پر وہ آج — پھر بلاے تازہ کوئی دیکھیے نازل نہو
دل تو مین لایا ہون صاحب نذر دینے کے لیے — پر یہ ڈرتا ہون کہ شاید آپ کے قابل نہو
تیرے ہی دم سے تو ہے اپنی نشاط زندگی — تو نہو گر بزم مین تو رونق محفل نہو
جب کیا اُس سے سوال وصل تب بولا وہ شوخ — یہ وہ مطلب ہے جو ساری عمر بھی حاصل نہو
جسم خاکی کیون بنایا تونے اے بار الٰہ — یہ کسی لیلی شمائل کا کہین محمل نہو
کردیے زیر و زبر اک آہ مین دونون جہان — دیکھ او قاتل نہین تیرا تو یہ بسمل نہو
لے لیا بیتابیِ دل سے جو بوسہ یار کا — بولا جھنجھلا کر کہ اتنا مست لایعقل نہو
گلا ہے ماہے تو خبر لے آنکر بہر خدا — اے مسیحا مجھ مریض عشق سے غافل نہو

نبض پہچھے اُسکو دکھلانا یہ پہلے سوچ لو
جسکو سمجھے ہو مسیحا وہ کہین قاتل نہو

۱۹۵ ۱۷

سر بکف انجم چلے جاتے ہو راہِ شوق مین
جان دینا سہل سمجھے ہو مگر مشکل نہو

کب مین کہتا ہون دل مرا دے تو
خاک ہی مین اسے ملا دے تو

نام قاتل اگر خدا پوچھے
کیا بتاؤن سمجھے بتا دے تو

خط تقدیر گر نہین مٹتا
میرا نام و نشان مٹا دے تو

دیر کیا ہے قیامت آنے مین
پردۂ در ذرا اُٹھا دے تو

روح گھبرا نجا ہے مرقد مین
دل نالان ذرا صدا دے تو

دل تجھے کسنے یون کیا بیچین
اے مرے دردکش دعا دے تو

نہین ممکن اُٹھاؤن تجھ سے ہاتھ
گر مجھے نظرون سے گرا دے تو

میرے زخمون پہ تو نمک تو چھڑک
کچھ تو قاتل مزا چکھا دے تو

دل نخوت پسند کو اے اشک
طرز افتادگی بتا دے تو

حشر مین حشر ہو ابھی برپا
اپنا جلوہ اگر دکھا دے تو

دربدر ہون تلاش مین تیری
راہ سے اب مجھے لگا دے تو

مر کے باقی رہا نشان تو کیا
اے صبا خاک تک اُڑا دے تو

نہ ہٹے پانون راہ اُلفت سے
یا رب اتنا تو حوصلہ دے تو

اپنے در سے اگر اُٹھاتا ہے
دوسرا کوئی در بتا دے تو

آئے وہ یا نہ آئے اے قاصد — حال جا کر مرا سُنا دے تو
سہل ہو جائے موت کی اُلجھن — جلوۂ آخری دکھا دے تو

۱۹۶
اشک رُکنے نہ پائین اے انجم
دل جگر دونون کو بہا دے تو
۱۱

کیا اظہار مدعا اب تو — عفو کیجے ہوئی خطا اب تو
باز آیا مین ایسی چاہت سے — ہو نہین سکتی التجا اب تو
جو مسیح آئے بھی تو کیا ہوگا — ہو گیا درد لا دوا اب تو
تیری بیفائدہ نصیحت سے — دم لبون پر ہے ناصحا اب تو
اب بھی باقی ہے وصل کی تکرار — تیرے وعدے پہ مر مٹا اب تو
بوسہ مانگا تو ہنسکے کہنے لگے — نیا سیکھا ہے چوچلا اب تو
کعبۂ دل مین گھر بنایا ہے — ہو گئے بُت بھی باخدا اب تو
بُت پرستی تو کی بہت اے دل — کچھ دنون کر خدا خدا اب تو
مرضِ عشق بڑھ گیا ایسا — نہین ہو سکتی کچھ دوا اب تو
مختصر کر پیام وصل اے دل — لڑکھڑانے لگی صبا اب تو

۱۹۷
باوفائی پہ میری اے انجم
وہ بھی کہتے ہین مرحبا اب تو
۲۱

قتل پر کیون ابھی کستے ہو کمر دیکھ تو لو — سیدھی نظرون سے مری جان ادھر دیکھ تو لو

رحم کرنا کہ نہ کرنا یہ تمھاری مرضی / گو کہ بچنا مرا دشوار ہے پر دیکھ تو لو
حشر مین تم بھی ذرا آکے دکھا دو صورت / کون ہوتا ہے اِدھر کون اُدھر دیکھ تو لو
آنا موقوف خوشی پر ہے تمھاری لیکن / ساتھ چلکر مرے پیارے مرا گھر دیکھ تو لو
قتل کرتے ہو جھجکتے ہوے تم کیون مجھکو / کچھ کسی کا تو نہین خوف و خطر دیکھ تو لو
مُنھ سے گر بولنا منظور نہین ہے نہ سہی / آنکھ اُٹھا کر مری جان ایک نظر دیکھ تو لو
جان بلب کتنے ہین اور مر گئے کتنے عاشق / بام پر آکے تم اے رشک قمر دیکھ تو لو
بال بکھرے ہوے چہرے سے ہٹا لو اپنے / رات رہتی ہے کہ ہوتی ہے سحر دیکھ تو لو
وہ مکدر ہی رہین یا کہ صفائی ہو جاے / جوش مین آکے تم اے دیدۂ تر دیکھ تو لو
چاک کرکے مرا سینہ تو نہ مُنھ کو موڑو / دل ہے اے جان تڑپتا کہ جگر دیکھ تو لو
نہ ابھی ظلم سے تم ہاتھ اُٹھاؤ صاحب / نفع ہوتا ہے کہ ہوتا ہے ضرر دیکھ تو لو
اپنے کشتون کی ابھی لاش نہ دفناؤ تم / کوئی مجھ سا تو نہین خستہ جگر دیکھ تو لو
چپکے کیون بیٹھے ہو گردنکو جھکاے صاحب / چار آنکھین نہ کرو ایک نظر دیکھ تو لو
دم بخود چپکے پڑے رہتے ہو انجم ناحق / آہ مُنھ سے کرو نالون کا اثر دیکھ تو لو
چاک کرتے ہو ابھی کس لیے نامہ لیکر / مرگ عاشق کی نہ لکھی ہو خبر دیکھ تو لو
پائیچون کو نہ جھٹک کر مرے پہلو سے اُٹھو / بل نہ کھا جاے کہین پتلی کمر دیکھ تو لو
امتحان کے لیے آج انکا ذرا مُنھ تو چھوو / جان جاتی ہے کہ ہوتی ہے مفر دیکھ تو لو
سوتے سوتے اُٹھے گھبرا کے جو گھر کو چلے / دل دھڑکتا ہے کہ بجتا ہے گجر دیکھ تو لو

یہ نہیں کہتا کہ تم راہ چلو ادھر سے — گھر بنایا ہے سر راہ گذر دیکھ تو لو
درد دل کی ابھی کچھ میری نہ تدبیر کرو — نبض اسے چارہ گرو بار دگر دیکھ تو لو

۱۹۸
آج تم بھی چلو دیکھ آؤ اُسے اے انجم
کوئی کہتا ہے پری کوئی بشر دیکھ تو لو
۱۱

آنکھیں اپنی ڈھونڈھتی ہیں یار کے دیدار کو — اسلیے تکتے ہیں پہروں روزن دیوار کو
چھوڑ دو تم یا تو صاحب صحبت اغیار کو — یا تسلی دو ہمارے اس دل بیمار کو
درد و غم اور آہ و نالہ یاس حرماں ہیں رفیق — بار ہے محفل میں اپنی اب انھیں دو چار کو
مانع گریہ جو ہوتے ہو تو میں زار و نحیف — توڑ کب سکتا ہوں یارو آنسوؤں کے تار کو
خنجر ابرو لگایا تم نے میں کرتا ہوں آہ — کر چکے تم وار اپنا روکو میرے وار کو
جبسے دیکھی ہے گل رخسار جاناں کی بہار — آنکھیں پھوٹیں آجتک دیکھا بھی ہو گلزار کو
دیر چھوڑا اے بتو جاتے ہیں اب کعبے کو ہم — ہاتھ میں لے سبحہ پھینکا توڑ کر زنار کو
امتحان عاشقاں منظور ہے تمکو اگر — دیر پھر کیا ہے نکالو میان سے تلوار کو
کوچۂ جاناں میں جانا ہو تو کہنا اے صبا — غیر ممکن ہے شفا پانا ترے بیمار کو
جسکو پایا اپنے ہی مطلب کا پایا آشنا — آزمایا خوب ہم نے یار اور غمخوار کو

۱۹۹
مشکلیں جتنی ہیں انجم ہونگی سب آسان تری
جان لے تو حامی اپنا حیدر کرار کو
۷

لطف ہو گر تو ہو اور مینا نہ ہو — میں ہوں اور میرا دل دیوانہ ہو

جس زبان پر ہو ترا افسانہ ہو
کوئی ہو اپنا ہو یا بیگانہ ہو

یہان تو ہے دیدار سے تیری غرض
دیر ہو کعبہ ہو یا بتخانہ ہو

جسکو دیکھا سب جلتے ہی دیکھا یہان
شمع ہو عاشق ہو یا پروانہ ہو

ہمکو تو دو گز زمین درکار ہے
شہر ہو بستی ہو یا ویرانہ ہو

دور ساقی مین کسے گردش نہین
شیشہ ہو ساغر ہو یا پیمانہ ہو

۲۰ ۵

کیا قیامت ہو جو انجم حشر مین
کوئی سودائی کوئی دیوانہ ہو

آنکھ ہم سے ذرا ملاؤ تو
کیون خفا ہو سبب بتاؤ تو

مرتے دم آکے دیکھ جاؤ تو
نہ جلانا ہمین یہ آؤ تو

حال کھلجائے تمپہ اُلفت کا
تم کبھی ہمکو آزماؤ تو

دیکھو کیسی ہوتی ہے چاہت
دل کسی سے ذرا لگاؤ تو

۲۰۱

بے سبب کیون خفا ہو انجم سے
جی مین کیا ہے اجی بتاؤ تو

یہ نہین ممکن کہ تجھ سے ترک اپنی چال ہو
تجکو کیا پیس جائے کوئی یا کوئی پامال ہو

جوش وحشت ایمجنون اتنا تو ابکی سال ہو
طوق گردن میرا انکے پانوٗن کی خلخال ہو

دل مرا قائل نہین محشر کی رستاخیز کا
مجھکو دھوکا ہے کہ اسمین بھی نہ کوئی چال ہو

باز آیا ناصحا مین اس نصیحت سے تری
کوئی ایسا ذکر کر جو اپنے حسب حال ہو

توبھی سینے سے تڑپکر دل ذرا باہر نکل — اُنکے آنیکا اگر منظور استقبال ہو
مجھکو مارا ہے تری اٹھرپنے کی چال نے — سنگ تربت پر بھی کندہ سورۂ زلزال ہو

۲۰۲
آسمان ہم روتے ہین اک ماہوش کی یاد مین — چادر مہتاب اپنے ہاتھ کا رومال ہو
۱۱

نہین کہتا کہ تو آکر بچالے مرنے والونکو — مگر سن لے کبھی تو کان دھر کر اُنکے نالونکو
کوئی کہتا ہے آتے ہین کوئی کہتا ہے آئینگے — خدا آباد رکھے دم دلاسا دینے والونکو
مرے دلکی گرہ اکدن نہ کھولی لے بیدردی — یہ طرہ ہے کہ سلجھاتے ہو گھونگر والے بالونکو
قیامت ڈھائی جسنے چاند سے تشبیہ دی اُنکو — لگایا عیب حسن عارضی کیون گورے گالونکو
لحد پر برق وابر آکے کرجاتے ہین آبادی — خدا خوش رکھے ان دونو تڑپنے رونے والونکو
جدھر سے تم نکلتے ہو قیامت اٹھتی ہے برپا — خدارا چھوڑدو ترچھی ترچھی ٹیڑھی ٹیڑھی چالونکو
جگر اور دلکی بیتابی سے پیراناک مین دم ہے — کہان سے اسقدر قوت ہوئی ان خستہ حالونکو
ابھی تو چشم گریان کیطرح سے پھوٹ بہتے ہین — اگر تم نشتر مژگان سے چھیڑ دو دلکے چھالونکو
نہ یان کچھ حاصل دنیا نہ وان کچھ حاصل عقبی — غرض کیا ہے جو پوچھے کوئی ہمسے خستہ حالونکو
ذرا ہنس ہنس کے تم بھی تو کرو بجلی کو شرمندہ — کیا ہے مات آنکھون نے مری ساونکے جھالونکو

۲۰۳
اگر کی تمنے مشق عشق تو بیکار کی انجم — نہین اب پوچھتا کوئی یہان صاحب کمالونکو
۷

کارگر کسکے ہوا تیر نظر دیکھین تو — کسنے سینے کو بنایا ہے سپر دیکھین تو

اہل محشر ابھی رہجائین کلیجہ تھامے
اوکماندار تری ترچھی نظر دیکھین تو

یون ہی دل تھام کے ہم نالے کیئے جائینگے
بے خبر کب تجھے ہوتی ہے خبر دیکھین تو

دیکھین کسطرح انھین رحم نہین آتا ہے
حال پوچھین کہ نہ پوچھین یہ ادھر دیکھین تو

سیکڑون خواہشین اور ایک دل پُر ارمان
عمر کس طرحسے ہوتی ہے بسر دیکھین تو

قتل عشاق پہ شمشیر وہ پیچھے کھینچین
پہلے کہدو کہ ذرا اپنی کمر دیکھین تو

۲۰۴

اُنسے بیرحم سے کی ہین نے محبت انجم
میرا دل دیکھین ذرا میرا جگر دیکھین تو

۸

دل پہ وہ شوق سے ہنس ہنسکے گرائین بجلی
ہم بھی موجود ہین منہ آنکھونسے برسانے کو

گلبدن دلپہ ترے چھلے کے گل کھا کھا کر
ہمنے گلزار بنا رکھا ہے ویرانے کو

ہمکو ممنون اجل کیون کیا تونے ظالم
بس نہ تھا تیر نظر کیا ترا مرجانے کو

ناصحا جی نہ جلا میرا ہوا خواہی سے
ناحق آ بیٹھا دبی آگ کے بھڑکانے کو

جان جاتی ہوئی قالب مین مرے پھر آئی
آپ کیون جاتے ہوے کہتے گئے آنے کو

ولہ

سحر وصل نہو صبح قیامت مجکو
شام فرقت نہ دکھائے مری شامت مجکو

کیا تعجب ہے جو کہلاؤن غریق رحمت
گر ڈبو دین یہ مرے اشک ندامت مجکو

۲۰۵

جھوٹ سچ کیلیے کیسا یہ کرم حضرت عشق
کوئی بھی تمنے دکھائی نہ کرامت مجکو

۵

دل لے کے بُرائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو
پھر ذکر جدائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

کبھی دیر مین ہین کبھی کعبے مین کبھی دلمین ہین کبھی آنکھونمین
یہ بُت بھی خدائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو
جو بات بھی کرتے ڈرتے تھے کبھی آنکھین چار نکرتے تھے
وہ ہم سے رُکھائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو
تا زیست نہ پوچھی بات کبھی اب آکے اُٹھائی لاش مری
کب وعدہ وفائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو
وہ انجم ملنے کو آئے ساتھ اپنے رقیبونکو لائے
کیا خوب صفائی کرتے ہین لو اور سنو لو اور سنو

یون فغان کر حال دل افشا نہو
اُسکی حسرت پر نظر کر بے وفا
گل چمن مین کرتے ہین سرگوشیان
یا الٰہی یہ تپکتا ہی رہے
چھپ جاتے ہین وہ میرے نام سے
جان پر میری بنے لیکن ترے
ہوگیا مین عشق مین ضرب المثل
کیون نہ جاگین وصل مین اُسکے نصیب
عشق مین جو کچھ نہونا تھا ہوا

دیکھ اے انجم کہین رسوا نہو
تو نے جھوٹون بھی جسے پوچھا نہو
کچھ ہمارا آپ کا چرچا نہو
حشر تک زخم جگر اچھا نہو
حیف ہمسا بھی کوئی رسوا نہو
دشمنون کا بال بھی بیکا نہو
کیون ہر اک جا پر مرا چرچا نہو
ہجر مین جو چین سے سویا نہو
اور آگے دیکھیے کیا کیا نہو

عشق کے ہاتھون ہوا ہے وہ مرض / چارہ گر جسکا کوئی چارا نہو
جان دے جو تیری بے پروائی پر / حیف اُسکی کچھ تجھے پروا نہو
ساری دنیا جسکو کہتی ہے شفق / وہ کسی کے خون کا دھبا نہو
ہے غضب ظالم اُسے تو بھولجاے / مرتے دم تک جو تجھے بھولا نہو
جسپہ دھوکا ہے تجھے زنار کا / وہ ہماری آنکھ کا ڈورا نہو
میرے گھر مین اور تو آئے بھلا / راستہ ظالم کہین بھولا نہو

کیا قیامت ڈھائے انجم وہ شوخ / پرسش محشر کا گر دھڑکا نہو

تم اک نگاہ مین صاحب کمال کرتے ہو — مطلع — کسی کو ذبح کسی کو حلال کرتے ہو

۲۰۵ ردیف ے ۱۰

آپ نے ظلم ڈھائے کیا کیا کچھ / دل کے ارمان مٹائے کیا کیا کچھ
عالم بیخودی مین جا کر ہم / کیا کہین دیکھ آئے کیا کیا کچھ
آئنے نے بگاڑا اُنکا مزاج / اِسنے عشوے سکھائے کیا کیا کچھ
ستیاناس ہو محبت کا / عیب اِسنے لگائے کیا کیا کچھ
کچھ بھی حاصل ہوا نہ اے اشکو / تم نے طوفان اُٹھائے کیا کیا کچھ
مجھپر اُس دیدۂ فسونگر نے / شعبدے آزمائے کیا کیا کچھ
شب وصلت نہ اک فریب چلا / اُسنے فقرے بنائے کیا کیا کچھ

وہ بنا ہے ابھی فقط دلسوز — دیکھین آگے جلاے کیا کیا کچھ
دل ہی لیجاے کوئی پہلو سے — روگ اسنے لگاے کیا کیا کچھ

۲۰۸ — ۵
پرسش حشر سے بچے انجم
رستے وحشت مین پاے کیا کیا کچھ

قدر پہلے کچھ نہ جانی تونے سمجھا نیکی آہ — تا بہ لب اے جوش گریہ اب نہین آنیکی آہ
گرمیِ بازار تیری ہو وہ بیچارہ جلے — پھونک دیگی شمع محفل تجکو پروانیکی آہ
شیشہ و مینخوار و ساغر کیون پڑے ہین خاک پر — لائی کیا بھونچال ساقی تیرے میخانیکی آہ
چونک اٹھا نالۂ دل سنکے وہ آفت خرام — کیا قیامت خیز تھی کمبخت دیوانیکی آہ

۲۰۹ — ۶
یار اپنا چاہیئے ہے اپنے اوپر مہربان
کیا کریگی تیرا انجم اپنے بیگانے کی آہ

حاصل ہوا فراغ تری اک نظر کے ساتھ — دل بھی مرا گیا مرے دردِ جگر کے ساتھ
خورشید تابہ حشر الٰہی جلا کرے — رخصت ہوا وہ رشکِ قمر بھی سحر کے ساتھ
کیون رات دن برستا ہے منھ جھوم جھوم کر — کیا شرط باندھ لی ہے مری چشم تر کے ساتھ
تھا دیکھنا بلندیِ عرش عظیم کو — اے آہ و نالہ کیون نہ گئے تم اثر کے ساتھ
کچھ آنکھ سے تمھارے سوا سوجھتا نہین — تار نظر لپٹ گیا موے کمر کے ساتھ

۲۱۰ — ۷
دل بھی دیا تو کیسے ستمگر کو آسمان
الفت جو کی بھی تمنے تو کس بیخبر کے ساتھ

رہ جائے کیون نہ آنسوؤن سے ڈبڈبا کے آنکھ
پتھرا رہے ہین آپسے صاحب لگا کے آنکھ

نرگس مری طرح ستم رسیدہ ہے کسلیے
حیران بنا دیا اسے کسنے دکھا کے آنکھ

کیا تمنے مجکو اپنی نظر سے گرا دیا
کیون دیکھتے نہین مری جانب اُٹھا کے آنکھ

ثابت نہو کسی پہ نظر التفات کی
اسواسطے وہ کرتے ہین باتین جھکا کے آنکھ

اتنے سے سن مین ہین تری چالاکیان غضب
سینے سے کیا نکال لیا دل بچا کے آنکھ

کیا آج تمنے دلپہ لڑائی کی ٹھان لی
باتین جو ہمسے کرتے ہو صاحب لڑا کے آنکھ

۲۱۱

کیونکر نہ اُنپہ دل کے چرانیکا ہو گمان
انجم وہ مسکراتے ہین ہمسے چرا کے آنکھ

۱۴۳

قصور مجھسے ترا کوئی گر ہوا ہو تو کہہ
علاوہ چاہنے کے اور کچھ خطا ہو تو کہہ

یہ کس لیے ہین نگاہین پھری پھری مجھسے
خدانکردہ اگر دل ترا پھرا ہو تو کہہ

ہماری موت ہے ظالم لکھی ترے ہاتھون
اجل کا نام نہ لے گر تری ادا ہو تو کہہ

ہماری عمر کٹی تجکو سجدے ہی کرتے
جو سنگِ در ترا خالی کبھی رہا ہو تو کہہ

مسیح کہنے کو کوئی جو ہو تو ہمکو کیا
ہمارے دردِ جگر کی اگر دوا ہو تو کہہ

مین اپنے ضعف کے صدقے کہ آبرو رکھلی
کبھی جو بھولون بھی زانو سے سر اُٹھا ہو تو کہہ

ہمارا دل نہین کیون تیری نذر کے لایق
ترے سوا جو کسی اور کو دیا ہو تو کہہ

اسے تو مارا ہے عیسیٰ ترے تغافل نے
ترا مریض جو شرمندۂ قضا ہو تو کہہ

ڈبویا تجھکو تو اے دل تری محبت نے
ہماری آنکھ سے قطرہ کوئی گرا ہو تو کہہ

بلا مین تو نے پھنسایا ہمین عبث ظالم | جو تیری زلف کو ہم نے کبھی چھوا ہو تو کہہ
یہ آج کیا ہے جو تو پاس سے اُٹھا میرے | جو شمر اور کسی دن پہ اُٹھ رہا ہو تو کہہ
کہان تلک ارے جلاد کوئی صبر کرے | ترے ستم کی اگر کوئی انتہا ہو تو کہہ

۲۱۴

کسی کو چاہے کوئی اسمین کیا ترا انجم
بتون کا بندہ اگر بندۂ خدا ہو تو کہہ

۹

یون تو ان آنکھون سے ہم نے او بت کہنے کو دنیا دیکھی
لیکن ساری خدائی بھر تیری صورت یکتا دیکھی
کھیل گئے کیون جان پہ انجم تم نے ابھی کیا دنیا دیکھی
مرنے لگے خوبان جہان پر تیری میری دیکھا دیکھی
درد جگر کم تھا کہ نہین تھا یہ تو بتا دم تھا کہ نہین تھا
کہہ تو مریض مین کچھ بھی دیکھا نبض جو تو نے مسیحا دیکھی
اُسکو بھلا کیونکر چین آیا دل کو کیا کہکر سمجھایا
صورت تیری جسنے ستمگر تھام کے اپنا کلیجا دیکھی
وصل کی شب برہم ہی رہا وہ تا بہ سحر اُلجھا ہی کیا وہ
بل نہ گیا ابرو سے اُسکی زلف بھی ہم نے سلجھا دیکھی
واہ رے وا۔اے نالۂ سوزان دیکھ لی تیری ٹھنڈی گرمی
دل نہ پسیجا اُس کافر کا آگ بھی تو نے بھڑکا دیکھی

اُسکے دل سے گئی نہ کدورت دلکی دلہی مین رہ گئی حسرت
ہم نے جھڑی اشکون کی برسون ان آنکھونسے برسا دیکھی
ایک ذرا سے حشر پہ واعظ اُسکو ڈرانا اللہ اللہ
جسنے بتون کی گلی مین برسون روز قیامت برپا دیکھی

۲۱۳ ۹
جیسی زیست ہماری گذری دشمن کی بھی یون نہ بسر ہو
انجم حضرت دل کی بدولت ہم نے مصیبت کیا کیا دیکھی

عرش و کرسی کی خبر لاتے ہین لانیوالے
ایک موسیٰ ہی نہ تھے طور کے جانیوالے
طور کو تم نے جلایا تو بڑی بات نکی
آگ پانی مین لگاتے ہین لگانیوالے
میرے مرقد کو بھی آکر کبھی ٹھکرا جانا
ارے او فتنۂ محشر کے جگانیوالے
ایک عالم ترے عاشق نے کیا خاک سیاہ
وہی نالے کیے تھے طور جلانیوالے
کب تلک اپنے کرشمے ہمین دکھلاؤ گے
اسے میان روز نئے طرز دکھانیوالے
میری تقدیر جو پلٹے تو تعجب کیا ہے
سنتے ہین بگڑی بناتے ہین بنانیوالے
تم جو آنکھونمین مری آئے تو احسان کیا
آنکھین کیا دلمین سماتے ہین سمانیوالے
لاکھ ہو مانع فریاد مگر کیا ہوگا
عرش کو سر پہ اُٹھا لینگے اُٹھانیوالے

۲۱۴ ۱۰
اپنی قسمت نہین ایسی کہ ہو دیدار انجم
منتظر جنکے ہین کب آئین وہ آنیوالے

آنیکا آپ ہم سے وعدہ جو کر نہ جاتے
کیون ہم پڑے سسکتے مدت کے مر نہ جاتے

سوے عدم اگر ہم شوریدہ سر نہ جاتے
تیری گلی سے ہرگز یہ شور و شر نجاتے

دکھلاتے اپنی طاقت اے آسمان تجھے ہم
نالے اگر ہمارے حد سے گذر نجاتے

اچھا ہوا موے ہم آغاز عشق ہی مین
ورنہ تری نظر سے ہم بھی اتر نجاتے

گر اپنے نالۂ شب پہلو تہی نہ کرتے
آتے جو شام سے وہ پھر تا سحر نجاتے

فردوس سے بھی آتا گر کوئی ہمکو لینے
تیری گلی کو ہرگز ہم چھوڑ کر نجاتے

یہ لطف شاعری ہے ورنہ حضور دیکھین
خنجر جو ہوتے ابرو دلمین اتر نجاتے

تیرے جو ناز پیارے دلکو نہ اپنے بھاتے
ابتک ہزار دفتر شکوونسے بھر نجاتے

گر ہوتی جان پیاری کیون مرتے آپ پر ہم
الفت کا نام سنکر پہلے ہی ڈر نجاتے

۲۱۸

رسوا نہوتا یون وہ ساری خدائی بھر مین
چھپ چھپ کے تم جو انجم اُس بُتکے گھر نجاتے

۳

جان دینے کا نہین میرے سوا اور کوئی
بس بدل دیجیے اب طرز ادا اور کوئی

درد بھی مجھکو دیا عشق بھی مجھکو بخشا
تیرا بندہ نہین کیا بار خدا اور کوئی

ہم نے مانا کہ تمھین چاہتے ہین لاکھون پر
یہ تو بتلاؤ کہ رسوا بھی ہوا اور کوئی

ہم ابھی اپنی محبت سے اُٹھاتے ہین ہاتھ
چاہنے والا اگر ہم کو دکھا اور کوئی

مین نے پوچھا کہ تمھین ہول و جان کے خواہان
ہنسکے وہ عربدہ جو کہنے لگا اور کوئی

قتل بھی ہو چکا لیکن نہین نکلی حسرت
او ستمگار ابھی ہاتھ لگا اور کوئی

سر جھکائے ہوے حاضر ہین اب دلکو ہاتھ
ہمسا پاؤ گے نہ جویاے رضا اور کوئی

۲۱۶ آسمان تو نے جو انجم سے نکالی کاوش
کیا زمانہ مین نہین اُسکے سوا اور کوئی ۹

ستم ایجاد و جفا پیشہ و بیدادگر سے ... جسکی آئی ہو اجل تجھسے محبت وہ کرے
اک اشارہ مین یہان اپنا ہوا کام تمام ... لوگ کہتے ہین غلط یک نظرے خوش گذرے
جب اجل آئی تو وہ بھی سر بالین آئے ... یہ بھی اک اُنکا ستم ہے پہ بطرح دگرے
بیوفا یہ بھی کوئی طرز وفا ہے للہ ... تجھکو پروا بھی نہو دوسرا بیموت مرے
تم جو کہتے ہو وہان بھی نہ ملیگی تجھے داد ... تم ہو یہین سہی خالق مرا وہ دن تو کرے
[illegible] کے لبون پر مرا دم آیا ہے ... اے مسیحا سے زمان بہر خدا ایک نظرے
کیا عجب حشر مین بھی حشر بپا کر دیوے ... ترا دیوانہ گریبان در و شوریدہ سرے
[illegible] ترس خدارا نہ مجھے ترسا تو ... [illegible] تو کیا کر کہ مرا جی تو بھرے

۲۱۷ انجم آنکھین تری کا ہیکو لگی رہتی ہین
گاہ بر رہ گذرے گاہ بسے بام درے ۱۴

[illegible] رہے ہین گمان کیسے کیسے ... ستم [illegible] رہے ہین فغان کیسے کیسے
سُنے دل لگا کر جو قاتل تو دیکھے ... دکھاتی ہے جوہر زبان کیسے کیسے
خزان دامن گل مین آکر چھپی ہے ... قفس مین ہین باغبان کیسے کیسے
نہ اب تک ہوا میری اُلفت کا باور ... اسی پر لیے تھے امتحان کیسے کیسے
تصور مین تیرے جو ہین بند آنکھین ... نظر آ رہے ہین سمان کیسے کیسے

سلامت رہین میرے دیدے جہانین
ہوے انسے دریا روان کیسے کیسے

نہ دامن تلک ہاتھ پہونچا ہمارا
سلے اذن تاب و توان کیسے کیسے

مین ہی کچھ نہین اُسکا بندہ بنا ہون
ہین سجدے مین کرو بیان کیسے کیسے

تری سرد مہری نہ کچھ بھی ہوئی کم
ہوے نالے آتش فشان کیسے کیسے

ہے چاہِ زنخدان ترا چاہ بابل
گرے مُنھ کے بھل نکتہ دان کیسے کیسے

ذرا خواب غفلت سے چونکا نہ قاتل
کرا ہے ستم کشتگان کیسے کیسے

شب وصل اُس عربدہ جو نے ارمان
کیے زیر دامن نہان کیسے کیسے

نہین چین سے مُردے بھی سونے پاتے
غضب کرتی ہین شوخیان کیسے کیسے

ملے وہ جو میدان محشر مین انجم
چلے مجھسے دامن کشان کیسے کیسے

نہ ہوئی صاف طبیعت ہی تو ہے
رہ گئی دلمین کدورت ہی تو ہے

بھا گئین دل کو ادائین اُنکی
کھپ گئی آنکھونین صورت ہی تو ہے

میری میت پہ نہ آئے نہ سہی
نہ ہوئی آپ کو فرصت ہی تو ہے

نہین کرتا مین جفا کا شکوہ
آپ کیا کیجیے عادت ہی تو ہے

نہین آتا کسی پہلو آرام
نہین کٹتی شبِ فرقت ہی تو ہے

نکلی قاتل نہ ترے تیر کے ساتھ
دل ہی مین رہ گئی حسرت ہی تو ہے

مجھسے عاصی پہ یہ بخشش یہ کرم
بندہ پرور تری رحمت ہی تو ہے

نہ ٹلی سر سے بلائے فرقت
پڑ گئی جان پہ آفت ہی تو ہے

ہم نے پھیرا نہ دل اپنا تجھ سے | جان دے بیٹھے مروت ہی تو ہے
حشر برپا ہے تری قامت سے | یہ بھی انداز قیامت ہی تو ہے

۲۱۹ نرہا ضبط کا یارا انجم
نہ چھپی ہم سے محبت ہی تو ہے ۹

یار بدظن کہین نہو جائے | دوست دشمن کہین نہو جائے
ضبط کر آہ اے دل سوزان | حال روشن کہین نہو جائے
موت بھی ہم سے کرتی ہے اغماض | تیری چتون کہین نہو جائے
دل نہ دے یار اپنی کاکل کو | دیکھ ناگن کہین نہو جائے
دلمین ظالم خیال ظلم نہ کر | موم آہن کہین نہو جائے
اے جنون میری پردہ داری کر | چاک دامن کہین نہو جائے
رشتۂ الفت صنم اے دل | طوق گردن کہین نہو جائے
لب گلرنگ پر دھڑی نہ جما | برگ سوسن کہین نہو جائے

۲۲۰ نہ لگا ہاتھ زلف کو انجم
دیکھ الجھن کہین نہو جائے ۵

یہ عشق بتان غضب نہ ڈھا دے | کافر نہ کہین ہمین بنا دے
یا میری کوئی خطا بتا دے | یا رسم و رہ جفا اٹھا دے
یا نام نہ رکھ مسیح اپنا | یا درد جگر مرا مٹا دے

اے اشک تو فرش کو ڈبو دے — اے آہ تو عرش کو ہلا دے

۲۲۱ مانے کہ نہ مانے یار انجم
اپنی سی تو کرکے تو دکھا دے ۱۳

خاک مین ہمکو ملا رکھا ہے — کچھ ابھی اور اٹھا رکھا ہے
کونسی دلمین ہے حسرت جسنے — غمکدہ دلکو بنا رکھا ہے
مرگئے پر ملک الموت آئے — اب یہان پوچھو تو کیا رکھا ہے
جان لے لینے کا سبحان اللہ — آپ نے نام قضا رکھا ہے
کیون چلا کعبے کو تو اے زاہد — کیا وہین خاص خدا رکھا ہے
سارے عالم سے ستمگر تو نے — اپنا انداز جدا رکھا ہے
وصل گر مرنے ہی پر ہے موقوف — ہمکو کیون تو نے جلا رکھا ہے
سب یہ ہین یارون کی باتین اے یار — عرش پر تجھکو چڑھا رکھا ہے
ہم بھی جانین بتاؤ تو بھلا — دلمین کیا ہم سے چھپا رکھا ہے
دیکھیے روشنی طبع ذرا — نام گیسو کا بلا رکھا ہے
چھانتے خاک جو ہین دیوانے — پوچھو تو خاک مین کیا رکھا ہے
ہے برائی بھی بھلائی کی جگہ — کیا محبت مین مزا رکھا ہے

۲۲۲ موت سے ہو گئی کیا انجم یاس
تہ خنجر جو گلا رکھا ہے ۸

زلف بتان کو کیون چھیڑو کیا اسمین تمھارا رکھا ہے
اس سودے مین ستے ہوا انجم مفت خسارا رکھا ہے

قتل کریگا کسکو قاتل آیا تو کیون تیغ بکف
اُسکے سر سے پہلے یہان سر اپنا اُتارا رکھا ہے

اُبھرے ہوے ہین بحر فنا سے جبتک ہے یہ تار نفس
اُسنے اے دل ڈوبتے کو تنکے کا سہارا رکھا ہے

عاشق صادق سے وہ پھیرے آنکھ بھلا یہ ممکن ہے
یہ بھی دل لینے کا اُسنے ایک اشارا رکھا ہے

تو تو نہ آیا گھر مین ہمارے ہم ہی چلے آئے تو کیا
اسمین بھی او وعدہ شکن کیا تیرا اجارا رکھا ہے

آنکھین ہمکو دے کے یہان دیدار کا تو مشتاق کیا
دیکھے کوئی یہ بیدردی محشر پہ نظارا رکھا ہے

واہ ری قسمت ابتک اُسکو مرنا میرا باور ہی نہین
سارے جہان نے کشتۂ حسرت نام ہمارا رکھا ہے

دیکھ نہ جانا اُس طرف انجم دشت بلا ہے کوچۂ قاتل
کہنا مان ہمارا ورنہ مفت مین مارا رکھا ہے

۲۲۳ ۹

آنکھین آمادہ جو ہین دریا بہانے کے لیے | دل سراپا زخم ہے پانی بچھانے کے لیے

صور اسرافیل سے عاشق کو تیرے کیا غرض
ایک نالہ بس ہے سو طبقے ہلانیکے لیے

صبر کی بھی انتہا ہے بندہ پرور کب تلک
کیا ہمین پیدا ہوے ہین آزمانیکے لیے

تیری مرضی گر اسی مین ہے کہ ہو دیدار عام
ہمنے آنکھون پر قدم سارے زمانیکے لیے

ایک ساغر مین نہین چھلکنے کا مین مست ازل
بھر دیا ہوتا خم گردون چڑھانیکے لیے

جو کہ خود مرنے پہ میرے غش ہی کل سو جانسے
لیجیے وہ آج آئے ہین جلانیکے لیے

اے غم فرقت گھلا دے تن بدن میرا اگر
چھوڑ دے آنکھین فقط آنسو بہانیکے لیے

شوق سے تو پیش کر دامن کے پرزے حشر مین
ہم بھی ٹکڑے دلکے لائے ہین دکھانیکے لیے

۲۲۲

کچھ عذاب حشر کا انجم ہمین کھٹکا نہین
اشک بس ہین آتش دوزخ بجھانیکے لیے

۱۱

چال کیون چلتے ہو اٹھلائی ہوئی
کیا پسند طبع رعنائی ہوئی

دل چرانے پر گواہی دیتی ہین
جھپی جھپی آنکھین شرمائی ہوئی

ہو گئی ہین بل مری تقدیر کا
تیری کالی زلفین بل کھائی ہوئی

مرتے دم باتین نہ کیجے صلح کی
موت بھی پھر جائیگی آئی ہوئی

اسکے کوچے سے کہین آئی نہو
کیون صبا پھرتی ہے اترائی ہوئی

دم نکلجائے تو اے دل خوب ہے
جان ہے جینے سے اکتائی ہوئی

دل تو کیسا تن بدن سے پھکنے لگا
آگ ہے یہ کسکی بھڑکائی ہوئی

واہ وا کیا خوب تم نے چال کی
مجھ سے اور میری ہی سکھلائی ہوئی

زندہ درگور ایک عالم ہو گیا — یہ قیامت کسکی ہے ڈھائی ہوئی
آنسوؤنکا منھ نہ کیون برساؤنمین — دل پہ ہے غم کی گھٹا چھائی ہوئی

۲۲۵ — ۵
وہ نہ اپنا ہے نہ ہوئیگا کبھی
مفت انجم اتنی رسوائی ہوئی

دل لے کے ہمارا پھرتا ہے یہ کون وتیرہ تیرا ہے
کرتا ہے یہ چھچھوری باتین کیون ہر بات مین تیرا میرا ہے
تم چہرہ اپنا دکھلادو کچھ راہ خلاصی بتلادو
اک زلف کا سودا سر مین ہے اک کالی بلانے گھیرا ہے
اس آنیکی کیا مجکو خوشی پابندی اسمین کاہے کی
بھولے سے ادھر بھی آنکلے اک جوگی کا سا پھیرا ہے
ہم آپ ہین ایک بلا سے بد کیا ہمسے کریگا کوئی کد
اغیار کرین ہمسے کاوش منھ ہمکو سارا تیرا ہے

۲۲۶ — ۱۹
ہم جانسے اپنی جاتے ہین پر دلسے یہ جاتا ہی نہین
اس عشق کا ہووے برا انجم کیا اسنے ڈالا ڈیرا ہے

خود بخود دل ہی بیٹھا جاتا ہے — غش پہ غش آج ہمکو آتا ہے
پیشوائی کو دل جو جاتا ہے — اسکے کوچے سے کون آتا ہے
میری بگڑی ہوئی بنا ورنہ — کارسازی مین فرق آتا ہے

ہمتو کہتے ہین درد دل اُس سے
وہ ہمین گالیان سُناتا ہے

کیا اُٹھاتے ہمین نکیر بھلا
ہم یہ سمجھے کہ تو جگاتا ہے

یارو ہم خاک کھائین ہجر مین غم
غم ہمین خود ہی کھاے جاتا ہے

ترک عشق بتان نہوسئے گا
ناصحا کیون ہمین ستاتا ہے

مین تو خود دلسے ہون ترا بندہ
لن ترانی کسے سناتا ہے

ہم بھی جی ہی پہ کھیلے بیٹھے ہین
دیکھین کب تک وہ آزماتا ہے

نخل اُلفت بھی ہے عجیب شجر
روز ایک طرفہ گل کھلاتا ہے

مجھ سے پوچھے کوئی ستم کو ترے
کون ظالم تجھے بتاتا ہے

چھوڑ اسے سنگدل دل آزاری
دلربائی کا لطف جاتا ہے

کیا لڑائی کی ٹھان لی جی پر
سرمہ آنکھون مین کیون لگاتا ہے

اے جنون جوش مین نہ لا دل کو
سُوتے فتنے کو کیون جگاتا ہے

بات کرنی سے جسے نہ آتی تھی
چٹکیون مین وہ اب اُڑاتا ہے

ہم نے مرکر بتادیا اُسکو
دیکھ دم اس طرحسے جاتا ہے

دست رنگین مین آئنہ لیکر
آگ پانی مین وہ لگاتا ہے

ہمتو ہین تیرے دیکھنے والے
کب نظر مین کوئی سماتا ہے

کیا کیا تم نے حیف اے انجم
کوئی بے سمجھے دل لگاتا ہے

نمک پر نہ گر تیری صورت نہوتی
تو بیداد مین یہ حلاوت نہ ہوتی

ہماری عیادت کو آیا زمانہ
جو تم پوچھ لیتے قباحت نہ ہوتی

ہوئی خیر آیا نہ دیوانہ تیرا
قیامت مین کیا کچھ قیامت نہ ہوتی

ابھی اپنے پہلو سے مین پھینکدیتا
جو اس دل مین تیری محبت نہ ہوتی

جو آتا بھی وہ حسب وعدہ تو کیا تھا
سحر تک لڑائی سے فرصت نہ ہوتی

شکایت سے اس بت کے قاصد کو بیجا
پیمبر جو ہوتا سماعت نہ ہوتی

مری روح آرام پاتی نہ ہرگز
اگر تیرے کوچہ مین تربت نہ ہوتی

مری خاک کو وہ نہ برباد کرتے
اگر اُنکے دلمین کدورت نہ ہوتی

۲۲۸ جو الفت کا اظہار ہوتا نہ انجم
خدا سے بھی تجکو ندامت نہوتی ۸

نہوتا جنون گر محبت نہ ہوتی
یہ نوبت نہ آتی یہ ذلت نہ ہوتی

جو دمساز ہوتا نہ میرا مسیحا
رقیبون سے دم بھر بھی مہلت نہوتی

نہ تھا عذر کچھ دل کے دینے مین مجکو
جو تجھ مین مُکرنیکی عادت نہ ہوتی

بلا مین پھنسایا ترے گیسوؤن نے
یہ سودا نہ ہوتا جو الفت نہ ہوتی

ذرا بھی جو وہ چھیڑ دیتے کسی دن
تو پھر ختم دل کی حکایت نہ ہوتی

مرا دل جلانا تھا منظور اُنکو
رقیبون سے کیون گرم صحبت نہ ہوتی

جو غیرون کو وہ سر چڑھاتے نہ اتنا
تو برہم کبھی اُنکی صحبت نہ ہوتی

ترے اک اشارہ مین دلکو نہ دیتا
مروت جو او بے مروت نہ ہوتی

۲۲۹

پریزاد ہوتا جو اے آسمان وہ
تو زنہار یہ آدمیت نہ ہوتی

۷

اک ذرا پردے سے باہر آئیے
جلوہ مثلِ ماہ دکھلا جائیے

جذبۂ شوق شہادت کہتا ہے
کوچۂ جانان مین سر کٹوائیے

پھیرئیے خنجر گلا کٹجائے جلد
چر کے دیدیکے نہ یون تڑپائیے

طالب بوسہ جو مین اُسنے ہوا
ہنسکے بولے پہلے مُنہ بنوائیے

ہو مریض عشق کو جلدی شفا
کوئی تو ایسی دوا بتلائیے

دل کی حسرت تو نکل جائے مری
خواب ہی مین ایک دن آجائیے

۲۳۰

انجم دل خستہ کو شاہ نجف
روضۂ اقدس پہ اب بلوائیے

۹

نگہ کیا اور مژہ کیا اے صنم اِسکو بھی اُسکو بھی
سمجھتے ہین قضا کا تیر ہم اِسکو بھی اُسکو بھی

پڑے تھے دس لگے پیچھے اُسکو تو غارت کیا تمنے
رہا اب دین و ایمان لو صنم اِسکو بھی اُسکو بھی

اگر لے مول اک بوسے پہ میرا دین و ایمان تو
مین دیدونگا ترے سر کی قسم اِسکو بھی اُسکو بھی

حقیقت مین تفاوت کچھ نہین شیخ و برہمن مین

سُنا ہے ہم نے بھرتے تیرا دم اِسکو بھی اُسکو بھی
گرا دیتا ہے آنکھون سے مری سنبل ہویا ناگن
تمھاری کاکل پیچان کا خم اِسکو بھی اُسکو بھی
کبھی تیوری چڑھانا اور کبھی مُنھ پھیر کر ہنسنا
ترا عاشق سمجھتا ہے ستم اِسکو بھی اُسکو بھی
ہماری آبرو کیا اور دلِ پُرحوصلہ کیسا
ڈبو دیتا ہے اری او چشم نم اِسکو بھی اُسکو بھی
کیا اقرار بوسہ دینے کا دین گالیان تُنے
فقیر عشق ہون سمجھا کرم اِسکو بھی اُسکو بھی

۲۳۱
خط محبوب و پائے نامہ بر قسمت سے ہاتھ آئے
لگا آنکھون سے انجم دمبدم اِسکو بھی اُسکو بھی

کونسا طرز جفا ہے جو نہین یاد تجھے
آسمان مان گیا او ستم ایجاد تجھے
پھیر دی اُلٹی چھری میرے گلے پر تونے
ذبح کرنا بھی نہ آیا ارے جلاد تجھے
جو ستم تونے کیے دل نے اُٹھائے بخوشی
تیرے ناشاد نے ہر طرح کیا شاد تجھے
تونے برباد کیا مجکو تو اسکا نہین غم
میرا اللہ ہمیشہ رکھے آباد تجھے
رات دن یون مرے تڑپانے سے پھر کیا حاصل
نہین مرغوب جو ظالم مری فریاد تجھے
پرسش روز قیامت سے ڈرایا تو کہا
ہم جو چاہین تو وہان بھی نہ ملے داد تجھے

بیقراری نہین لازم ہے قفس مین بلبل
چاہیے پیروی خاطر صیاد سے تجھے

لے کے دل خاک مین اک روز ملائیگا ضرور
خوب سمجھا ہون ارے بانی بیداد تجھے

قید کیون فصل بہاری مین کیا بلبل کو
موت آجائے الٰہی کہین صیاد تجھے

دیکھ اچھا نہین عشق قد جانان ایدل
دار پر کھینچے گا وہ غیرت شمشاد تجھے

یون جلائے حق وناحق نہ کبھی اے انجم
آدمی زاد جو سمجھے وہ پریزاد تجھے

۲۳۲ ۷

میرےجانب یہ گمان لو واہ وا اچھی کہی
مجھ سے اور یہ امتحان لو واہ وا اچھی کہی

ہم تمھین چاہین بھلا ایسا ہمارا منھ کہان
تم کہان اور ہم کہان لو واہ وا اچھی کہی

پوچھتے ہو مجھ سے تم ناحق شب فرقت کا حال
مجھسے اور ہووے بیان لو واہ وا اچھی کہی

دم تولے جان جہان کرتا تھا تیرے ہجر مین
اب لگی اسکنے زبان لو واہ وا اچھی کہی

لیکے دل اب پھیرتے ہوئین گل دیگر شگفت
پھینکدو چاہو جہان لو واہ وا اچھی کہی

وصل کی شب میری جان ہے اوٹھلکی بھی بہار
قول ہووے درمیان لو واہ وا اچھی کہی

چاہ اے انجم چھپائے سے چھپے ممکن نہین
عشق اور رہوئے نہان لو واہ وا اچھی کہی

۲۳۳ ۶

توڑتا ہے دم ترا بیمار اُٹھتے بیٹھتے
ٹیستا ہے زخم دل ہر بار اُٹھتے بیٹھتے

یاد مین اُسکے دُر دندان کی روتا ہون جوئین
ٹوٹتا ہے موتیون کا ہار اُٹھتے بیٹھتے

گوکہ طاقت ہم مین اصلا راہ چلنے کی نہین
آہی جاتے ہین مگر لے یار اُٹھتے بیٹھتے

پہلے ایجان بوسہ پر انکار کی عادت نہ تھی — اب تو تو کرنے لگا تکرار اٹھتے بیٹھتے

دل تو ہے بیتاب لیکن کیا کرون کچھ بس نہین — ورنہ لپٹا کر مین کرتا پیار اٹھتے بیٹھتے

ناتوانی بڑھ گئی ہے اسقدر اب عشق مین — لڑکھڑا جاتا ہون مین اے یار اٹھتے بیٹھتے

صدقے ہو جاؤن مین اس اٹھلا کے سونے پر ترے — لون بلائین تیری اے دلدار اٹھتے بیٹھتے

خوف رہتا ہے یہی ایجان سن لیگا کوئی — ورنہ حال دل کرون اظہار اٹھتے بیٹھتے

۲۳۴ — ۶

کہتے ہین انجم کسی سے دل لگایا ہے ضرور — طعنے دیتے ہین مجھے ہر بار اٹھتے بیٹھتے

تڑپا کیا دل بھی غم فرقت مین جگر بھی — اے یار مگر تو نے نہ لی میری خبر بھی

دل لیکے مرا مجھسے کرو گے یہ عداوت — مجھکو نہ تھی اصلا بخدا اسکی خبر بھی

مین نے کہا مرجاؤنگا فرقت مین تمھاری — جھنجھلا کے وہ بولے کہین جھگڑا چکے مر بھی

ہم حسرت دیدار مین مرجائین مگر تم — صورت نہ دکھاؤگے ہمین ایک نظر بھی

دل تو تمھین پہلے ہی سے ہم دے چکے ایجان — اسپر بھی نہ راضی ہو تو حاضر ہے جگر بھی

۲۳۵ — ۱۱

اس منزل دنیا سے یونہین چل بسے انجم — افسوس لیا ساتھ نہ کچھ زاد سفر بھی

جب سر شام ترے گیسوے پیچان دیکھے — رات بھر ہم نے عجب خواب پریشان دیکھے

طالب دید ترے جتنے مریجان دیکھے — دربدر خاک بسر چاک گریبان دیکھے

ایسا ڈوبا دل مضطر نہ ملا تھل بیڑا — آج اے دیدۂ گریان ترے طوفان دیکھے

دل نہ پھر حشر تلک قصد کرے جانیکا
کوچۂ زلف کی گر بھول بھلیان دیکھے

خود بخود شوق شہادت مین اسر جھک جائے
تیغ کو تیری جو قاتل کبھی عریان دیکھے

رات کو چاند گہن کا ہوا دھوکا مجھکو
رُخ پُرنور پہ گیسو جو پریشان دیکھے

تارے گن گن کے کرے صبح تمہارا مہجور
گر تمھین ہاتھے پہ چنتے ہوے افشان دیکھے

جان سے دونون سرِ دست اُٹھا بیٹھین ہاتھ
برہمن دیکھے تجھے خواہ مسلمان دیکھے

ضبط گریہ نہو قاتل سے باین سنگدلی
چاک کر کے جو مرا سینۂ سوزان دیکھے

مجھکو کہتا ہے کہ دل اور سے اُلجھایا ہے
جیتے جی دوستو اُس شوخ کے طوفان دیکھے

۲۳۶

آسمان جو کہ ہو اُس ماہ کا عاشق کیونکر
آنکھ اُٹھا کر وہ سوے مہر درخشان دیکھے

۱۱

تم خفا ہو اے صنم کس واسطے
روٹھتے ہو دمبدم کس واسطے

ہم تو حاضر ہین تمہاری جو خوشی
پھر یہ ہین ظلم و ستم کس واسطے

میرے رونے پر وہ ہنستا بھی نہین
گریہ پھر اے چشم نم کس واسطے

جبکہ ہر شے کو فنا ہی ہے تو پھر
خواہش جاہ و حشم کس واسطے

وہ تو میت پر بھی آنے کے نہین
جان دین پھر اپنی ہم کس واسطے

تم تو بزم غیر مین خوش پھرو
ہم اُٹھائین رنج و غم کس واسطے

وہ مسیحا تو نہ آئے گا کبھی
رُک گیا آنکھون مین دم کس واسطے

تھی اگر ترک وفا مد نظر
پھر یہ تھے قول و قسم کس واسطے

آپ نے تیوری چڑھائی کس لیے — کھینچ لی تیغ دو دم کس واسطے
کوے جانان چھوڑ کر اے زاہدو — خواہش باغ ارم کس واسطے

۲۳۷ انجم بے خانمان کو اسقدر
دیتے ہو رنج و الم کس واسطے ۳

آنکھ آہوے صید افگن ہے — مردم شوخ دیدہ رہزن ہے
حور بھی دیکھ لے تو شرما جائے — تجھپہ نام خدا وہ جوبن ہے
مرگیا وہ جسے ڈسا اسنے — گیسوے یار ہے کہ ناگن ہے
مین تو کشتہ ہون تیرہ بختی کا — گور پر کیون چراغ روشن ہے
کیا خطا تیری ہمنے کی اے چرخ — بے سبب کیون ہمارا دشمن ہے
رات دن بولتا ہے بے کوکے — دل نالان بھی طرفہ ارگن ہے
دل مین رہنا بھی اُسنے چھوڑ دیا — اسقدر یار مجھسے بدظن ہے
حسرتین بیڑیان ہین پانون کی — آرزو میری طوق گردن ہے
پھر ہرے ہوگئے ہین داغ جگر — آج کل پھر بہار گلشن ہے
رات دن ہے جو زلف یار کی یاد — کیا بتاؤن جو دل کو اُلجھن ہے
سبزۂ خط پہ مرمٹا ہون مین — ابر تربت پہ سایہ افگن ہے
روز کرتا ہے اک نیا حیلہ — کسقدر یار شوخ و پرفن ہے

۲۳۸ کچھ کسی کا گلا نہین انجم — دل سوا سب ہے اپنا دشمن ہے ۱۳

یاد کس کسکو کیا ہے نہین معلوم مجھے
آئی کس کسکی قضا ہے نہین معلوم مجھے

مجھسے دل لیکے وفا کیجیے گا یا کہ جفا
عندیہ آپکا کیا ہے نہین معلوم مجھے

کوئی للہ مرے یار سے پوچھے تو سہی
مجھسے خوش ہے کہ خفا ہے نہین معلوم مجھے

کس سے دل مانگون مین اپنا کرون کس سے شکوہ
کسکے زیر کف پا ہے نہین معلوم مجھے

گالیان کیون نہین سنتے ہین وہ بیباکی سے
آج کیون شرم و حیا ہے نہین معلوم مجھے

دیر سے کام نہ مجھکو نہ حرم سے مطلب
کون بت کون خدا ہے نہین معلوم مجھے

کس جگہ جاؤن کہان ڈھونڈھون کرون کیا تدبیر
کیا ترے گھر کا پتا ہے نہین معلوم مجھے

بال بکھرائے ہوے یار چلا آتا ہے
آئی یہ کسپہ بلا ہے نہین معلوم مجھے

حال دل اُنسے جو پوچھا تو کہا جھنجھلا کر
عالم الغیب خدا ہے نہین معلوم مجھے

کسنے دیوانہ کیا چاند سا مُنھ دکھلا کر
کونسا ماہ لقا ہے نہین معلوم مجھے

قتل کس کسکو کیا تیغ ادا سے اُسنے
کون ممنون قضا ہے نہین معلوم مجھے

کیون نہین تیغ ادا سے مجھے بسمل کرتے
کیا تڑپنے مین مزا ہے نہین معلوم مجھے

۲۳۵

دل اُسے دون کہ نہ دون کچھ تو بتاؤ انجم
وہ بھلا ہے کہ بُرا ہے نہین معلوم مجھے

۶

غم ہجر کے گئے دن گذر ہوا آخر اپنا وصال ہی
یہ یہ کیا غضب ہے لیے خدا تجھے آج تک ہے ملال ہی
ہے انوکھا اُسکا جمال ہی نہ وہ بدر ہے نہ ہلال ہی

نہین مثل کوئی مثال ہی بلغ العلی بکمالہٖ

مری آہ نے یہ کیا اثر کہ وہ آنکہ ہوئے جلوہ گر

شب تار ہجر ہوئی سحر کشف الدجیٰ بجمالہٖ

ہے اسی کی شان مین لافتی ہے اسی کی شان مین ہل اتی

ہے اسی کی شان مین انما حسنت جمیع خصالہٖ

مین سوال وصل ہون کررہا وہ یہ کہتا ہے کہ نہ مانونگا

یہ عجب طرح کا ہے مخمصا کہ نہ ہجر ہے نہ وصال ہی

مجھے کس طرح نہ خیال ہو کہ نہ انجم انکو ملال ہو

کسی باتکا جو سوال ہو نہین اتنی اپنی مجال ہی

وصل سے تو جدائی بہتر ہے
صلح سے تو لڑائی بہتر ہے

اک ہمین ہین برے ترے آگے
اور ساری خدائی بہتر ہے

آشنا بنکے کون اٹھائے ستم
اس سے ناآشنائی بہتر ہے

ایک عرصہ سے منتظر تھا مین
اے اجل تو جو آئی بہتر ہے

مطلب دل حصول ہو کہ نہ ہو
پر وہانتک رسائی بہتر ہے

انکا پنجہ ہے مہر سے پر ضو
یہ نو سے کلائی بہتر ہے

در شبیر پر چلو انجم
اب وہین جبہہ سائی بہتر ہے

جب صفائی نہین تو پھر کیا ہے — یہ جدائی نہین تو پھر کیا ہے
میرے آگے اشارے غیرونسے — کج ادائی نہین تو پھر کیا ہے
ایک بوسے پہ اسقدر تکرار — یہ رکھائی نہین تو پھر کیا ہے
ہم نے مانا کہ وہ بھی راضی ہون — پر رسائی نہین تو پھر کیا ہے
جان جاتی ہے خوبرویون پر — موت آئی نہین تو پھر کیا ہے
گھٹہ ماتھے پہ ہاتھ مین تسبیح — پارسائی نہین تو پھر کیا ہے

۲۴۳ — لے کے دل وہ مکر گئے انجم — ۵
یہ ڈھٹائی نہین تو پھر کیا ہے

ذرا تو حال دل اے گریہ لب تک آنے دے — فسانہ شب فرقت انھین سنانے دے
مین سر کے بل ترے کوچے مین لاکھ بار آؤن — اگر یہ ضعف ذرا بھی قدم اٹھانے دے
کہا جو مین نے کہ فرقت مین جان جاتی ہے — وہ ہنسکے ناز سے کہنے لگا کہ جانے دے
ہزار چاہا کہ کچھ درد دل کہون انسے — مگر تسلسل گریہ بھی لب تک آنے دے

۲۴۴ — تو اسکی یاد نہ دل سے بھلائیو انجم — ۱۱
اگر وہ بھول گیا ہے تو بھول جانے دے

مری جان جدائی نہ ہو گی تو ہو گی — کسی دن لڑائی نہ ہو گی تو ہو گی
انھین شرم ہے اور یہان شوق سجدہ — اگر ہاتھا پائی نہ ہو گی تو ہو گی
نہین اتنی جرأت کہ قدمون پہ گریے — کہ انسے صفائی نہ ہو گی تو ہو گی

ذرا جذبۂ دل مدد کر خدا را
جو اُن تک رسائی نہ ہوگی تو ہوگی

نہ کچھ حسن وخوبی مین فرق آیا ہو گا
یہ دولت لٹائی نہ ہوگی تو ہوگی

رہائی اسیرِ محبت کو تیرے
اگر موت آئی نہ ہوگی تو ہوگی

سنئے ظلم ایجاد کرتے رہو تم
جہان مین دُہائی نہ ہوگی تو ہوگی

نہین باک غیرون سے ملنے مین اُنکو
جو دل مین بُرائی نہ ہوگی تو ہوگی

ہراک بات پر آفرین جب کہین سب
تو پھر خودستائی نہ ہوگی تو ہوگی

محبت کی جو آنکھ تھی آگے تیری
جو تو نے چُرائی نہ ہوگی تو ہوگی

۲۴۴

محبت کا گر کھل گیا حال اُنپر
تو انجم رُکھائی نہ ہوگی تو ہوگی

۱۳

میری جانب بھی خدارا دیکھیے
دیکھیے اے ماہ پارا دیکھیے

نشۂ الفت سے ہین عشاق مست
رنگِ بزم اے بزم آرا دیکھیے

آئیے اے رشک عیسی آئیے
دم نکلتا ہے ہمارا دیکھیے

اسقدر ظلم و ستم اچھا نہین
مر نجائے غم کا مارا دیکھیے

تابکے ترچھی نگاہین تابکے
سیدھی نظرون سے خدارا دیکھیے

مانیے کہنا نہ کیجے ذکرِ غیر
حال کھل جائیگا سارا دیکھیے

بوسۂ شمشیر ابرو لے لیا
حوصلہ اے جان ہمارا دیکھیے

شام سے وہ یون ڈراتے ہین مجھے
صبح کا نکلا ہے تارا دیکھیے

چھیڑنے کو سے کہتے ہین وہ ہر گھڑی | کون ہے کسنے پکارا دیکھیے
بام پر پھر بیٹھتے ہین آ کے آپ | پھر رقیبون نے اُبھارا دیکھیے
مین نے پوچھا تمکو دل دون یا نہ دون | ہنسکے بولے استخارا دیکھیے
کھولکر جوڑا لگا کہنے وہ شوخ | سورهٔ واللیل سارا دیکھیے

۲۴۵

راز اُلفت اُسنے انجم کیون کہا | ہو نہ جاے آشکارا دیکھیے

۱۱

۲۴۶

آج کل ایسی ناتوانی ہے | بار سر سے بھی سرگرانی ہے
میرا خط اُسکو دے کے کہدینا | تیرے عاشق کی یہ سنانی ہے
کیون نہ آجاے دل حسینون پر | زاہدا عالم جوانی ہے
مجھ مصیبت زدہ کا حال نہ پوچھ | ایک قصہ ہے اک کہانی ہے
آج ہی مار ڈال اے ظالم | آخر اکدن تو جان جانی ہے
خاک لے چشم تر تھمین آنسو | دل ہی سینے مین پانی پانی ہے
کیا گنہ میرا بھا گئی جو مجھے | تیری صورت ہی خوش سہانی ہے
کہین چھوڑے سے چھوٹتی ہے | ناصحا چاہ اُستخوانی ہے
کیون نہوجائین چھلنی چھلنی پانون | تیرے کوچے کی خاک چھانی ہے
یا الٰہی بھرے نہ زخم جگر | میرے قاتل کی یہ نشانی ہے
حیف دل اُسپہ آگیا انجم | جو کہ ظلم و ستم کا بانی ہے

۷

کرے جو چہچہے بلبل ہزار بن تیرے
کھلے نہ غنچۂ دل زینہار بن تیرے

یہ بیخودی ہوئی اے شہسوار بن تیرے
چھٹی عنان شکیب و قرار بن تیرے

مثال خار رہا لالہ زار بن تیرے
خزان ہوئی مجھے فصل بہار بن تیرے

قطعہ
تڑپتے گذری شب انتظار بن تیرے
نہ نیند آئی کسی طرح یار بن تیرے

کلیجہ تھام کے ہاتھوں سے یا علی کہکر
مین چیخ چیخ اٹھا بار بار بن تیرے

مریض ہجر کی جلدی خبر لے اے عیسیٰ
لبون پہ آگئی ہے جان زار بن تیرے

۲۴۷ — ۹
ہر ایک پھول بھی انجم کو اپنے بستر کا
مثال خار ہے اے گلعذار بن تیرے

رہ نجائے کوئی دلمین ترے ارمان باقی
وہ بھی ہو جائے ابھی جو ہو مری جان باقی

کیون ستانیکو مرے وصل کی شب بول اٹھا
ہے ابھی رات بہت مرغ خوش الحان باقی

اپنے بیمار کا کیا خاک کیا تو نے علاج
درد دل ہی کا اگر رہگیا درمان باقی

اُف زبانسے نہین کرتے ہین لیکن
دلمین تو ہے خلش ناوک مژگان باقی

کردیا دست جنون نے مجھے بالکل عریان
نہ رکھا نام کو بھی تار گریبان باقی

سر مرا کاٹ کے قاتل نے سبکبار کیا
تا قیامت رہا گردن پہ یہ احسان باقی

نہ بچے گا ترا بیمار ذرا دیکھ آکر
بات رہجائیگی اے عیسی دوران باقی

سب چھٹے پر نہ چھٹا دوریٔ جانان کا غم
رہگیا اک یہ مری جان کا خواہان باقی

۲۴۸
منھ پہ منھ رکھ کے شب وصل یہ بولا وہ ماہ
سچ کہو اب بھی ہے انجم کوئی ارمان باقی

نہ آج تک تو دلا زور بل تضلک کے چلے
ہماری جان چلی لیجیے وہ آکے چلے

ہٹا لو پھر سے اپنے ذرا پریشان بال
یہ صبح ہوتے ہوے دوپہر ڈھلا کے چلے

تسلیون مین بھی اُنکی ہے ظلم کا پہلو
کلیجہ تھام لیا جب گلے لگا کے چلے

ابھی تو آنکھ لگی تھی ترے تصور مین
نکیر لیجیے مرقد مین بھی جگا کے چلے

بھلا یہ چوری ہے صاحب کہ سینہ زوری ہے
لڑا کے آنکھ نگاہو مین دل چُرا کے چلے

۲۴۹ ۱۲

یہ ڈر رہا ہون کہ اندھیر کچھ نہ ہو انجم
الٰہی خیر ہو آنکھون مین وہ سما کے چلے

زبان کس طرح باز آئے فغان سے
فغان کو اُنس ہے میری زبان سے

جلا دل شعلۂ ہجرِ بتان سے
شرر اُٹھنے لگے ہر استخوان سے

مرا نام و نشان گر پوچھنا ہو
تو پوچھو بلبلِ بے خانمان سے

نہین شکوہ ترا آتا زبان پر
کہون مین حال اپنا کس زبان سے

اگر سر پھوڑنا ہی ٹھہرا اے جان
تو پھر کیا کام تیری آستان سے

یہ آزارِ محبت نے کیا زار
نہ اُٹھا نازتک مجھ ناتوان سے

مین ہون شوریدہ سر اُلجھے نہ صیاد
قدم اپنا اُٹھالے درمیان سے

مجھے بھی ساتھ لیلو جانے والو
رہا جاتا ہون پیچھے کاروان سے

نہ شرماؤ ذرا آنکھین ملاؤ
یہ بتلاؤ کہ آتے ہو کہان سے

تمھارا دل تو پتھر ہے مری جان
مین ایسا دل بھلا لاؤن کہان سے

بھلا او سنگدل کیا پوچھتا ہے | تڑپنے کا مزا مجھ نیم جان سے

(۲۵۰) جو سر کاٹا مرا قاتل نے انجم
سبکباری ہوئی بار گران سے (۱۰)

حیا و شرم کے صدقے ہنسی مُنھ پر نہین آتی
یہان آ بیٹھو پھر دیکھون تو مین کیونکر نہین آتی

مرے ہی واسطے اندھیر ہے یہ اے مہِ تابان
وگرنہ چاندنی راتون کو کس کے گھر نہین آتی

بھروسے پر تری رحمت کے کرتا ہون گنہ لاکھون
ذرا بھی میرے دل مین دہشت محشر نہین آتی

بیان کرتا ہون جب حالِ شبِ فرقت تو کہتے ہین
تمھاری سی مجھے بیکار کی ٹر ٹر نہین آتی

کراہت تھی جسے روز نخستین اندر آنے مین
وہی ہے روح جو اب جسم سے باہر نہین آتی

ترے دیوانے بستی سے گئے صحرا کی جانب کو
بہت مدت ہوئی آواز شور و شر نہین آتی

مین خود اپنے دل وحشی کی نادانی کا قائل ہون
حقیقت مین ابھی اُسکو محبت کر نہین آتی

نہین معلوم کب شمشیر کھینچے ہم پہ وہ قاتل
ہمیشہ سنتے آتے ہین قضا کہکر نہین آتی

نہا کر بال سکھلاتے ہین وہ اور دیکھتا ہون مین
یہ کیسی ہے بلا یارب جو میرے سر نہین آتی

۲۵۱ وہ پوچھین یا نہ پوچھین تم تو چاہے جاؤ اے انجم
تمھین نام خدا غیرت تو رتی بھر نہین آتی ۱۱

کوچے مین گر جگہ نہ ملیگی مزار کی
مٹی خراب ہوگی ترے خاکسار کی

صورت کوئی نکلتی نہین وصل یار کی
تسکین ہو کس طرح سے دل بیقرار کی

گلشن مین بلبلون نے کیا آکے پھر ہجوم
پلٹی ہوا رُت آگئی فصل بہار کی

جاتا رہے یقین ہے مراد دل ابھی
ملجاے یار و خاک اگر پاے یار کی

پردا اُٹھا دیا ہے یہ کس بے حجاب نے
برچھی نگہ کی کسنے مرے دل کے پار کی

ہرگز نہ اُسنے صحبت اغیار ترک کی
حالانکہ مین نے یار کی منت ہزار کی

عاشق پٹک کے سر پس دیوار مرگیا
دل تو دیا تھا جان بھی تمپر نثار کی

اصرار اُنسے جب کیا اقرار وصل پر
سو بار گر نہین کی تو ہان ایک بار کی

آسان نہین مقابلہ دندان یار سے
بنجاے آبرو یہ دُر شاہوار کی

ایک ایکدن برس کے مقابل ہے اے صنم
اک اک گھڑی پہر ہے شب انتظار کی

۲۵۲ انجم مری مدد کو ہین مشکل کشا علیؑ
پروا نہین ہے کچھ مجھے روز شمار کی ۱۲

اُمید مہر پر اک حسرت دل ہم بھی رکھتے تھے
تمنا وصل کی اے ماہ کامل ہم بھی رکھتے تھے

کبھی گلزار داغ عشق سے دل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی اک تازہ گلشن اے عنادل ہم بھی رکھتے تھے

کسی دن تو وہ بحر حسن آکر زیب بر ہوتا
کہ آغوش تمنا شکل ساحل ہم بھی رکھتے تھے

الگ تو بزم سے اُٹھکر جو سن لیتا تو کہدیتے
کہ کچھ کچھ التجا اے زیب محفل ہم بھی رکھتے تھے

ہمیں بے موت کیون مارا اجل تو کس لیے آئی
ہوائے بوسۂ شمشیر قاتل ہم بھی رکھتے تھے

ہمارے دل کا عقدہ کیون نہ اے غنچہ دہن کھولا
ہوس بوسے کی تھی تھوڑی سی مشکل ہم بھی رکھتے تھے

کرون اب کیا کہاں ڈھونڈھین گنوایا کوئے گیسو مین
کبھی یادش بخیر اے ہمدمو دل ہم بھی رکھتے تھے

ہمارا امتحان بھی او قدر انداز لازم تھا
دل مجروح و مضطر جان بسمل ہم بھی رکھتے تھے

کیا پامال اُسکو کیون نہ تم نے ساتھ سبزے کے

تمھارے زیرپا ایجان جہان دل ہم بھی رکھتے تھے

نہین اب کثرت داغ جنون سے لائق ہدیہ
کبھی دل پیشکش کرنے کے قابل ہم بھی رکھتے تھے

حقارت سے نہ دیکھو آج ہم کو اے پری رویو
کبھی تم سا کوئی زہرہ شمائل ہم بھی رکھتے تھے

عجب ہے کیا ہوئی اُلفت وہ ایجان دونون جانب کی
یہی دل تم بھی رکھتے تھے یہی دل ہم بھی رکھتے تھے

یونہین شب بھر جلا کرتے تھے یاد شعلۂ رخ مین
یہی سوزش کبھی اے شمع محفل ہم بھی رکھتے تھے

لب جان بخش پر کیا فوق دیتے چشم فتان کو
کہ انجم کچھ تمیز حق و باطل ہم بھی رکھتے تھے

عفو تقصیر جو ہوتی تو بڑی بات نہ تھی
کوئی مشکل تو یہ اے قبلۂ حاجات نہ تھی

تجکو منظور اگر ہم سے ملاقات نہ تھی
ترک الفت ترے نزدیک تو کچھ بات نہ تھی

سر بسر دور ہوے رنج و الم فرقت کے
اور کیا تھا یہ اگر تیری عنایات نہ تھی

خاک ہوتا ترو تازہ مرا نخل اُمید
میرے اشکونکی جھڑی تھی کوئی برسات نہ تھی

بیوفا تم ہوے کی ترک محبت مین نے
عشق بازی مرا شیوہ تھا مری ذات نہ تھی

کیون نہ اظہار کیا حال دل اپنا انجم
آج تھا حشر کا دن وصل کی تو رات نہ تھی

نالون کا اذن دے دلِ ناچار کے لیے
اس درجہ قید تازہ گرفتار کے لیے

کچھ مختصر سا حال نہین میرا لے خدا
دو چار حشر ہون مرے اظہار کے لیے

چھلا بھی قول کا نہ مجھے آپنے دیا
اقرار نامے تلو مرے اقرار کے لیے

مجھ ناتوان کے قتل پہ کیون کھینچتے ہو تیغ
کافی ہے اک اشارہ تو دو چار کے لیے

اپنے ہی کوچے مین مجھے دفنانا بعدِ مرگ
مرتا ہون تیرے سایۂ دیوار کے لیے

قدمون کی تیرے خاک جو آجائے میرے ہاتھ
سرمہ بناؤن دیدۂ بیدار کے لیے

بوسہ دے تو دے مجھے دو چار گالیان
اکسیر ہے یہی ترے بیمار کے لیے

اے آرزوؤ اتنا تو لازم نہین ہجوم
تھوڑی جگہ تو دل مین رہے یار کے لیے

جانِ حزین و لختِ جگر پارہ ہائے دل
لایا ہون نذر دینے کو سرکار کے لیے

پہلے سے مستعد ہین وہ جلنے کے واسطے
سوتے سے اُٹھ کے بیٹھے ہین تکرار کے لیے

محشر مین کام کچھ ترے دیوانے کا نہ تھا
بُلوا لیا ہے رونق بازار کے لیے

چرکے ہزارون دل پہ لگے تیغ ناز کے
بوسے لپٹ لپٹ کے جو تلوار کے لیے

ظالم خدا کے واسطے آنا جو ہو تو آ
آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیے

۲۵۵

انجم ذرا دکھائیے نازک خیالیان
تشبیہ ڈھونڈھیے کمرِ یار کے لیے

۱۱

چشم کہتی ہے کہ شرمندہ ہے بارش مجھسے
آہ کہتی ہے خجل رہتی ہے آتش مجھسے

جان و دل سے ہے مجھے پاس رضا جوئی کا
آپ کیون ہوتے ہین ناحق متوحش مجھسے

جان دیدون بس دیوار تڑپکر اے دل
اس سے بڑھکر نہین ہوسکتی ہے کوشش مجھسے

خال رخسار کے بوسے پہ بگڑتے ہین حضور
اتنی سی بات پہ لازم نہین رنجش مجھسے

کج ادائی سے کیا قتل مجھے پہلے تو
کتنے دمباز ہوا ب کرتے ہو سازش مجھسے

حال دل سنکے تجاہل سے وہ فرماتے ہین
مین نہ سمجھا تھا کہ ہوتی ہے گذارش مجھسے

سال بھر دیدۂ گریانسے بہائے جو اشک
ابکی برسات مین شہر مندہ ہے بارش مجھسے

اک نظر دیکھنے پر کرتے ہو یہ جور و ستم
یا کوئی اسکے علاوہ بھی ہے کاوش مجھسے

بندگی کا نہین کچھ خاک ادا ہوتا حق
ان بتون کی نہین ہوسکتی پرستش مجھسے

جذبۂ عشق نے اتنا تو اثر دکھلایا
ابتو خود ملنے کی رکھتے ہین وہ خواہش مجھسے

۲۵۶

نام لے دونگا دل زار کا اپنے انجم
حشر کے دن جو کریگا کوئی پرسش مجھسے

۱۳

دیکھا نہین جب سے تجھے اے ماہ لقا ہے
بیتابیِ دل درد جگر حد سے سوا ہے

معلوم نہین کوے صنم کونسی جا ہے
مین ڈھونڈھتا پھرتا ہون نہین اُسکا پتا ہے

بیمار محبت ہون مین بیکار دوا ہے
خاک در جانان ہی مجھے خاک شفا ہے

بکھری ہوئی چہرے پہ ترے زلف دوتا ہے
یا چاند پہ چھائی ہوئی یہ کالی گھٹا ہے

گھبرا گیا دم مجھکو بتاؤ تو یہ کیا ہے
یا رو یہ شب ہجر ہے یا کالی بلا ہے

یہ بندہ تو ہر بات مین راضی برضا ہے
بیجا بھی کہو تم تو مری جان بجا ہے

وہ حسن خداداد ترا نام خدا ہے
جسنے کہ تجھے دیکھا کہا صل علیٰ ہے

کیون مجھ سے چھڑایا مرے دلدار کو تونے
یا اے فلک پیر مجھے تجھ سے گلا ہے

وہ طرز ملاقات و عنایات و محبت
سب بھول گئے یاد فقط جور و جفا ہے

بیتابی دل اپنی بیان کرتا ہون جب مین
وہ ہنسکے یہ کہتے ہین کہ دیوانہ ہوا ہے

کسواسطے روٹھے ہوے بیٹھے ہین حضور آپ
بتلائیے تو کونسی بندے کی خطا ہے

لا دے خبر یار رہیگا ترا احسان
تجھ سے یہی مطلب مرا اے باد صبا ہے

۲۵۷

انجم تجھے کچھ خوف نہین روز قیامت
حامی ترا ہر وقت رسول دوسرا ہے

۱۳

رقیبون کا تری محفل مین کسدن تھا گذر پہلے
عنایت کی نظر ان پر کہان تھی اسقدر پہلے

تڑپتا تھا کہان سینے مین دل شام و سحر پہلے
نہ تھے عاشق کسی پر ہم نہ تھا درد جگر پہلے

بڑھایا تھا جو اے دل اسقدر رسم محبت کو
انھین شاید نہ تھی ترک وفا مد نظر پہلے

ترا احسان بھی ہوتا ہماری جان بھی بچتی
قضا سے اے مسیحا تو چلا آتا اگر پہلے

نہ دیتا دل کبھی تمکو بلا سے جان ہی جاتی
نہ تھی مجھکو تمھاری بیوفائی کی خبر پہلے

بتو دل لیکے اب کرنے لگے بے اعتنائی تم
وہی آخر کو پیش آیا مجھے تھا جسکا ڈر پہلے

گلا میرا ابھی کٹجائے نہ بازو بھی ترا دُکھے
ذرا خنجر کو قاتل تو لگا لے سان پر پہلے

کیا شکوہ جو مین نے اگلی باتونکا تو وہ بولے
فقط وہ امتحان تھا ہمکو منظور نظر پہلے

اگر اُس شاہ خوبان کی حضوری مجھکو حاصل ہے
تو دون مین نذر جا کر درہم داغ جگر پہلے

بنایا کرتا ہے تو اب لاکھون جھوٹ سچ فقرے
کہان آتی تھین یہ باتین تجھے او فتنہ گر پہلے

نہین معلوم ہوتا کچھ پڑا کیا حادثہ اس پر
کبھی رہتی نہ تھی آنکھون پہ یون چشم تر پہلے

پریشان کرتے تھے کب آگے مجکو صورت گیسو
الجھ پڑتے نہ تھے اسطرح تم ہر بات پر پہلے

۲۵۸ اگر ملک عدم کا قصد تم رکھتے ہوے انجم
مناسب ہے کرو تیار سامان سفر پہلے ۵

نہ کر ذبح اے ظالم مجھے شمشیر سے پہلے
مجھے آگاہ کر دینا مری تقصیر سے پہلے

ازل کے روز سے آشفتۂ گیسوے لیلی ہون
نہ کیونکر سلسلہ ہوتا مجھے زنجیر سے پہلے

اثر دکھلایا کیسا جذبۂ شوق شہادت نے
چھری گردن پہ میری پھر گئی تکبیر سے پہلے

نہ کیونکر بعد عارض خط جانان کا تصور ہو
معین درس ہے قرآن کا تفسیر سے پہلے

۲۵۹ فروغ اپنا نظر آیگا انجم روز محشر مین
جو ہوگا عشق صادق حضرت شبیر سے پہلے ۱۲

تمھین خیال ہمارا اگر نہین نہ سہی
ہمارے حال کی تمکو خبر نہین نہ سہی

مین اب کبھی نہ کہونگا نہ ملیے غیرونسے
نباہ آپ کو مد نظر نہین نہ سہی

جو آپ آئے یہان آپ ہی کا احسان ہے
ہماری آہ کا صاحب اثر نہین نہ سہی

مری طرف سے تمھین ہے خیال نوٹ کا
چلو مین عاشق شیدا اگر نہین نہ سہی

ہم اپنی روح کو قاصد بنا کے بھیجینگے
ترا گذر جو وہان نامہ بر نہین نہ سہی

خدا کے واسطے عاشق سے کچھ ہنسو بولو
دہن تو رکھتے ہو صاحب کمر نہین نہ سہی

جفا و ظلم کا ایجان کون مانع ہے
تمہارا اسمین اگر کچھ ضرر نہین نہ سہی

کبھی تو نخل محبت بھی بارور ہوگا — جو آج او چمن آرا ثمر نہین نہ سہی

ہم اپنے سر کو کہین او جا کے پھوڑینگے — بتو تمھارا اگر سنگ در نہین نہ سہی

ہوائے حسرت دیدار لے اڑیگی مجھے — مثال مرغ اگر بال و پر نہین نہ سہی

بہت بجا ہے جو وحشی خطاب مجھکو ملا — حضور خیر جو بندہ بشر نہین نہ سہی

۲۶۰ — ۲۵۰

رسائی آہ جگر سوز کی تو ہے انجم — جو اُنکے کوچے مین اپنا گذر نہین نہ سہی

نہ تو گل کوئی نہ بوٹا نظر آتا ہے مجھے — گلشن دل مرا اُجڑا نظر آتا ہے مجھے

دیکھکر کہتا ہے عالم ترے دیوانے کو — کسی دیوار کا سایا نظر آتا ہے مجھے

ملک الموت نہین ہے سر بالین آیا — قاصد اے جان تمھارا نظر آتا ہے مجھے

اُس مسیحا سے جو ظاہر مرض عشق کیا — ہنسکے بولا تجھے سودا نظر آتا ہے مجھے

پھر رقیبون پہ عنایت کی نگاہین ہین وہی — پھر مزاج آپ کا بدلا نظر آتا ہے مجھے

بعد مدت کے جو آئینۂ عارض دیکھا — اپنا بگڑا ہوا نقشا نظر آتا ہے مجھے

اپنے رونے کا تصور جو کبھی کرتا ہون — ایک اُمڈا ہوا دریا نظر آتا ہے مجھے

دیکھنے میرا جنازہ وہ لب بام آئے — اوج پر اپنا ستارا نظر آتا ہے مجھے

ہے یقین اب دل عاشق تہ و بالا ہونگے — کان مین یار کے بالا نظر آتا ہے مجھے

چاندنی مین جو نکلتا ہے مرا مہ پارہ — چاند کا نور سوایا نظر آتا ہے مجھے

بوسے کے دینے مین تو آج ہے ایسی تکرار — وصل مین وعدۂ فردا نظر آتا ہے مجھے

دل مین ہے عشق صنم پر ہے یہ جوش وحشت
عین آبادی مین صحرا نظر آتا ہے مجھے

دوڑ جاتا ہون سوئے در وہین کر بیتاب
خواب مین بھی جو وہ آتا نظر آتا ہے مجھے

بیٹھے ہین آج جو خلوت مین وہ بیباکانہ
اُسکی قدرت کا تماشا نظر آتا ہے مجھے

تپش مہر درخشان پہ جو کرتا ہون نگاہ
زخم دل کا مرے پھاہا نظر آتا ہے مجھے

میرے لاشے پہ تجاہل سے وہ فرماتے ہین
کسی بیرحم کا مارا نظر آتا ہے مجھے

آج زلفونکے بنانیمین ہین مصروف حضور
دل کہین آپکا اُلجھا نظر آتا ہے مجھے

لب جان بخش سے قُم کہکے جلایا مجکو
تو تو کچھ رشک مسیحا نظر آتا ہے مجھے

کون کہتا ہے فلک پر یہ شفق پھولی ہے
خون عشاق کا دھبا نظر آتا ہے مجھے

نقد دل نذر جو دیتا ہون کبھی مین جاکر
ہنسکے فرماتے ہین کھوٹا نظر آتا ہے مجھے

مجھ سے فرماتے ہین وہ تذکرۂ عشق نہ کر
آج دفتر ہی یہ اُلٹا نظر آتا ہے مجھے

حال کیا پوچھتے ہو درد جگر کا میرے
آج کچھ کل سے زیادہ نظر آتا ہے مجھے

اُنسے خلوت مین جو اظہار کیا اُلفت کا
ہنسکے کہنے لگے فقرا نظر آتا ہے مجھے

کچھ نہ کچھ کی ہے مرے نالۂ دل نے تاثیر
آج مُنھ آپ کا اُترا نظر آتا ہے مجھے

۲۶۱

کہ گئے تھے وہ ہم آئینگے بشرط فرصت
انجم اس وعدے مین وہ گدا نظر آتا ہے مجھے

۸

ایک تیری نگاہ کیا بدلی
سارے عالم ہی کی ہوا بدلی

یہی دو تین ہین جنون انگیز
سبزہ و دریا شفق ہوا بدلی

قول جتنے کیے تھے بھول گئے — لے گے دل بات دلربا بدلی
اُنکے آئینے کیون خلل ڈالا — ستیاناس ہو ترا بدلی
دلکے بدلے گئی ہماری جان — کیون ادا تونے کج ادا بدلی
تیرے زخمی کی لاش پر قاتل — روئی آ آکے بارہا بدلی
تھوپ لی ہمنے دلکے زخمونپر — اُسنے تلوون کی جب حنا بدلی

٢٦٢ — ٧
آسمان ہل گئے طبق ساتون — ہمنے کروٹ جو اک ذرا بدلی

نہ کرنا کوئی چارہ تو کہ یہ درد جگر جاے — تجھے کیا کام اے عیسی جیے کوئی کہ مرجاے
ابھی ہے کنگھی چوٹی اک قیامت ڈھائی اُسنے — بپا اندھیر ہو کاکل جو چہرے پر بکھر جاے
چڑھائے بیٹھے ہو کیون آستین ایذا رسانی پر — ابھی ہے زخم دل آلا ذرا دم لو کہ بھر جاے
مجھے روتے ہوئے دیکھا شب وصلت تو وہ بولا — بھلا ایسے برستے مین کوئی کسطرح گھر جاے
گیا جو ڈر کے مارے راستے ہی سے پلٹ آیا — تمھارے کان تک صاحب مری کیونکر خبر جاے
وہ کمسن ہے ابھی کیا جانے مرتا ہے کوئی کیونکر — نہ آئے میری میت پر بلا ناکردہ ڈر جاے

٢٦٣ — ٨
تقاضا وصل کا انجم زیادہ نامناسب ہے — کہین ایسا نہو وہ آج پھر انکار کرجاے

خدا نے وہ صورت بنائی تمھاری — کہ عاشق ہے ساری خدائی تمھاری
کوئی صورت وصل جلدی نکالو — بہت شاق ہے اب جدائی تمھاری

لیا مین نے بوسہ تو کیون اتنا بگڑے — یہ اچھی نہین ہے رکھائی تمھاری
مرے دل پہ بس ہو گئی نقش ایجان — وہ اُسدن کی بے اعتنائی تمھاری
نہ تھی مجھکو اُمید قسمت سے اپنی — خدا ہی نے صورت دکھائی تمھاری
نہ مارو مجھے پھینک کا پھول ایجان — نہ دُکھ جائے نازک کلائی تمھاری
تمھین بے طلب دیدیا دل جو مین نے — یہ ہے میری جان رونمائی تمھاری

۲۶۲ وہ بولے شب وصل جھنجھلا کے انجم — یہ اچھی نہین ہاتھا پائی تمھاری ۱۴

صنم ہے یا خدا کیا جانے کیا ہے — ہمارا دلربا کیا جانے کیا ہے
نہ سنبل ہے نہ کالا ہے نہ ناگن — تری زلفِ رسا کیا جانے کیا ہے
کسی پہلو نہین آرام تجھکو — تجھے اے دل ہوا کیا جانے کیا ہے
نہین معلوم کعبہ ہے کہ قبلہ — خم ابرو ترا کیا جانے کیا ہے
مرا دل لوگے تم یا جان لوگے — تمھارا عندیہ کیا جانے کیا ہے
جفاؤن سے تری بھرتا نہین دل — تڑپنے مین مزا کیا جانے کیا ہے
ہمین تو اُس سے ہے اُمید بخشش — مگر اُسکی رضا کیا جانے کیا ہے
نظر پھیری نہین تو نے تو ہم سے — یہ پھر عشوہ نما کیا جانے کیا ہے
تصور مین جو کی ہین بند آنکھین — دکھائی دے رہا کیا جانے کیا ہے
بھلا تو آشنا ہو گا کسی کا — ارے نا آشنا کیا جانے کیا ہے

قیامت ہے قد بالا تمھارا	نگاہ فتنہ زا کیا جانے کیا ہے
نکلتا ہے دھوان جو آہ کے ساتھ	یہ اے دل جل رہا کیا جانے کیا ہے

۲۶۵ بھلا مین کیا اُسے بتلاؤن انجم
وہ مجھ سے پوچھتا کیا جانے کیا ہے ۱۲

درد دل بھی سُنا نہین سکتے	اُنسے اُلفت جتا نہین سکتے
ذکر اُلفت بھی لا نہین سکتے	ہم زبان تک ہلا نہین سکتے
ضبط کی تاب لا نہین سکتے	راز الفت چھپا نہین سکتے
چار آنکھین جو ہون تو کیونکر ہون	شرم سے سر اُٹھا نہین سکتے
کون پہلو سے اُٹھ گیا اے دل	آپ مین ہم جو آ نہین سکتے
آہ و زاری تو ہے خلاف وفا	ہم تمھین منھ دکھا نہین سکتے
ہم تو اُنکے لیے جہان سے گئے	وہ لحد تک بھی آ نہین سکتے
ستیاناس ہو محبت کا	نام قاتل بتا نہین سکتے
عیب تجھکو لگا نہ دے کوئی	اسلیے دل لگا نہین سکتے
بڑھ گئے اسقدر مرے ارمان	دلمین بھی اب سما نہین سکتے
خوف یہ ہے نہ محو ہو جاؤن	نام میرا مٹا نہین سکتے

۲۶۶ ذبح وہ کس طرح کرین انجم
ہاتھ مجھ سے اُٹھا نہین سکتے ۱۱

جنون ابھی تو گریبان مین تار باقی ہے
رُکے نہ ہاتھ کہ فصل بہار باقی ہے

شب فراق کی گھڑیان تو گن چکا اے دل
خدا بچائے کہ روز شمار باقی ہے

اُڑاتی پھرتی ہے بیکار خاک گلیون کی
صبا ابھی تو ہمارا غبار باقی ہے

نہین ہے دیر یہان اپنی جان جانے مین
تمھارے آنیکا بس انتظار باقی ہے

ہوئی ہین اور تو سب دلکی حسرتین پوری
بس ایک حسرت دیدار یار باقی ہے

خطِ غبار مین لکھا جو خط ہوا ثابت
کہ دلمین یار کے ابتک غبار باقی ہے

ہزارون گالیون پر بھی نہ نکلی دلکی بھڑاس
یہ دلمین آپ کے کب کا بخار باقی ہے

ذلیل وخوار ہمین کر چکا زمانے مین
ابھی کچھ اور دل بیقرار باقی ہے

لپٹ لپٹ کے نہ کسطرح سوؤن مرقد سے
کہ دلمین آرزوے وصل یار باقی ہے

برائے پنجتن پاک وہ بھی پوری ہو
جو آرزو مری پروردگار باقی ہے

۲۶۷

نصیب تھا ہمین جو کچھ وہ نذر یار کیا
بس انجم ایک دل داغدار باقی ہے

۱۱

جو واقف ہو تم دلکے حالات سے
دُکھاؤ نہ پھوڑون ہر اک بات سے

زیادہ جو ہے اپنی اوقات سے
وہ ہے آپ ہی کی عنایات سے

سہے کون ہر روز کا رنج و غم
مین باز آیا ایسی ملاقات سے

نہین مین مسلمان کافر سہی
مگر آپکو کیا مری ذات سے

مرا حال دل تو جو سنتا نہین
بھرے ہین ترے کان کس بات سے

نہ ہوگا میسر کبھی وصل یار
ولا باز آ ان خیالات سے

شب وصل دُگھدا جو تھا صبح کا (کھٹکا)
وہ جاگا کیے دو گھڑی رات سے

دیا دل تو اُس بے وفا کو مگر
خدا ہی بچائے گا آفات سے

چلے جوش وحشت مین صحرا کو ہم
جو نکلے بھی گنج خرابات سے

ہٹا دو جو زلفون کو چہرے سے تم
نکل آئے دن دوپہر رات سے

رکھا آسمان اُنکے قدمو نپہ سر
لیا بوسہ یا اسی گھات سے

۲۶۸ ۱۱

مری آہ بھی پُر اثر ہو گئی
کہ اُس بے خبر کو خبر ہو گئی

گلے پر مرے پھیری قاتل نے تیغ
تلافیِ دردِ جگر ہو گئی

نہ احسان قاصد گوارہ کیا
مری روح خود نامہ بر ہو گئی

وہ آنے لگے جب مری قبر پر
مری خاک خود راہ بر ہو گئی

وہ کاجل لگاتے ہین آنکھون مین اب
لگاوٹ جو مد نظر ہو گئی

پس مرگ بھی جوش وحشت رہا
مری خاک بھی دربدر ہو گئی

نہ آیا ابھی تک وہ وعدہ خلاف
سر شام کی دوپہر ہو گئی

لگا پھر تپکنے مرا زخم دل
خدا جانے کسکی نظر ہو گئی

مین سمجھا تھا مر جاؤنگا ہجر مین
خدا جانے کیونکر بسر ہو گئی

تری بھولی باتون نے بسمل کیا
یہ میٹھی چھری کارگر ہو گئی

۲۶۹ — ۱۰

نکل جائینگی حسرتین آسمان
جو امداد خیر البشر ہو گئی

تم جو وعدہ نہ کر گئے ہوتے
ہمتو مدت کے مر گئے ہوتے

پھول رکھنا نہ تھا جو تربت پر
کاش پتھر ہی دھر گئے ہوتے

در گذر تم نہ کرتے گر صاحب
جان سے ہم گذر گئے ہوتے

آہو ون کو جو تم دکھاتے آنکھ
نشئے سب کے اُتر گئے ہوتے

خیر گذری نہ روئے ہجر مین ہم
ورنہ جل تھل تو بھر گئے ہوتے

ابھی کیون تو نے پھیری مجھسے نگاہ
زخم دل اور بھر گئے ہوتے

قہر تھا وہ جو آتے محشر مین
حشر ہوتا جدھر گئے ہوتے

کھولدی دلکی چوری آنکھون نے
ورنہ وہ تو مکر گئے ہوتے

تم جو آتے تو کیا نہ مرتا مین
گر اپنی سی کر گئے ہوتے

۲۷۰ — ۹

دل کو گھر ہی مین چھوڑ جاتے تم
آسمان جب اُدھر گئے ہوتے

بطرز دلبری بیداد کیجے
جفاؤن مین ادا ایجاد کیجے

ہماری عاجزی اعجاز ہو جائے
پیمبر ہون اگر آزاد کیجے

یہ کیسا عالم بالا کا جھگڑا
اجی پہلو مرا آباد کیجے

لہو ملکر شہیدون مین سے ملے ہین
ہمارے نام پر بھی صاد کیجے

تمنا بڑھ نہ جائے حد سے زائد ہمین شاہ نجف اب یاد کیجے
ہماری خاک سے صحرا بھرے ہین جہان تک چاہیے برباد کیجے
اشارون نے تو لیلی جان صاحب ذرا منھ سے بھی کچھ ارشاد کیجے
پریشان ہے بہت انجم خدارا شہید کربلا امداد کیجے

۲۷۱ ۷
مزاج یار ہو جائے نہ برہم
نہ اے انجم بہت فریاد کیجے

اُسنے آنیکا جو وعدہ کیا جاتے جاتے دم مرا سینے مین رُکنے لگا آتے جاتے
خاک مین مجھکو جو تم نے نہ ملایا نہ سہی لاش ہی میری ٹھکانے سے لگاتے جاتے
تیرے دیوانو نکا دیکھے تو کوئی جوش و خروش سوے محشر بھی ہین اک شور مچاتے جاتے
ہمتو سمجھے تھے کہ نالو نسے تسلی ہوگی یہ تو ہین درد مین درد اور بڑھاتے جاتے
ساتھ لینا تھا ہمین بھی تجھے او پیک صبا ہم بھی ہمراہ ترے ٹھوکرین کھاتے جاتے
تم نے کاندھا نہ دیا لاش کو میری نہ سہی ایک ٹھوکر ہی مری جان لگاتے جاتے

۲۷۲ ۱۷
یون نہ جانا تھا اُنھین پاس سے اُٹھکر انجم
کوئی آفت ہی مرے سر پہ وہ ڈھاتے جاتے

عبث وہ تند خو مجھ سے خفا ہے کوئی پوچھو تو میری کیا خطا ہے
جہان مین ایک آفت سی بپا ہے بھلا یہ کونسی تیری ادا ہے
بُرا ہو اس محبت کا الٰہی کہ عاشق کے لیے یہ بھی بلا ہے

حسین تمکو بنایا ہے خدا نے
جو ہم عاشق ہوے تو کیا خطا ہے

کیا کرتے جو ہین ہر وقت فریاد
سُنا ہے آہ کو ہم نے رسا ہے

نہ پوچھا اُس مسیحا سے کسی نے
ترے بیمار کی بھی کچھ دوا ہے

کبھی سنتے ہین گر وہ میری آواز
تو ہنس کر کہتے ہین دیکھو تو کیا ہے

ہمارے دل نے ہم پر قہر ڈھایا
تری جلاد اِسمین کیا خطا ہے

نہین سُنتا جو میرا حال دل تو
کسی نے تجھ سے کیا کچھ کہدیا ہے

ہماری مشکلین آسان کر دو
تمھارا نام تو مشکلکشا ہے

لگا دی ہے جو دلمین آگ اُسنے
تو پانی چشم ترمین بھر دیا ہے

جو بلبل کر رہی ہے چہچہے آج
چمن مین کوئی تازہ گل کھلا ہے

عبث مرتا ہے اُس بیرحم پر تو
دل نادان یہ تجھکو کیا ہوا ہے

کھڑے ہین چھپکے پٹ کی آڑمین وہ
ہمارے دلمین اک کھٹکا لگا ہے

کرون کیون دل نہ مین رو رو کے خالی
کہ آنکھون مین مری دریا بھرا ہے

کیا کرتا ہے گردش رات دن کیون
ترا اے آسمان کیا سر پھرا ہے

۲۷۲
پیوے خوب جی بھر بھر کے انجم
قیامت تک درِ توبہ کھلا ہے
۹

ہین زاہد جو کافر جانتا ہے
تو پھر پتھر کو تو کیون مانتا ہے

نہ پوچھا اُسنے مجھکو کون ہے تو
ہوا ثابت کہ وہ پہچانتا ہے

نہ مجھ سے پھیر منھ کافر خدا را — ارے قرآن کیون گردانتا ہے

کہون کس سے کہ کیا ہے یاس میرا — اُسے کچھ میرا جی ہی جانتا ہے

بہت چاہا نہ بولون یار تجھ سے — مگر ظالم یہ دل کب مانتا ہے

نہین چھلنی ہمارا دل نہو گا — ہماری بات کیون تو چھانتا ہے

نہ دینگے جان ہم کہنے پہ اُسکے — رقیب روسیہ کیون تانتا ہے

بھلا کیونکر اُسے سمجھائے کوئی — وہ کافر کب کسی کی مانتا ہے

۲۷۴ — ۷

غضب ہے چھیڑنا اُس فتنہ گر کو — یہ انجم دلمین کیا تو ٹھانتا ہے

چل بسے جو کہ تھے جانے والے — اب نہین پھر کے وہ آنے والے

مجھکو دکھلادے مرا اختر بخت — چاند سورج کے بنانے والے

لوگ کہتے ہین تمھین راحت جان — تم تو ہو دل کے دُکھانے والے

ہم سے اور بار مصیبت اُٹھے — ہم تو ہین ناز اُٹھانے والے

تیری رحمت ہے غضب پر غالب — روز محشر کے ڈرانے والے

کبھی بھولے سے ادھر بھی آجا — سوتے فتنے کے جگانے والے

۲۷۵ — ۵

دل بھی لے ڈال کبھی انجم کا — ارے منھدی کے لگانے والے

ترے ہی سر کی مجھے قسم ہے بیان زیادہ نہ اسمین کم ہے

کہان یہ سنبل مین پیچ وخم ہے جو تیری زلفون مین اے صنم ہے
نہ نکلی اسپر بھی جان مضطر کہ تو نے پھیرے ہزارون خنجر
یہ دل مین اپنے سمجھ سمجھ کر ابھی تلک باقی اسمین دم ہے
جفائین تیری اُٹھائین لاکھون کبھی نہ شکوہ زبان سے نکلا
نہ تو نے اسپر بھی قدر جانی یہ کیا ستم ہے یہ کیا ستم ہے
ہوا یہ ثابت مری طرف سے ہے اُسکے دلمین غبار باقی
غبار کے خط مین اُسنے اے دل جواب نامہ کیا رقم ہے

۲۷۷ ۷
کسی کو خط لکھ رہے ہو کیا تم تمھارے ہوش وحواس ہین گم
یہ آج کیا فکر ہے جو انجم جُھکا ہے سر ہاتھ مین قلم ہے

باعث ترک ملاقات بتاؤ تو سہی
چاہنے والا کوئی ہمسا دکھاؤ تو سہی
کیسی ہوتی ہے محبت نہین معلوم تمھین
ایک دو دن کہین دل تم بھی لگاؤ تو سہی
بیوفائی کی ہے تہمت چلو مانا ہم نے
ہان بھلا ہم سے ذرا آنکھ ملاؤ تو سہی
جان دیدونگا مگر تمکو نہ جانے دونگا
اُٹھ کے پہلو سے بھلا تم مرے جاؤ تو سہی
نہین ملنے کی جو مرضی ہے نہ ملنا ہمسے
بات کرنا کہ نہ کرنا مگر آؤ تو سہی
دیکھ لو جیتے ہین یا مرتے ہین مشتاق صدا
اپنی آواز ذرا انکو سناؤ تو سہی

۲۷۷ ۷
بیطرح بگڑے ہوے بیٹھے ہین جانیکے لیے
آسمان آج کوئی بات بناؤ تو سہی

آسمان باغ بھی ہے یار گل اندام بھی ہے
مے بھی ساقی بھی ہے شیشہ بھی ہے لبریز جام بھی ہے

تجھکو چاہا تو بتا کونسی تقصیر ہوئی
ظلم کے واسطے ظالم کوئی الزام بھی ہے

ہجر مین تیرے کسی نے نہ خبر لی آکر
ایک نالہ وہی جو صبح بھی ہے شام بھی ہے

روز تم میٹھے کھلاتے ہو شگوفے تازے
یہ تو بتلاؤ تمھین اور کوئی کام بھی ہے

کیون تڑپتا ہے دلا آٹھ پہر سینے مین
ارے کمبخت گھڑی بھر تجھے آرام بھی ہے

کوئی تقصیر بھی بتلاؤ کہ ناحق ناحق
بل بھی ہے تیورون پر ہونٹھون پہ دشنام بھی ہے

۲۷۸

آپ کو چاہیے انجم پہ ترحم کرنا
چاہنے والا بھی ہے آپکا بدنام بھی ہے

۹

خدا جانے وہ یار آئے نہ آئے
لحد مین بھی قرار آئے نہ آئے

نہ آئے دو گھڑی کو ایک دن تم
بلا سے دو ہزار آئے نہ آئے

محبت اس لیے ظاہر نہین کی
کہ تمکو اعتبار آئے نہ آئے

نہ آئے تم عیادت کو ہماری
تمھین کیا اور چار آئے نہ آئے

یہ صورت اور یہ بھولی بھولی باتین
تمھین بتلاؤ پیار آئے نہ آئے

تری محفل مین او قتال عالم
یہ تیرا دل فگار آئے نہ آئے

اڑائین خاک تیرے در کی اغیار
مرے دلمین غبار آئے نہ آئے

خزان ہی مین دکھا دے جوش وحشت
جنون فصل بہار آئے نہ آئے

۲۷۹

ہوئے تم عشق مین بدنام انجم
اسے ملنے مین عار آئے نہ آئے

۷

باغ عالم کا یہی اسلوب ہے — کوئی طالب ہے کوئی مطلوب ہے
کون کہتا ہے جفاؤن کو برا — جو ادا ہے تیری خوش اسلوب ہے
کسطرح عاشق اُنھین راضی کرے — کوئی کیا جانے کہ کیا مرغوب ہے
کیون نہ آنکھون سے گرا شکون کے ساتھ — او رے دل اُفتادگی ہی خوب ہے
بیخودی مین ہوگئین گستاخیان — مین ہون شرمندہ تو وہ محجوب ہے
اب تو ہم سے رنج و غم اُٹھتے نہین — دم نکلجائے تو اے دل خوب ہے

۲۰۰
خاک انجم رنگ دیوے گی غزل
یہ زمین سرتا بہ پا مرطوب ہے
۷

درد سے مملو ہے جو آواز ہے — ہر صدا مین اک طرح کا ساز ہے
خندہ زن بھیر خلائق کیون نہو — کوئی کیا جانے کہ یہ کیا راز ہے
جور پر جور اسلیے کرتا ہے وہ — اُسکو اپنے ناز پر بھی ناز ہے
کسکا جلوہ دیکھا وقت جانکنی — مرنے پر بھی چشم حیرت باز ہے
اُسکے آتے ہی چلے ہم جان سے — لیجیے انجام کا آغاز ہے
حال دل اُنسے چھپا سکتا نہین — میری حیرت آپ ہی غماز ہے

۱۰۱
دم ہی دم مین دم ہمارا لے لیا
آسمان کیا یار بھی دمباز ہے
۷

دل آفت رسیدہ پر مرے بیداد کسنے کی — مجھے بھولا ہوا تھا کون کسکی یاد کسنے کی

دکھا دی کسنے صورت تجھکو تیکی اُڑسے اپنی
جفا تجھپر ہو در پردہ دل ناشاد کرنے کی

قیامت کس لیے آئی یہ محشر کیون ہوا برپا
کلیجہ تھام کر ظالم تری فریاد کرنے کی

سمجھے او دل محبت کا مزا ابتلا دیا کسنے
تری مٹی خراب و خانمان برباد کرنے کی

کسے تھی جان دو بھر اپنی ایسا کون بیدل تھا
خدا جانے جہانمین عاشقی ایجاد کرنے کی

نہین آیا سرِ بالین جو وہ عیسی نفس میرا
بوقت جان کنی پھر یہ مری امداد کرنے کی

۲۸۲ مرے دلمین ارے انجم بنایا کسنے گھر اپنا
مری اُجڑی ہوئی بستی یہ پھر آباد کرنے کی ۱۰

پانون ہم اُنکے ایک بار پڑے
کوسنے ہم پہ دو ہزار پڑے

دل نے بندہ بنا دیا بت کا
ایسے دل پر خدا کی مار پڑے

چل بسے اور ساتھ والے سب
رہ گئے ہم نحیف و زار پڑے

کرے وعدہ نہ جب وہ کوئی ٹھیک
دلکو کس طرح پھر قرار پڑے

دیکھکر اسپنے در پہ کہتا ہے
ایسے رہتے ہین دو ہزار پڑے

کام سلجھانا میرا صورت زلف
پیچ پر پیچ بے شمار پڑے

اُسکے کشتون مین ناتوان ہو نہین
اُڑکے کیونکر لہو کی دھار پڑے

ہم نہ چھوٹینگے اس ادا کا عشق
دل پہ چھریان لگین کٹار پڑے

دم مرا گھٹتا ہے اُٹھا ناصح
یہ گریبان سے ہین جو تار پڑے

۲۸۳ مختصر کر پیام وصل انجم
کہ صبا پر نہ کوئی بار پڑے ۹

غضب لائی ہماری ناتوانی
ہوئی مشکل زبان تک بات آنی

ذرا محشر تو ہولے دیکھ لو نگا
دھری رہجائیگی سب لن ترانی

محبت کے لیے سن کی نہین قید
ضعیفی کیسی اور کیسی جوانی

نہین کسطرح جو کچھ دلمین آئے
ہماری تو نے کسدن بات مانی

نہین تیری ادا او بانیِ جور
کوئی تلوار ہے یہ اصفہانی

مرے دل نے ترا نقشہ وہ کھینچا
کہ حیران رہ گئے بہزاد و مانی

نہین آنکھون پہ یہ پلکین تمھاری
لکھے ہین بیت ابرو کے معانی

رہیگی سرد مہری گر تمھاری
جگر ہوجائیگا گھل گھل کے پانی

۲۸۴

لگا اُس بیوفا پر جان دینے
یہ تو نے آسمان کیا دلمین ٹھانی

۱۰

سرخرو ہوتے مری جان ہم تمھارے سامنے
گر نکل جاتا ہمارا دم تمھارے سامنے

اور تو اچھا ہے سب عالم تمھارے سامنے
ہان بُرے گر ہین تو بس اک ہم تمھارے سامنے

دوستی سے کب ہمارا حال کہتے ہین رقیب
ہان تمھارے ہونے کو برہم تمھارے سامنے

بیگناہی کا تو اپنی مجھکو دعوے ہے مگر

ہوی جاتا ہے مرا سر خم تمھارے سامنے

مین ہی کیا ہون اور میری گریہ وزاری ہے کیا
کچھ نہ تھا جب گریۂ آدم تمھارے سامنے

واے قسمت یہ کہ ہین محرم نہ نامحرم سبھی
اور نامحرم سبھی محرم تمھارے سامنے

تم نے مارا ہے جسے دیکھون چلائے تو سہی
آئے تو کوئی مسیحا دم تمھارے سامنے

سچ تو کہتے ہو بھلا کیونکر نہ تم جانو غلط
جب غلط ہو جائے دلکا غم تمھارے سامنے

۲۸۵ تمکو خالق نے دیا نور ولائے اہلبیت
کیا ہے انجم نیر اعظم تمھارے سامنے ۱۲

بیان جو اُسسے کبھی دلکا مدعا کرتے
سولے جور وستم آسمان وہ کیا کرتے

ہمارے ہاتھ نہ تھے کاٹنا تمھین لازم
کہ ہم انھین سے تمھارے لیے دعا کرتے

ہمارے دلکے عوض کیون نہ رکھدی چنگاری
کہ عمر بھر تری فرقت مین ہم جلا کرتے

ہمارے ساتھ ہی سویا نہ تو کبھی آکر
تمام رات بلائین تری لیا کرتے

گناہ کھولدیے ہمنے سب ترے آگے
کہ شرم آتی تھی تجھسے ہین حیا کرتے

رسائی ہوتی ہماری اگر ترے در تک
توہم بھی شکر کا سجدہ کوئی ادا کرتے

بہا دیے مرے دیدے بُرا ہو گریہ کا
یکم تھا آنکھون کے پردین وہ پھرا کرتے

ترا مین چاہنے والا نہ تھا تو ہی بتلا
ترا جو نام نہ لیتا نکیر کیا کرتے

ہزار شکر کہ محشر کا چُک گیا جھگڑا
یونہین وہ سر پہ قیامت بپا کیا کرتے

کسی کا نام زبان پر ضرور ہی رہتا
صنم صنم جو نہ کرتے خدا خدا کرتے

۲۸۶ ۷

نہ دیکھا یار کو خنجر بکف کبھی انجم
کہ بدلے اور ونکے سر اپنا ہم دیا کرتے

یہ بھی نہ پوچھا تم نے انجم جیتا ہے یا مرتا ہے
واہ جی وا عاشق سے کوئی ایسی غفلت کرتا ہے

نئی جوانی سنئے نویلے نادان الڑھ اور البیلے
سچ پوچھو تو تمکو صاحب دل دیتے جی ڈرتا ہے

پوچھنے کیا ہو حال ہمارا جینے کا ہے کون سہارا
رو لیتے ہین جی بھر بھر کر جب غم سے جی بھرتا ہے

اُنسے نہین کچھ شکوہ ہمکو اُنسے نہین کچھ رنج وملال
کس سے ایدل عشق کیا کس سے چاہ کو برتا ہے

روتے روتے ہجر مین کیونکر جینے سے دل سیر نہو
کہتے ہین تالاب بھی صاحب چھینٹون چھینٹون بھرتا ہے

مجھکو تو دل دینے مین کچھ عذر نہین اے جان جہان

سچ تو یہ ہے دل ہی خود کچھ آگا پیچھا کرتا ہے

۲۸۷ سیل سرشک غم سے انجم خانۂ دل برباد نہو ۱۰
دیکھو دیکھو کعبہ کی بنیا دمین پانی مرتا ہے

یہ خون جگر رایگان ہو رہا ہے | کہ آنکھون سے اپنی روان ہو رہا ہے
ستم کے اٹھانیکی طاقت نہین ہے | ابھی تو یہ دل ناتوان ہو رہا ہے
ابھی تو نہین آئی فصل بہاری | گریبان یہ کیون دھجیان ہو رہا ہے
الٰہی یہ کیا ہے دیا تھا جسے دل | وہ اب اپنا خواہان جان ہو رہا ہے
کہان روز محشر کہان کسکی پرسش | ابھی تو مرا امتحان ہو رہا ہے
چھپانے سے چھپتی نہین دلکی چوری | نگاہونسے تیری عیان ہو رہا ہے
وہ ملجائے تو سر سے سر کو اتارون | کہ اب سر یہ بار گران ہو رہا ہے
کہان مین کہان تو کہان تیری الفت | عبث مجھسے تو بدگمان ہو رہا ہے
ہوا ہے شاید کہ خون تمنا | کہ دامن ترا خونچکان ہو رہا ہے

۲۸۸ اسے کہتے ہین انقلاب زمانہ | کہ غیر اب مرا راز دان ہو رہا ہے ۹

اثر آہ کا اب عیان ہو رہا ہے | وہ نامہربان مہربان ہو رہا ہے
پھرے اب مرا دل نہین مجھکو باور | جہان یہ گیا ہے وہان ہو رہا ہے
نکیرون پوچھین تو بتلاؤنگا کیا | ترا نام ورد زبان ہو رہا ہے
تصور ترا ہے احاطہ سے باہر | مکان اب مرا لامکان ہو رہا ہے

الٰہی سنین گے وہ کیا کان دھر کر
یہ کیون دلمین جوش فغان ہو رہا ہے
کہان کی یہ سب ہے گرمی سوز فرقت
کہ اخگر ہر اک استخوان ہو رہا ہے
ہوا تیرہ و تار سارا زمانہ
یہ آہون کا اپنی دھوان ہو رہا ہے
فرشتون نے کیا میری فریاد سُن لی
یہ کیون الامان الامان ہو رہا ہے

۲۸۹

کہین بھر بھرا سے نہ دل تیرا انجم
کہ پھر ذکر تاب و توان ہو رہا ہے

۹

اگر دم بھی نکل جاسے نہ حسرت دل سے نکلیگی
نہ انجم بات تسکین کی لب قاتل سے نکلیگی
نہین اچھی یہ وقت نزع باتین صلح کی ہم سے
ہماری جان اسے عیسیٰ نفس مشکل سے نکلیگی
نہ پوچھو مجھسے کوئی کچھ وفا پر مین تو مرتا ہون
شکایت بھی تمنا بنکے میرے دل سے نکلیگی
شب فرقت بلا کیا ہے اگر دم بھر کو آجا تو
تڑپ کر حسرت وصلت دل بسمل سے نکلیگی
مجھے آب بقا سے کیا وہ بدقسمت ہون مین تشنہ
نہ کوئی بوند ہرگز خنجر قاتل سے نکلیگی
جو اپنی ضد پہ تو آجا نہین کچھ بات جان بخشی

اجل تھامے ہوے دلکو تری محفل سے نکلیگی

سمجھ لینا عزیزو تم کہ نکلین حسرتین دل کی
اگر میت ہماری کوچۂ قاتل سے نکلیگی

مری آہ سحر کا ساکوئی نالہ تو کر مجنون
کلیجہ تھام کر لیلیٰ ابھی محمل سے نکلیگی

۲۹۰ جو لینا ہے تو لے جان انجم اپنی دیتا ہے
یہ شہرت تیر ہی بنکر تری محفل سے نکلیگی ۴

کسیکا نام بڑا ہو کسی کی ذات بڑی
بڑائی جسکو خدا دے اُسکی بات بڑی

مقابلہ شب فرقت کا روز حشر سے کیا
کبھی کے دن بڑے صاحب کبھی کی رات بڑی

ہم اپنی جان تلک تمپہ صدقے کرتے ہین
ہمارے سامنے دل کیا ہے کائنات بڑی

۲۹۱ لگا کے غیر سے دل اُسکو اسپنے بسمین کیا
یہی تو آپ نے انجم سے کی ہے گھات بڑی ۱۸

جسپر اپنی جان جاتی ہے وہ دلبر اور ہے
جسکا مائل دل ہے اپنا وہ فسونگر اور ہے

جام میرا اور ہے میکش کا ساغر اور ہے
ساقیِ مے اور ہے ساقیِ کوثر اور ہے

کیون نہ پھیرا ہاتھ رکھکر تو نے گردن پر مری
کام جو بے باڑھ کرتا ہے وہ خنجر اور ہے

جان جانے مین نہین کچھ دیر کیون گھبرا گئے
آپکی فرصت مین باقی ایکدم بھر اور ہے

آگ الفت کی اگر پھونکیگی بھی تو ایک دل
طور کو جسنے جلایا ہے وہ اخگر اور ہے

آپکی جادونگاہی کا نہین قائل کوئی
جسکے نہ سمین دل ہے میرا وہ فسونگر اور ہے

لوگ دلکو کہتے ہین ہمکو تو یہ باور نہین
آپکا جسجا گذر ہوتا ہے وہ گھر اور ہے

سنگ خاراسے کوئی تشبیہ دلکو دیگا کیا
پوجتا ہے جسکو اک عالم وہ پتھر اور ہے

آسمان تمکو برا سمجھے یہ ناحق ہے گمان
کیا زمانہ مین کوئی تمسے بھی بہتر اور ہے

آپکے در سے اُٹھائین ہم بھلا ممکن ہے یہ
آپکا سودا نہو جس سر مین وہ سر اور ہے

ہو مبارک آپکو الماس و یاقوت و گہر
جس سے آرائش ہو عاشق کی وہ زیور اور ہے

کیون لگا کرنے عداوت مین رقیبو نسے بھلا
میری قسمت اور ہے اُنکا مقدر اور ہے

مسجد و بتخانہ و دیر و حرم سے ہمکو کیا
سجدہ گاہِ عام کہیے جسکو وہ در اور ہے

اے شب فرقت شب وصلت کا جھگڑا چک گیا
اب ترا بیمار فرقت کوئی دم بھر اور ہے

نامہ و پیغام میرے اور ترے کیونکر بنے
تیرا مرسل اور ہے میرا پیمبر اور ہے

۲۹۴
ایک ٹھوکر مین تو لے لی جان تونے ای مسیح
جان آنیکے لیے بس ایک ٹھوکر اور ہے
۱۱

تیری الفت عجب بلا کی ہے
ابتدا ہی مین انتہا کی ہے

ہم نہین چاہین تم کرو اغماض
یہ بھی قدرت تو خدا کی ہے

حشر ہے لے چلا وہین دل زار
اک قیامت جہان رہا کی ہے

تمکو ہم چاہین اسے معاذ اللہ
سچ تو یہ ہے بڑی خطا کی ہے

دل پسند آئے یا جگر اُسکو
مرضی اُس تیغ آزما کی ہے

دل سے ہے حسرت مین کعبہ سے زائد
اسکی خود آپ نے بنا کی ہے

حسرتین دلمین ہو رہی ہین شہید
سیر کعبہ مین کربلا کی ہے

کون باقی ہے عاشقون مین اب
کیون قیامت بھلا بپا کی ہے

رنگ جمتا نہین محبت کا
یہ بھی شوخی تری حنا کی ہے

لیکے دل ہم کو کر دیا بیکار
واہ کیا خوب چیز تا کی ہے

۲۹۴

اک ادا تو نہین ہے اُس بت کی
کیون نماز آسمان قضا کی ہے

۱۷

جس ادا کا زمانہ شا کی ہے
آپ کی چشم سرمہ سا کی ہے

خوب وعدہ کیا تھا وعدہ خلاف
حشر تک دوپہر ڈھلا کی ہے

تھام کر دل کو رہ گئے ہین ہم
آنکھ سے آنکھ جب ملا کی ہے

لاش پر تیرے کشتۂ غم کی
مدتون آرزو ہنسا کی ہے

بت پرستی وہان سے چلے کیونکر
ساری خلقت جہان خدا کی ہے

دل ہی پہلو سے لے گیا میرے
واہ کیا خوب چیز تا کی ہے

جسکو کہتے ہین لوگ جان پرور
نکہت اُس گیسوے رسا کی ہے

ہے یہ حیرت نگہ کو کیا کہیے
دلمین کس طرح اسنے جا کی ہے

آج کیا روئین شام فرقت کو
عمر اپنی یونہین کٹا کی ہے

جان سے بڑھکے کیون نہ دل ہو عزیز
اسمین الفت تری رہا کی ہے

کام آیا نہ واسے ناکامی   دل پہ اُلٹی چھری پھرا کی ہے

موت پھر پھر گئی ہے آ آ کر   جب نظر آپ کی پھرا کی ہے

ہمکو بندہ بنا لیا تم نے   یہ بھی قدرت تو خدا کی ہے

جسکو کہتے ہین آنکھ کی پتلی   صورت اُس صورت آشنا کی ہے

ٹھوکرین کھاے فتنۂ محشر   وہ ادا ایسے دلربا کی ہے

مرتے دم بھی کھلی رہین آنکھین   آرزو کسکے خاک پا کی ہے

۲۹۴   ۷

تم نے جب آسمان کیا نالہ   دل تو کیسا زمین ہلا کی ہے

دیکھ لو صاحب ادھر ناز و ادا سے   آج سے ہے جوبن عجب نام خدا سے

ہم نے یہ مانا نہین آپ مسیحا   ٹالتے ہین آپ کیون دیکے دلاسے

مین نے کہا ہجر مین مر رہا ہون مین   ہنسکے لگے کہنے وہ مری بلا سے

کیون نہ لہو ہوکے دل آنکھون سے بہتا   تیر نگہ تھے ترے خون کے پیاسے

مجھکو شکایت نہین ظلم و ستم کی   آپ اُٹھاتے ہین کیون ہاتھ جفا سے

کشمکش آرزو کچھ نہ ہوئی کم   اتنی شکایت رہی آہ رسا سے

۲۹۵   ۵

جب نہ تھے تیرے حواس آسمان بجا   تیری شکایت نہین کوئی بھی جا سے

بات تھی وہ کونسی جو بہر موسیٰ رہگئی   اک فقط دیدار کی تیرے تمنا رہگئی

کہتے جاتے ہیں خوشی سے آؤ ملجاؤ گلے — ہم نے گر لپٹا لیا تو آپ کی کیا رہگئی
دلبری دلربا تو نے کچھ بھی نہ کی — ہم سے او بیوفا تو نے کچھ بھی نہ کی

ولہ

٢٩٦

ہم ہوے جان بلب اُنکا بگڑا نہ کچھ
یہ تو ناز و ادا تو نے کچھ بھی نہ کی

۵

شاید از لطف کند یار نگاہے گاہے — با دل چاک نشینم سر راہے گاہے
نامرادی ز مراد آمدنت مارا نیست — چون تمناے دل آئی وُلے گاہے گاہے
ترسم اے یار کہ گوید کسے غفلت پیشہ — نظر انداز مکن جرم گناہے گاہے
چون کنم قطع ترحم ز دل پُر ارمان — تو ئی جلادو تو ئی پشت پناہے گاہے

٢٩٧

حالت زار بدان یار چسان شرح کنم
میشود بخت سیہ چشم سیاہے گاہے

١١

دلم بردی نگار من چہ کردی — بگو صبر و قرار من چہ کردی
چو یار آمد برون رفتی تو از تن — چہ کردی جان زار من چہ کردی
ندادی تُوتیای خاک پایش — علاج انتظار من چہ کردی
فشاندی بر سر راہ حسینان — صبا تو با غبار من چہ کردی
مرا مدہوش کردی از مَی عشق — چہ کردی بادہ خوار من چہ کردی
چہ در محشر ز تو اُمید دیدار — بوقت احتضار من چہ کردی
کجا انداختی اے جان دلم را — چہ کردی ہمکنار من چہ کردی

از دست ظلم تو فریاد فریاد — خزان باغ و بہار من چہ کردی
اسیر زلف خوبانم نمودی — دل بے اختیار من چہ کردی
مزاج یار برہم شد صد افسوس — چہ کردی اضطرار من چہ کردی

۲۹۸

شدہ انجم ز بویت مست و مدہوش
نسیم زلف یار من چہ کردی

لی خبر تو نے نہ قاتل میری — روح تڑپی صفت دل میری
تیغ کھینچی نہ ستمگر تو نے — ہوئی آسان نہ مشکل میری
جوش وحشت نہ اُٹھا لینا قدم — کھوٹی ہو جائے نہ منزل میری
مین تو سر دینے پہ بھی حاضر ہون — مانتا ہی نہین قاتل میری
پھر محبت نے اثر دکھلایا — پھر طبیعت ہوئی مائل میری
مین تو اُس بت سے اُٹھا بیٹھون ہاتھ — لیک سنتا نہین یہ دل میری
غرق بحر غم اُلفت ہو نہین — ہوتی تربت لب ساحل میری
میری وحشت سے جو گھبراتی ہے — شور کرتی ہے سلاسل میری
حسرتین دل نہ نکلنے پائے — اس سے ہے رونق محفل میری
میری پابندی سے گھبرا گھبرا — پانون پڑتی ہے سلاسل میری
اُٹھ گیا پاس سے وہ دل آزار — رہ گئی آرزوئے دل میری
مین ترے ہجر مین مر ہی جاتا — موت بھی مجھسے ہے غافل میری

تیغ چلتی نہین گردن پہ مری — سخت جانی کی ہے قاتل میری
وعدۂ وصل پہ وہ چپ ہی رہین — بات ہو جائیگی حاصل میری
دل تڑپتا ہے جو سینے مین مرا — روح بھی رہتی ہے بسمل میری
تو جو سنتا نہین میری فریاد — سُن ہی لیگا کوئی عادل میری
دل سے حسرت جو نکل جائیگی — خالی رہجائیگی محمل میری
روز محشر سے ڈراؤن کیا خاک — کوئی سنتا ہے وہ جاہل میری

۲۹۹ شب غم ہجر مین تیرے آفت
ہو گئی جان یہ قاتل میری ۸

مانا تو کیا کر ستم ایجاد کسی کی — سنلے گا کبھی تو کوئی فریاد کسی کی
بے وجہ مکدر نہین یہ چرخ ستمگر — مٹی نہ ہوئی ہو کہین برباد کسی کی
خود صورت آئینہ رہا کرتا ہون حیران — آجاتی ہے صورت جو کبھی یاد کسی کی
ہر روز نئے صدمے اُٹھائے نہین جاتے — اچھی نہین اُلفت دل ناشاد کسی کی
کیون دلکو نہ سمجھون ترے کعبہ کے برابر — ڈالی ہوئی ہے یہ بھی تو بنیاد کسی کی
آتی ہے بہار اور تڑپتی ہین عنادل — سُنتا نہین افسوس وہ صیاد کسی کی
ہر وقت کلیجہ کا دُکھانا نہین اچھا — پڑ جائے نہ آہِ دل ناشاد کسی کی

۳۰۰ کیون دسے لگے عوض ہو متحمل جگر انجم
کیا وجہ اُٹھائے کوئی افتاد کسی کی ۳

مرے درد کی تمھین کچھ خبر نہین نہین سہی
مری آہ نے کچھ کیا اثر نہین نہین سہی
مرے چاہنے کا یقین اگر نہین نہین سہی
چلو میری طرف سے دلمین گھر نہین نہین سہی

٣٠١ سبھی بری بھلی جو ہوسکی اٹھائی ہم نے
رہی اسپر بھی اگلی سی نظر نہین نہین سہی ٩

دم بھر مری تسکین وہ کرجاتے ہین کیسے
بیکار کے احسان وہ دھر جاتے ہین کیسے
ہم آٹھ پہر رستے لڑائے ہین نگاہین
چھپ چھپ کے وہ نظرونسے گذر جاتے ہین کیسے
زخمونکا نشان تک نہین ہم پاتے ہین کوئی
یہ تیر نگہ دلمین اتر جاتے ہین کیسے
مشہور ہے دنیا مین کہ دل چور کا کتنا
دیکھون تو وہ دل لیکے کر جاتے ہین کیسے
اللہ رے عاشق سے حسینونکا تلون
دو دن کی جوانی پہ بپھر جاتے ہین کیسے
دل تھام کے اظہار محبت مین ہون کرتا
کمسن جو ابھی ہین تو وہ ڈر جاتے ہین کیسے
کیا انکو مزا ہے تری تلوار کا قاتل
یہ زخم جگر آہین بھر جاتے ہین کیسے
سر رکھکے ہتیلی پہ ترے طالب دیدار
سر دینے کو بیخوف وخطر جاتے ہین کیسے

٣٠٢ تم آؤ تو انجم ابھی جان صدقے کریگا
تم بھی تو ذرا دیکھلو مرجاتے ہین کیسے ٢

مجھی پہ کچھ نہین موقوف کوچے سے ترے قاتل
پکڑ کر دل کلیجہ تھام کر عالم نکلتا ہے

نہ سمجھو چاہنے والا مگر اتنا تو تم سمجھو
کسیکی جان جاتی ہے کسیکا دم نکلتا ہے

سوا تیرے نظر بھر کر کسی کو بھی نہ دیکھا تھا
سبب کیا ہے جو پھر آنکھوں کے رستے دم نکلتا ہے

بلا نا جان دینے والے ہوتے ہیں بہت لاکھوں
جو سچ پوچھو تو مرنے پر نہیں والا کم نکلتا ہے

۳۰۳ ولہ ۳۰

کہو تو انجم تجھے ہوا کیا ہے
دل لگا کے نیسے مدعا کیا ہے

حال اُلفت سے ہم نہین واقف
ابتدا کیا ہے انتہا کیا ہے

عمر کو کاٹتا ہے تو دم مین
تیرے آگے مرا گلا کیا ہے

حسرت و یاس و کرب و بیتابی
ایک اُلفت مین لطف کیا کیا ہے

تیری زلفین ہین اک بلائے بد
اِنکے آگے بھلا بلا کیا ہے

گر نہین پھر دل یہ دام فریب
پھر تری کاکل رسا کیا ہے

نہ گیا اُسکے کان تک نالہ
کوئی بتلاؤ تو رسا کیا ہے

حشر ہوتا نہین قیامت ہے
میرے مرنے پہ اُٹھ رہا کیا ہے

ظلم سے ہاتھ کیون اُٹھاتے ہو
جان جانی نہین اب رہا کیا ہے

کیون ہون منت کش خلایق ہم
جب خدا ہے تو ناخدا کیا ہے

جان دینے پہ آئے عزرائیل
کوئی پوچھو تو اب دھرا کیا ہے

تم کشیدہ جو مجھسے رہتے ہو
تو یہ آنکھون مین پھر رہا کیا ہے

وصل مین تم جو کرتے ہو تکرار
اور پھر میری التجا کیا ہے

حال تقدیر کچھ نہین کھلتا | اے خدا تونے لکھدیا کیا ہے
جان لینے کو بس ہین وہ نظرین | موت کیا چیز ہے قضا کیا ہے
ہم تو کرتے ہین شکوۂ تقدیر | آپکے جور کا گلا کیا ہے
خلش ناوک نگہ کا تری | کس زبانسے کہون مزا کیا ہے
بات سیدھی بھی تم نہین کرتے | یہ تو بتلاؤ عندیہ کیا ہے
دلکو پہلو مین کیون قرار نہین | یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے
آپنے خود اُٹھا لیا دل کو | اسمین صاحب مری خطا کیا ہے
نہین بھرنیکا جی ستم سے ترے | او ستم کیش سوچتا کیا ہے
تمکو دلدیکے مول لین ہم غم | یہ تو بتلاؤ فائدہ کیا ہے
دل لگانا اگر نہین اچھا | ناصحا یہ بتا بُرا کیا ہے
ہاتھ مجھسے اُٹھا ارے ظالم | تجھکو پابندیِ وفا کیا ہے
ہم تو قائل قصور کے ہین مگر | چاہنے کے لیے سزا کیا ہے
بے پڑھے خط کے آگیا غصہ | دیکھ تو لیجیے لکھا کیا ہے
جان دیکر ابھی بتا دین ہم | بیوفا پوچھ تو وفا کیا ہے
پردہ داری ہے باعث شہرت | پردہ در پھر تجھے حیا کیا ہے
وہ تو بکتا ہے دہر ہے یارو | اس جفاجو کا پوچھنا کیا ہے
نہ کھلا حال دل غزل سے تری | آسمان تونے یہ بکا کیا ہے

دل دینے مین آپ سکو ہمین کچھ ڈر تو نہین ہے
ہمدم یہ بتا دے وہ ستمگر تو نہین ہے

او باد صبا خاک ہوا جسکے لیے مین
وہ یار مرا مجھسے مکدر تو نہین ہے

اٹھ اٹھکے بھلا کس لیے آنکھون پہ قدم لون
قاصد ہے ترا میرا پیمبر تو نہین ہے

کیون بوسے کے لینے مین مجھے جان کا ڈر ہو
ابرو ہے تمھارا کوئی خنجر تو نہین ہے

نالے مرے دکھلائینگے تاثیر کسی روز
دل رکھتے ہو صاحب کوئی پتھر تو نہین ہے

کہتا ہے جو تو تیغ پڑے تجھپہ علی کی
عاشق ترا جبریل کا شہپر تو نہین ہے

رہ رہکے اسے آپ جو پھڑ کاتے ہین ہر بار
صاحب یہ مرا دل ہے کبوتر تو نہین ہے

ضد ہے انھین لینے کی تو لے لین وہ خوشی سے
دل ہی تو ہے کچھ میرا مقدر تو نہین ہے

لڑتے ہی نگاہونکے اتر جاتی ہے دلمین
ظالم یہ نظر بھی تری نشتر تو نہین ہے

پھرتی ہے جو کاندھے پہ لیئے خاک ہماری
او باد صبا کچھ تجھے دوبھر تو نہین ہے

اغیار کو جینے پہ مرے رشک ہے ناحق
ساعت کوئی مرنیکی مقرر تو نہین ہے

بیجرم و خطا کاٹتا ہے سر کو ہمارے
قاتل یہ کوئی لفظ مکرر تو نہین ہے

دلمین جو مرے آتا ہے آنکھونسے مری آ
اتنا تو مگر دیکھ لے ٹھوکر تو نہین ہے

بے تیرے ستمگر جو اسے کل نہین پڑتی
دل تیری جفا کا کہین خوگر تو نہین ہے

تو کاٹ کے سر سیر ہوا آپ سبکدوش
قاتل ترا احسان مرے سر پر تو نہین ہے

رونیسے مرے آپ جو گھبراتے ہین صاحب
آنسو ہین مرے کوئی سمندر تو نہین ہے

اک جرعۂ مے کے لیئے دل توڑ نہ میرا
ساقی یہ کوئی شیشہ و ساغر تو نہین ہے

۳۰۵ ۱۷

دل لے کے ہمارا جو لگا توڑنے ساقی
او توبہ شکن یہ کوئی ساغر تو نہین ہے

تم آئے تو کچھ درد سے مہلت تو نہین ہے
کچھ فرق ہے ان کل کی سی شدت تو نہین ہے

حیران ہے عبث تو مری ثابت قدمی پر
ہین پانوں مرے تیری طبیعت تو نہین ہے

آزردہ ہوئے آپ عبث سنکے مرا حال
اغیار کی کچھ اسمین شکایت تو نہین ہے

مین عبد ہون معبود ہے تو اے مرے غفار
تقصیر مری مانع رحمت تو نہین ہے

پتلی مین سمجھتا ہون جسے آنکھ کی اپنی
وہ یار کہین تیری ہی صورت تو نہین ہے

ششدر ہی وہ رہتا ہے ترے سامنے ہردم
آئینہ پہ چھائی ہوئی حیرت تو نہین ہے

اے عیسی تمھارا ابھی مسیحا ہے کوئی اور
کچھ تم مین جلا لینے کی قدرت تو نہین ہے

کیون گال پہ تل آپنے کاجل کا بنایا
کچھ عیب لگا لینے مین صنعت تو نہین ہے

دھڑکا سحر وصل کا لیتا ہے مری جان
یہ دغدغۂ صبح قیامت تو نہین ہے

کیون جان کے جانیکا مجھے رنج بلا ہو
مرنیسے مرے تجھکو ندامت تو نہین ہے

کیون ہٹ گئے اغیار مجھے دیکھکے آتے
منظور نظر آپکو خلوت تو نہین ہے

تو ہم سے تعلی کی عبث لیتا ہے قاصد
یہ نامہ بری کوئی نبوت تو نہین ہے

کیون آئے ہین اغیار تسلی مجھے دینے
ڈرتا ہون کہ میری شب فرقت تو نہین ہے

تشہیر جو کرتے ہین مری لاش کو صاحب
منظور کہین آپکو شہرت تو نہین ہے

ہم جان بھی دیتے ہین گر تم نہین دیتے
اک بوسہ بھی کوئی بڑی دولت تو نہین ہے

مخلوق کہا کرتی ہے جسکو شب معراج
یارب یہ کسی کی شب وصلت تو نہین ہے

۳۰۹

مشہور ہے ناحق ہی یہ خورشید جہانتاب
انجم ترے دلکی سی حرارت تو نہین ہے

۱۶

درد ہو تو دوا کرے کوئی — عشق گر ہو تو کیا کرے کوئی
ہے جو آنا تو اے اجل جلد آ — راہ کب تک تکا کرے کوئی
تم نہ مانو تو دلکو سمجھا لے — دل نہ مانے تو کیا کرے کوئی
وہ مسیحا نہ آئیگا اے دل — جان اپنی دیا کرے کوئی
تم جو دلمین رہو تو پھر ناحق — دربدر کیون پھرا کرے کوئی
کچھ کہانی نہین مرا قصہ — تم سنو اور کہا کرے کوئی
اپنی قسمت ہی کو برا کہیے — آپکا کیون گلا کرے کوئی
مجھپہ جو ہجر مین گذرتی ہے — اُس سے کہدے خدا کرے کوئی
دل تو تمکو دیا خدا کو جان — فیصلہ اور کیا کرے کوئی
کیون بگڑتے ہو گر کہا معشوق — تمکو کیا ہے کہا کرے کوئی
تم تو نظرون مین پھرتے رہتے ہو — دلمین کسطرح جا کرے کوئی
باوفا سے بھی نبلتے ہین — بیوفا سے وفا کرے کوئی
دکھ اُٹھانیکی حد بھی ہے ظالم — رنج کب تک سہا کرے کوئی
دلدہی بھی تجھے نہین آتی — جان کیونکر فدا کرے کوئی

آپکی چال توقیامت سے ہے | یون ہی کب تک تماشا کرے کوئی

۳۰۷

بت بھی انجم کہین ہوے ہین خدا
کہنے کو یون کہا کرے کوئی

۹

داور حشر کے انصاف سے ڈرنیوالے | تم سلامت رہو الزام کے دھرنیوالے
کون کہتا ہے کہ ہے راہ محبت مسدود | جان دیدے کے گذرتے ہین گذرنیوالے
تم جوانی پہ اگر بپھرو تو ہو سکتا ہے | ہم نہین اپنی محبت پہ بپھرنیوالے
میرے مرقد سے ہے وہ شوخ قیامت برپا | ہاتھ رکھ لیتے ہین کانون پہ گذرنیوالے
حشر مین کیسے گنہگار کہان اہل ثواب | جتنے ہین سب ہین ترے نام پہ مرنیوالے
کوئی موسیٰ نہین جو آے ہمین غش پرغش | ہم تو عاشق ہین ترے نام پہ مرنیوالے
چاہے جنت مین بھیجے جائین کہ دوزخ مین حضور | ہم بہر حال ہین دم آپکا بھرنیوالے
واہ رے میرے مقدر کہ عداوت سے مری | چڑھ گئے نظرون پہ نظرون سے اترنیوالے

۳۰۸

بحر عصیان مین ہوے غرق تم ایسے انجم
غیر تائید علی کب ہو ابھرنے والے

۸

دکھاتا ہے مرا دل بے الف رے | ہوا ہون رنج سے مین بے الف رے
اڑائین دھجیان بھی تو نے لیکن | چھٹا دامن نہ تجھسے نے الف رے
گریبان گیر ہے یہ جوش وحشت | نہ رکھا نام کو بھی تے الف رے
خوشی سے کاٹ لے قاتل مرا سر | ہوا ہے اب تو مجھکو بے الف رے

نگاہوں کو کہوں کیونکر نہ برچھی
کہ سینے سے ہوئی ہیں پار الف رے

الٰہی نے الف رے تو ہوا ہوں
پہ چشم غیر میں ہوں نے الف رے

لیا ہے دل تمہارا اسنے انجم
کرے آنکھیں وہ کیونکر چار الف رے

۳۰۹

تصور گلرخون کا آسمان کیون
گلے کا ہو گیا ہے ہے الف رے

۱۱

بتا تو دل کے بچانیکی کوئی راہ بھی ہے
تری نگاہ کی ناوک فگن پناہ بھی ہے

سزا کے واسطے اقرار بھی گناہ بھی ہے
اور ایک تم سا کوئی دوسرا گواہ بھی ہے

خدا کا گھر بھی ہے دلمین بتونکی بیاہ بھی ہے
صنم کدہ بھی ہے دل اپنا خانقاہ بھی ہے

عجیب حال ہے دنیا پرست لوگونکا
معاد کا بھی خیال اور فکر جاہ بھی ہے

الٰہی خضر کہوں عشق کو کہ غول طریق
کہ راہ بر بھی یہ ہے اور سد راہ بھی ہے

اُسی پہ مرتے ہین ہم اور اُسیکو چاہتے ہین
وہی ہے عالم و دانا وہی گواہ بھی ہے

گلے سے آکے لپٹ جا خدا کو مان او بت
ہے آج تجھپہ بھی جوبن عروج ماہ بھی ہے

مراد تجھسے نہ مانگون تو کس سے مانگون مین
تمگر گدا ترے در کا گدا بھی شاہ بھی ہے

اگرچہ دلسے ہون بندہ بتونکا مین لیکن
زبان پہ کلمۂ تحریم لا الٰہ بھی ہے

گناہ بخشدے انجم کے اے رحیم و کریم
کہ پرگناہ بھی ہے اور عذر خواہ بھی ہے

۳۱۰

دکھائیگا کسے محشر مین اپنا منھ انجم
سیاہ کار بھی ہے اور روسیاہ بھی ہے

۷

کسطرح دیکھینگے انکو بیحجاب آتے ہوے
خواب مین بھی وہ اگر آتے تو شرماتے ہوے

آپکے ثابت قدم کی بندھ چلی ہے وہ ہوا
کوہ بھی اُڑتے ہین مثل کاہ تھراتے ہوے

حال دلکا کیا کہے تجھسے ترا دل سوختہ
پھول کو بھی دیر کچھ لگتی ہے کمھلاتے ہوے

کیا قیامت کر گئے ایجان جان جاتے ہوے
سانس بھی رکنے لگی سینے مین آتے ہوے

کشتۂ ابرو دل انجم دیکھیے کب ہو بری
عمر گذری یان چھری آنکھون سے سہلاتے ہوے

کچھ نہین معلوم ہوتا دلکی الجھن کا سبب
کسکو دیکھا تھا الٰہی بال سلجھاتے ہوے

٣١١
جان سے تو یہ کہ نادم ہین خطا پر اپنی ہم
ہاتھ جوڑے تیرے آگے آئے تھراتے ہوے
٧

مثال چرخ رہا آسمان تو سرگردان
پر آج تک نہ کھلا یہ کہ جستجو کیا ہے

یہان تو کام تمنا ہی مین تمام ہوا
مگر انھون نے نہ پوچھا کہ آرزو کیا ہے

یہ بحث کثرت و وحدت کی ہمسے کیون واعظ
ہماری آنکھون سے تو دیکھ چار سو کیا ہے

کوئی تو چاہیے رخنہ امیدواری کو
برائے چاک جگر حاجت رفو کیا ہے

مثل جہان نہین ہے مشتے نمونہ از خروار
جو ہٹ دھرم نہین تم ہو تو ہٹکی خو کیا ہے

گواہ ہین یہ تری بہکی بہکی باتون کے
یہ جام کیا ہے یہ مے کیا ہے یہ سبو کیا ہے

٣١٢
تمھارے دانت نہین ہیرے کی ہین یہ کنیان
تمھارے سامنے موتی کی آبرو کیا ہے
٦

اُڑینگے ہوش ساقی کے شراب نابکی صورت
الٰہی خیر بادا ذکر نوشا نوش ہوتا ہے

جو ہوئے صاحب دل وہ فدیے فصل بہار سے
یہاں نہین خزان مین بھی جنون کا جوش ہوتا ہے

اُسے کہتے ہین خود مطلب اُسے ہشیار کہتے ہین
ہمارا سا جو کوئی خود غرض مدہوش ہوتا ہے

یہ ہمسے پردے کا باعث یہ چھپنا بے سبب کیسا
چرایا ہے ہمارا دل جبھی روپوش ہوتا ہے

ہمارے قتل پر کیا جانے کب تلوار کھینچو گے
جو سر گردن پہ بھاری ہو تو بار دوش ہوتا ہے

۳۱۳ — ۷

گنا ہونگا ہمارے حال ابتک کبکا کھل جاتا
مگر ستّار کا دامن بھی پردہ پوش ہوتا ہے

ہمارے خواب مین آیا نہ کیجے
یہ در پردہ ستم ڈھایا نہ کیجے

حجاب آلودہ آنکھین ہین قیامت
خدارا ہم سے شرمایا نہ کیجے

ہمارے دلکی بڑھجاتی ہے اُلجھن
یہ بکھرے بال سلجھایا نہ کیجے

دکھاکر عارض تابان کا جلوہ
لگی کو دل کی بھڑکایا نہ کیجے

اگر آنا نہین منظور صاحب
تو پھر وعدہ بھی فرمایا نہ کیجے

نہ کیجے آسمان اظہار الفت
اگر قابو مین دل پایا نہ کیجے

۳۱۴ — ۷

سبھی معشوق انجم بیوفا ہین
محبت کرکے پچھتایا نہ کیجے

سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے
زبان پہ آیۂ رب الفلق ابھی سے ہے

چھڑایا خون جو دامن سے کیا ہوا قاتل
دلیل خون شہیدان شفق ابھی سے ہے

الٰہی کیا مرے نالے کرینگے حشر بپا
کہ زلزلے مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

سنا تھا حشر کی گرمی آفتاب کا حال
یہان تو آتا عرق پر عرق ابھی سے ہے
سنا ہے آکے وہ حسرت نکالینگے دلکی
الٰہی خیر کلیجہ تو شق ابھی سے ہے
حساب لینگے وہ روز حساب لیکن یان
کتاب عقل کا الٹا ورق ابھی سے ہے

۳۱۵ ۷

یہ کیسی روز جزا پر اٹھا رکھی بخشش
گناہگار ترا مستحق ابھی سے ہے

اسی امید پہ دیدون کو فرش راہ کیا
جو آپ آتے تو آنکھون پہ ہم قدم لیتے
الٰہی نخل محبت جو بار ور ہوتا
کبھی تو سایہ مین اُسکے ٹھہ کے دم لیتے
ہماری خاک کو ناحق ابھی کیا برباد
نسیم تخم محبت ذرا تو جم لیتے
ابھی سے آپنے جانیکا کر دیا سامان
ہمارے دیدۂ گریان ذرا تو تھم لیتے
سمجھ لیے ہین کہ ہے جان دینا کفارہ
کہ اپنے ملنے کی ہمسے وہ ہین قسم لیتے
یہ نام لوح پہ کس بیقرار کا ہوگا
فرشتے کانپتے ہین ہاتھ مین قلم لیتے

۳۱۶ ۹

ہم ایک کو وہ ہین عہد وفا سے کب ٹلتے
ہزار سینے پہ رنج و غم و الم لیتے

اس سفلہ روزگار مین آنکھین کھلی ہوئی
رہتین تو تھین شمار مین آنکھین کھلی ہوئی
آنکھو پہ ہاتھ رکھکے مجھے ذبح کیجیے
یہ ظلم اور چار مین آنکھین کھلی ہوئی
دو دن کی یہ جوانی ہے دو دن کا یہ شباب
رکھو حسن مستعار مین آنکھین کھلی ہوئی
سونے مین بھی انھین کا بندھا رہتا ہے خیال
رہتی ہین انتظار مین آنکھین کھلی ہوئی

آنکھون کے بند ہونے پہ بھی ہے وہی خیال
تھین موسم بہار مین آنکھین کھلی ہوئی

سنتے ہین بعد مرگ وہ بالین پہ آئینگے
یارب رہین مزار مین آنکھین کھلی ہوئی

اللہ ری احتیاط چُرانے لگے وہ آنکھ
دیکھین جو انتظار مین آنکھین کھلی ہوئی

کیف اسکو کہتے ہین کہ نہ مانی سے کھنچ سکین
تصویر بادہ خوار مین آنکھین کھلی ہوئی

۳۱۷ ۱۸

بھایا نہ پھوٹی آنکھون سے کوئی ترے سوا
حالانکہ تھین ہزار مین آنکھین کھلی ہوئی

جو بیدرد ہے اُسپہ شیدا ہوا ہے
ارے آسمان یہ تجھے کیا ہوا ہے

جو عاشق نہ سمجھو تو اتنا تو سمجھو
تمھارے لیے کوئی رسوا ہوا ہے

کرشمے بتون کے جچین کیا نظر مین
تماشا خدائی کا دیکھا ہوا ہے

جسے چاہیے کہنا قتّال عالم
وہ مشہور رشکِ مسیحا ہوا ہے

جو چاہے تجھے پھر وہ پوچھے تو نکو
خدا جانے کیا دل مین سمجھا ہوا ہے

مجھے تو نہین خون کا اپنے دعوی
یہ کس واسطے حشر برپا ہوا ہے

کلیجے مین کیا جانے کیون درد اُٹھا
ابھی تو وہ پہلو مین بیٹھا ہوا ہے

وہ خنجر کو اب کیون نہین آزماتے
کہ یان سر ہتیلی پہ رکھا ہوا ہے

جو آنا ہے آ میرے رشکِ مسیحا
دم اُٹکا کے ہونٹھون پہ آیا ہوا ہے

حکایات قلب حزین کیا سناؤن
یہ دفتر کا دفتر ہی اُلٹا ہوا ہے

مین اپنے ترپنے پہ سو جان سے صدقے
کہ دل اُس ستمگر کا بہلا ہوا ہے

۱۱

یہ بیہوشی ہے ہوشیاری سے بہتر
ترا ہاتھ سینے پہ رکھا ہوا ہے

جہنم سے عاشق کو کیا بحث واعظ
کہ یہ تو بتون کا جلایا ہوا ہے

حنا ان کے پیرونین آیا ہوا ہے
وہ کچھ اور ہی رنگ لایا ہوا ہے

اُٹھائین جفاؤن سے وہ ہاتھ کیونکر
محبت ہی سے ہاتھ اُٹھایا ہوا ہے

گذر جائے فصل بہاری تو جانین
کہ سودا مرا حد سے گذرا ہوا ہے

شب وصل مین دل نہ دھڑکے تو کیا ہو
سحر کا تو پہلے ہی دھڑکا ہوا ہے

٣١٨ ٦

یہ عظمت ملی بت پرستی مین انجم
خدا کی نظر مین سمایا ہوا ہے

ہم نے مانا کہ ہزارون ہین تمہارے شیدا
چاہنے والا کوئی ہمسا مگر ہو تو سہی

دیکھ لینگے تری عیاری و بے پروائی
جذب نالون مین محبت مین اثر ہو تو سہی

جوشِ دل عقدہ کشائے شبِ فرقت ہوگا
اے جنون چاک گریبان سحر ہو تو سہی

دیکھ لونگا تجھے او ماہ شب چاردہم
میرے پہلو مین مرا رشک قمر ہو تو سہی

مدعا اور ہے یان مشرق و مغرب سے کیا
روے خورشید جہانتاب ادھر ہو تو سہی

٣١٩ ٩

تو تو رہتا ہے سدا دلمین یہ گاہے گاہے
ہم بھی آ نکلینگے دلمین ترے گھر ہو تو سہی

نکہت صبا تمہاری کبھی لائی بھی نہ تھی
الفت کی بو تو ہم نے کبھی پائی بھی نہ تھی

کیون آپ میرے دل کو جلاتے ہین بے سبب
اسمین تو کچھ حضور کی رسوائی بھی نہ تھی

کیا جانے میرا آپ پہ دل آیا کس طرح
مجھکو تو شکل آپنے دکھلائی بھی نہ تھی

بسمل کو اپنے دیکھ کے تو کیون پھڑک گیا
دلکی تڑپ تو رنگ ابھی لائی بھی نہ تھی

توڑا جو تو نے دل مرا کیا تجھکو پھل ملا
دلکی کلی صبا ابھی مرجھائی بھی نہ تھی

کیونکر یقین لاؤن کہ تم نے کیا تھا یاد
ہچکی تو مجھکو کوئی کبھی آئی بھی نہ تھی

بکھر چلی تیری زلفوں سے ایسی تو کچھ صبا
دیوانی بھی نہ تھی کوئی سودائی بھی نہ تھی

قاصد کے ہاتھ پہونچنے سے مرتے ہین کیون جلد
اُسنے ابھی خبر کوئی پہونچائی بھی نہ تھی

۳۲۰

جب آپ اُٹھ کھڑے ہوے جانیکے واسطے
ہم نے پلک تلک ابھی جھپکائی بھی نہ تھی

۷

خود بخود عشاق بے مارے ترے مرجاتے ہین
کیا ہے جلاد فلک سفاک تیرے سامنے

تیری ادنی بات مین بھی کاٹ ہے تلوار کا
کون آوے اُوبت بیباک تیرے سامنے

تیری چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا
کیا ہے ظالم گردش افلاک تیرے سامنے

تو نے پہلے ہی جلا کر خاک کر ڈالا مجھے
اب کہون مین حال دل کیا خاک تیرے سامنے

دل کی بیتابی سے آتا اور بھی دم ناک مین

شرح غم کرتا جو مین غمناک تیرے سامنے
ماہِ نو سے تیرے ابرو کو اگر تشبیہ دون
وہ بھی ہو اک مصرع کاواک تیرے سامنے

۳۲۱
چاک ہو جائے گا تیرا دامن صبر و قرار
آؤنگا مین جب گریبان چاک تیرے سامنے
۲

جان عاشق ہجر مین گھبرا گئی
غم کی بدلی میرے دل پر چھا گئی
کس پری رو پر طبیعت آگئی
کونسی تھی وہ ادا جو بھا گئی
میرے دلکا حال کچھ پوچھو نہ تم
اک کلی تھی پھول کی مرجھا گئی

۳۲۲
سامنے تیرے نہ نکلی میری جان
پہلی پہلی بات تھی شرما گئی
۲

تم جو ایجان نہین آتے جاتے
دلمین ارمان ہین سماتے جاتے
آنکھ ہم سے نہ لگائی نہ سہی
ایک برچھی ہی لگاتے جاتے

ولہ تاریخ

دوش انجم زپیر فرزانہ
گفت اے مرد زیرک و دانہ
شرح احباب و اقربا فرما
گفت ہرکس زخویش بیگانہ
گفتم این عیش و عشرت دنیا
گفت خواب و خیال و افسانہ ۱۹۰۳

دیگر تاریخ

زعقل وز فہم وز ادراک رونے
زدولت ز دینار ز عمر دو روزہ
بہ انجم پس از غور و فکر و تامل

نمودہ سوالے سوالے سوالے
چہ باشد مآلے مآلے مآلے
بگفتا خیالے خیالے خیالے ۱۹۵۴

دیگر تاریخ

آسمان روزے زعقل و فہم خود کردہ خطاب
چیست حال زندگانی واے گفتہ در جواب
این حیات چند روزہ ہست مانند حباب
بادتاکے ۵۸۴ بادتاکے ۴۲۸ بادتاکے ۴۲۸ فرش آب ۴۲۸

۱۳۱۴

مجموعہ ۱۸۹۶ء

تقریظ از نتائج افکار جناب سید یوسف علی صاحب کاہش لکھنوی حال مقیم بکسر ضلع آرہ

تصرف در مزاج عالم از فیض سخن دارم
چراغی کردہ ام روشن کہ در ہر انجمن دارم

حمد و سپاس بیقیاس اُس فصیح بلیغ البیان کو ہی جو ناظم کلیات ہی جسنے صرف ایک لفظ کن سے مسدس زمین و سبع افلاک معشر عقول مثلث ارواح مخمس حواس رباعی عناصر کو ساتھ ایسی صنعت عجیب و غریب کے پیدا کیا جسکا معما آجتک کسی حکیم و فلسفی کی سمجھ مین ہزار کوشش بلیغ کرنے پر بھی نہ آیا تمہ چرخ برین کو بدیدۂ رفعت و بچشم بصیرت دیکھے تو ضرور کہیگا کہ اسکو باین رفعت و سعت باوصف اس فاصلۂ کبیر بی بے ستون کیونکر استاد کیا مطلع کونین مین وہ وہ مضامین حکمیہ و فلسفیہ نظم فرماے کہ جنکا ایک نقطہ بھی کسی زمانہ مین کسی شاعر نازک خیال و دبیر عدیم المثال کے ذہن رسا مین نہ آیا سبکا قافیہ تنگ ہی ہر دانشمند اہل شعور اُسکے عجائب و غرائب کرشمۂ قدرت کو دیکھکر دنگ ہی گویا گونگے کا خواب ہی ہر ایک لاجواب ہی سخن پر تاثیر کی شُہرت اور زینت نعت اُس شہنشاہ بیت نبوت کی ہی کہ جو اس بیت دارین کا وہ مصرعہ برجستہ ہی کہ جسکا ثانی مثل ذات معبود ہاتھ آنا غیر ممکن الوجود ہی ہم کیا ہماری تعریف کیا اُس اشرف کائنات حبیب خدا ختم رسل سید المرسلین کی صفت و ثنا قرآن مجید فرقان حمید مین موجود ہی۔ انک لعلی خلق عظیم آپ ارشاد معبود ہی

وہ ہزار ہزار تعریف سخن منقبت آمیں مطلع دیوان خلافت کو ہے جو مصرعۂ ثانی بیت خدا کا لاثانی ہے جسکے ثبوت شرافت وفضیلت میں یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ فرمان سبحانی ہے سے علی و نبی ہر دو نسبت بہم چو دو تا ہو گی چون زبان قلم امابعد نابلد راہ سخندانی خاک بیابان نادانی تراب خدام شعرائے صاحب فہم و دانش سید یوسف علی کاہش خدمت جوہریان بازار معانی وسخن سنجان دار العیار سخندانی میں عرض پرداز و گذارش طراز ہے کہ اندنون ایک معشوق شوخ چنچل اچپل رشک معشوقان فرخار و چگل سراپا ناز ہے جسکے حسن کی تعریف محض فضول و بیکار ہے زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر بانازو ادا عنقریب رونما ہونے والا ہے لاریب عجیب نے ادا فریب دلدار ہے کہ جسکا ثانی مرقع ذہن و خیال شعرائے باکمال میں دشوار ہے آجتک ایسا دلبر ہوش ربا ہمنے تو کیا کسی نے بھی نہ دیکھا نہ سنا بلکہ پیر فلک بھی باین پیرانہ سالی بدیدۂ مہر و ماہ نظر غور سے دیکھتا ہے اور اُسکے لاثانی ہونیکا دم بھرتا ہے خورشید رخسار گلرو طرحدار مست مخمور نشہ مین چور حور پیکر جادو نظر دل فریب غارتگر شکیب برق وش ماہ لقا مہر سیما حسن کی صورت نور کی مورت نازنین مہجبین جوانی کی امنگ شراب کی ترنگ غنچہ دہن یاسمین بدن خروش آفت خیزی جوش بلا انگیزی دل آرام نازک اندام غیرت آفتاب حاضر جواب شاہد سخن کا سرتاج شوخ مزاج سرو قامت معدن الفت دریائے محبت بحر لطافت عشوہ گر نازک کمر حشر رفتار گلشن خوب صورتی کی تازہ بہار تند خو عربدہ جو رشک پری غیرت حور سرمست بادۂ غرور یوسف جمال آئینہ

تمثال

تمثال یاقوت لب گہر دندان آہو چشم ابرو کمان ؎ مرا چشمی ست خون افشان ز چشم
آن کمان ابرو * جہان پر فتنہ می بینم ازان چشم وازان ابرو * عضو عضو مین چلبلاپن
بھرا ہی ہر ادا سے جوبن ٹپکا پڑتا ہی بی مثالی کی خود نظیر ہی دل عاشق اسکا اسیر ہی ؎
ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم * کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا این جا ست * یہ کون محبوب
دل نواز سراپا ناز ہی جسکی تعریف مین یہ تحریر بلا تشبیہ صورت اعجاز ہی نام اُس غارتگر کشور
دل کا کیا ہی کانون نے ابھی نہین سنا ہی خنجر عشق اگر مین اُسکو کہون تو بجا ہی یہ دیوان اُس
۱۳۲۴ھ
آفتاب سخندانی و پادشاہ اقلیم معانی کا ہی جسکی شان و شوکت و بلاغت و فصاحت کی شہرت
ملک سخن مین مدت سے ہی وہ کون سیاح بحر عروض دانی سیاح جہان نکتہ رانی سخنور بیمثال
شاعر باکمال غیرت فردوسی و انوری و خاقانی فخر شعرای ماضی و حال رشک سعدی شیرازی
خلاق معانی عدیم المثال رنگین طبع نازک خیال بلبل گلشن خوش بیانی عندلیب حدیقہ
الفاظ معانی مطلع قصیدہ سخنوری مقطع صحیفہ نکتہ پروری مجموعہ سخندانی سرنامہ معانی نقطہ
دائرۂ نثر پردازی دائرۂ نقطۂ نظم طرازی شمع شبستان بلاغت نیر مضامین فصاحت معلی القاب
قدر قدرت عالی مرتبت سکندر حشم فریدون خدم خلیل کعبۂ دل برجیس منزل اریکہ آرای
حشمت و اقبال مسند پیرای ابہت و اجلال فلک بارگاہ پرنس آسمان جاہ بہادر تخلص
بہ انجم دام اقبالہ خلف سلطان محمد واجد علی شاہ مرحوم مغفور خلد آشیان بادشاہ اودھ
جنکے کلام بلیغ کے طالب قدردان عالی فطرت و شعرای بلند طبیعت مین فی الحقیقت
یہ دیوان لطافت عنوان مرغوب جہان ہی ہر بیت بسان ابروی خوبرویان ہر مصرع

برنگ مصرعۂ قامت خوشخطان ہو سواد حروف سرمۂ چشم سیاہ چشمان ہو بیاض سطور پر زیور بیاض گردن خوبان کا گمان گذرتا ہو یا کہکشان فلک و حسینونکی مانگ کا شبہہ کیا جاے تو بجا ہو سے نقش مسطر پہو اسطرح سے لفظونکی نشست + بیٹھے ہون نگینے گاتے ہوے جسطرح حسین + الفاظ مفرد و مرکب سے ہجر و وصل کی صورت پیدا ہے گویا ہر جگہ پر عاشق و معشوق کا نقشا کھینچا ہو ہر نقطہ مانند خال خوب رویان نقطۂ انتخاب ہو جو دائرہ ہو مثال دائرۂ چہرۂ شاہدان نایاب غیرت بدر رشک دہ آفتاب ہو جو غزل ہو ہر عیب سے پاک بے نظیر جو مضمون ہو با اثر پر تاثیر ہو ہر بیت مثال ابروے معشوق شوخ و تنگ ہو دیوان ہمتائی مین فرد ہر شعر مین نیا رنگ و ڈھنگ ہو صدہا دیوان دیکھے ہزارون شعر سنے مگر اسکی ترکیبین جدید و مضمون نفیس رعایت لفظی بلند پروازیان سنے تو ہوش جاتے رہے خاموش ہو گئے دیوان کا ہر شعر پورے سانچون ڈھلا پایا سچے کانٹون تلا پایا بیساختہ یہ شعر زبان پر آیا سے ترے کلام کی انجم مین کیا کرون تعریف + اسی سے چپ ہون کہ گویا زبان دہن مین نہین —

قطعات تاریخ طبع دیوان سخنور عدیم المثال فخر شعراے ماضی و حال حضور پرنور شہزادہ مرزا آسمان جاہ بہادر ادام اللہ اقبالہم المتخلص بہ انجم

قطعات تاریخ چکیدۂ خامۂ شاعر یکتا ماہر رموز نہفتہ جناب قاضی محمد علیم الدین
صاحب علیم سررشتہ دار محکمۂ پنچایت رزیڈنسی جے پور

وصف این دیوان چہ بنویسم علیم | ہست خوب و نادر و نغز و ملیح
کلک من تاریخ ہجری بہر طبع | زور رقم منظومۂ انجم فصیح
۱۳۲۲ھ

ایضاً

چاپ شد چون بفضل ایزد پاک | این کتاب مسرت افزائے
گو بہجری علیم تاریخش | سخن بے مثال زیبائے
۱۳۲۲ھ

ایضاً در عیسوی

چون بہ الطاف ایزد این دیوان | طبع شد بہر فرحت مردم
بمسیحی علیم گفتم سال | سخن نغز جلوۂ انجم
۱۹۰۵ع

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیما جناب منشی کھنولال صاحب تائب سرفرازی
یافتۂ سلطان دکن از لکھنو

دید سے اسکی نہ ہر ایک ہو کیوں مالامال | شعر ہیں سلک گہر نقطہ ہر اک دُردانہ
طبع کا سال بدیہہ یہ لکھا تائب نے | کہ ہے شہزادۂ انجم کا جواہرخانہ
۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از فکر فصیح زمان وحید دوران رشک سحبان و حسان محاورہ دان سیف زبان
سحر بیان کرم فرمائے نیازمندان منشی محمد نورخان سلمہ الرحمان از جاوڑہ ملک مالوہ

بندش بھی دلاویز ہے انداز بھی دلکش | نیرنگی مضمون بھی اور سیف زبان بھی

ہر لفظ مین اعجاز ہی = ہر شعر مین جادو — قربان ہوے جاتے ہین لہاسے تبان بھی
دل باختہ بیساختہ سن لے جو روانی — کوگو کہے ہر فاختہ سرو روان بھی
یہ نظم ہی وہ نظم فلک رتبہ کہ انجم — ہی عقد ثریا بھی فدا کاہکشان بھی
یان رنگ نزاکت ہی تو وان شور فصاحت — بیمہری گل ننگ ہی بلبل کی فغان بھی
جائیگی نہ یہ بادہ بہاری کی فضائین — ہو باغ سخن نور اگر وقف خزان بھی
۶۴۲

سال انکے یہ دیوان کا ہی جو جان سخن سے
۱۱۴۱
خلاق معانی بھی ہین الہام بیان بھی
۱۹۰۵ء

دیگر

بہشت فکر تاریخ و اعداد مین — یہ ہنگامہ ہی جنگ ہی رزم ہی
پرنس آسمان جاہ نازک خیال — تخلص یہ انجم اولوالعزم ہی

کہو طبع دیوان کا نور سال
بہار سخن رونق بزم = ہی
۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ از فکر رفیع الدرجات جامع الکمالات بدیع النکات ملیح الصفات پنڈت شیو راج ناتھ صاحب عاشق تریزرر مقیم الوٹ علاقہ دیواس ملک مالوہ

خدا سے جلوہ دیوان انجم — زا اوج آسمان عقد ثریا
متاع نقد جان عشقبازان — نثار و والہ و مفتون و شیدا
بہار رنگ اشعار شگفتہ — پسند عالم و مرغوب دلہا

نزاکت شوکت الفاظ و بندشش
زبان شوخی رعایت استعارا

اگر ای کلک نو بر خود بنازی
ترا لاریب ناز و فخر زیبا

زگوہر بار آب و تاب شعرش
مضامین ہچو اندر کوزہ دریا

زعاشق گفت گلہم بہر طبعش
فضائے بوستان شوق افزا

۱۹۰۵ء

قطعہ تاریخ چکیدہ کلک سخنور جناب محمد یوسف صاحب خضر سہارنپوری

جناب آسمان جاہ کی فکر سے
سلامت رکھے اُن کو رب قدیر

جو دیوان انجم نے پایا ظہور
اشاعت ہوئی مثل ماہ منیر

ہوا شتہر اسکے چھپنے کے ساتھ
کہ قطعات درکار ہین دراخیر

پئے یادگاری تاریخ طبع
بہت کچھ کہینگے صغیر و کبیر

مگر کہہ چکا خضر روز ازل
یہ دیوان ہو آپ اپنی نظیر

۱۳۲۳ھ

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر عالی خاندان والا دودمان زبدۂ ارباب سخن قدوۂ شاعران زمن جناب سید محمد جلال الدین صاحب حسن خلف شاعر پاکیزہ کلام مولانا سید محمد نظام الدین صاحب نظام مصنف عقل و شعور و آفرینش عالم وغیرہ زجاودرہ ملک مالوہ

یہ دلکش و جانفزا ترانہ فسون و اعجاز کا خزانہ
کہ جسکی تاثیر مین زمانہ جناب انجم کا ہو وہ دیوان

خیال نازک مقال رنگین نشاط افزا بہار آگین
وفائے بلبل جفائے گلچین گئے بگلشن سے گئے بدامان
خدنگ مژگان کی چارہ سازی جنون واغیار و عشقبازی
وصال وہجران وبے نیازی شراب وگلزار و عہد و پیمان
کلام انجم بہ انجمن خوش فروزش شمع در لگن خوش
ہزار پروانہ ہمچو من خوش نثار و وارفتہ از دل و جان
چو ماہ برج فصاحت آمد چو مہر چرخ بلاغت آمد
بجلوہ آمد بطلعت آمد چہ ماہ انور چہ مہر تابان
وہ موسی طور خوش کلامی نظیر آتش مثال جامی
سخنوروں میں ہیں جو کہ نامی تخلص انجم پرنس ذیشان
سخن کا وہ بحر ہی سکندر ہی اور ہی خضر جسکا رہبر
نہ چشمہ سلسبیل و کوثر نہ آب زمزم نہ آب حیوان
مشام جان جس سے ہو معنبر مکان تن جس سے ہو منور
دماغ دل جس سے ہو معطر یہی گلستان و سنبلستان

سروش انجم کے شعر سنکر سیح نظمی ہیں مدح گستر
کہ آسمان سے ہوں اس سخن پر گہر فشان انجم درخشان

۱۹۰۵

دیگر

کسیکے سینے مین درد اور سوزش | کسیکے لب پہ فریاد و فغان ہی
کسیکی روح پر فرقت کا صدمہ | کسیکی آنکھ سے آنسو روان ہی
کہین ہی الوداع عقل و دانش | کسیکی رخصت تاب و توان ہی
کوئی تیغ تغافل سے کسی کی | حزین مجروح مضطر نیمجان ہی
کوئی ہی ڈوبنے کو بحر غم مین | بھنور مین کشتی عمر روان ہی
کسی کا نزع مین رو کر یہ کہنا | خبر لے راحت جان تو کہان ہی
بلا ے بد ہی گیسو کا تصور | شب تاریک یا قید گران ہی
خیال روے تابان قہر محشر | کلیجہ جسکی گرمی سے طپان ہی
مصیبت وہ کہ دل ہی دل مین رونا | نہ شیون ہی نہ چشم خون چکان ہی
پسینا بھی ہی غش بھی ہچکیان بھی | دم وصل خدا سے دو جہان ہی
وہ آتش سرد ہی جسمین ہین شعلے | وہ جلنا خاک ہی جسمین دھوان ہی
علاج اندفاع تلخ کامی | مذاق بوسۂ شکر لبان ہی
یہ ای عشق مجازی و حقیقی | ترا افسانہ تیری داستان ہی
طبیعت این ہمہ آوردہ تست | کہ گھبرا کے دل جینے سے بیزار ہی
لہذا از پئے تفریح و تسکین | یہی تدبیر تاریخی بیان ہی
دل عشاق سے کہدو یہ نظمی | کلام انجم شیرین بیان = ہی

۱۳۲۴ھ

قطعات تاریخ از فکر عالی منزلت والا مرتبت بلبل فصاحت گلبن بلاغت جناب فیاض احمد صاحب فاروقی المتخلص بہ فیاض مقیم جودھپور شاگرد حضرت فصیح الملک بہادر داغ مرحوم

بحمد اللہ چھپا دیوانِ انجم
زمانہ پر کھلی شانِ سخن اب
بھرے ہین اسمین دُر ہائے مضامین
حقیقت مین یہ ہے کانِ سخن اب
مزے لوٹینگے اربابِ معانی
بچھا سکے لیئے خوانِ سخن اب
کرینگے قدردان سب قدر اسکی
کہ یہ دیوان ہے جانِ سخن اب

لکھا فیاض نے یہ مصرعِ سال
پھلا پھولا ہے بستانِ سخن اب
۱۳۲۳ھ

دیگر

ہوا طبع انجم کا دیوانِ نو
ہوے شاد اسے دیکھکر اہل فن
لکھا سالِ تاریخ فیاض نے
ہوئی جلوہ آرا عروسِ سخن
۱۳۲۳ھ

دیگر

کسی سے وصف ہو کیا اس جدید دیوانکا
زبانِ اہل زبان بے زبان و قاصر ہے
لکھو یہ مصرعِ تاریخ طبع اسے فیاض
کلام حضرت انجم یہ واہ نادر ہے
۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از فکر رفیع الدرجات جامع الکمالات جناب سید جہانگیر احمد صاحب خلف اکبر حضرت کاہش لکھنوی رضوی ساکن بکسرہ ضلع آرہ

تہا بصد انتظار
جو تھا مدعا دلکا پورا ہوا

برآئی مرے دل کی پوری مراد　　فصیح و بلیغ آج دیوان چھپا
۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شمع بزم سخندانی گوہر دریاے معانی جناب سید نظیر احمد صاحب خلف اصغر حضرت کاہش لکھنوی

لکھا دیوان وہ آپ نے انجم　　ہر سخن دان ہی مدح خوان جسکا
ار سر دل ہی اسکی یہ تاریخ　　مخزن عشق یہ کلام ہو گیا
۱۳۱۹ (مدخلہ)

قطعہاے تاریخ - از - عالی خاندان والا دودمان سخن فہم سخن دان یگانۂ آفاق گنجینۂ مذاق - جناب محمد تفضل حسین صاحب بیخود شاگرد حضرت کاہش لکھنوی

واہ کیا دیوان انجم کا چھپا　　ہر ورق رشک وہ گلزار ہی
دیکھنے سے دل کو آتا ہی قرار　　ہی یہ دیوان یا شبیہ یار ہی

مصرعۂ تاریخ بیخود لکھ یہ تو
چھپ گیا وہ دفتر اشعار ہی
۱۳۲۳ھ

دیگر

حضرت انجم کا دیوان جب چھپا　　پر ہوا گوہر سے دامان سخن
وہ لکھا بے مثل دیوان لاجواب　　اوج پر جس سے ہوئی شان سخن

لکھدے ای بیخود سے تاریخ طبع
آج اب پھولا گلستان سخن
۱۳۲۳ھ

دیگر

واہ کیا ہے کلام انجم کا
جسکی شہرت ہوئی ہے دور و قریب
ہاتفِ غیب نے کہا بیخود
اسکی تاریخ = ہے عجیب و غریب
۱۳۱۴ فصلی

دیگر

جودت دکھائی طبع نے انجم کی واہ کیا
ذہنِ رسا خدا نے انھیں ہے کیا عطا
کن باتونکی کرے کوئی تعریف اور ثنا
لطفِ وصال ہے کہین فرقت کا ہے مزا
کہتے ہین سب تسلسل مضمون دیکھکر
دیوان لکھا یا کہ ہے موتی پرو دیا

تاریخ طبع لکھدی یہ بیخود نے عیسوی
اشعار بینظیر آج انجم کا چھپ گیا
۱۹۰۵ء

قطعۂ تاریخ ـ نتیجۂ فکر ـ سرآمد سخنوران طوطی ہندوستان جناب محمد تجمل حسین صاحب ہشیار ـ خلف حضرت بیخود صاحب شاگرد کاہش ساکن بکسر ضلع آرہ

کرون تعریف مین کیا تیری انجم
حقیقت مین تو فخر شاعران ہے
لکھا دیوان تو نے کیا ہی واللہ
کہ جسکی مدح مین قاصر زبان ہے
جو کی تاریخ کی فکر ہمنے ہشیار
صدا ہاتف نے دی یہ ناگہان ہے

قلم کرکے قدِ شمشاد لکھ سال
۱۴۴
بہار بیخزان یہ بوستان ہے
۲۷ شہر رجب ۱۳۲۳ھ

دیگر

یہ لکھا انجم نے دیوان لاجواب
اس سے ملکِ نظم کو ہی افتخار

کہتے ہین سب حُسن مضمون دیکھکر
کھچ گئی پیش نظر تصویر یار

از سر انجم کہدے یہ ہشیار تو
راز الفت ہو گیا لو آشکار
۱۳۲۰ ، تخرجہ ۳ ، ۲۴ ۱۳ھ

دیگر

حیرت مین ہون کہ کیا کہون انجم ترے کلام کو
نغمۂ دلکشا کہون یا کہ پیام یار نو

کی فکر سال طبع کی جب گلشن خیال مین
بلبل دل یہ بول اُٹھا لکھ = باغ نو بہار نو
۱۳۲۴ھ

دیگر

کیون نہ اس دیوان پر ہو شاعرونکو افتخار
یہ سخن مثل کلام انوری ہی یادگار

لکھ رگ گل سے تو ای ہشیار سالِ طبع کو
خوبی گلزار ہی یہ حسن کی تازہ بہار
۱۶۰۰ (تخرجہ ۲۴۰) ۱۹۰۵ء

قطعۂ تاریخ از فکر شاعر ذو الاحترام دقیقہ رس پاکیزہ کلام جناب منشی شیخ امجد علی صاحب کاوش شاگرد حضرت کاہش از کبسرہ ضلع آرہ

انجم کا چھپ رہا ہی وہ دیوان بے نظیر
خوبی کی جسکی چار طرف دھوم دھام ہی

اُس شاہ نکتہ فہم سخندان کا ہی کلام
ملک سخن مین جسکا کہ ہر اک غلام ہی

سعدی و انوری و عراقی و عنصری
ان سب سے بڑھ کے شاعری مین انکا نام ہی

اقلیم شاعری کا یہی کج کلاہ ہی
رکن عروض کا یہی سلطان امام ہی

دنیا مین کون ہی جو انھین جانتا نہین
آگاہ ان سے دہر مین ہر خاص و عام ہی

یہ عندلیب گلشن معانی ضرور ہین	دیوان انکا غنچۂ مضمون تمام ہی

کاوش تو اپنے ذہن سے یہ تاریخ اسکی لکھ
دیوان ہی کہ بلبل باغ کلام ہی
۱۲۷۹ (تدخلہ ۴۴) سنہ ۱۳۲۳ھ

قطعۂ تاریخ از فکر شاعر بےنظیر و بے عدیل جناب سید علی ابراہیم صاحب خلیل ابن مولانا حکیم سید اصغر حسین صاحب رئیس و انریری مجسٹریٹ قصبۂ شاہ گنج بہادی ضلع جون پور

پرنس آسمان جاہ سلطان نژاد	فلک بارگاہ است انجم سپاہ
بسطوت چو دارا سلیمان بقدر	ثریا نظام ست و آصف بجاہ
چہ دیوان اشعار ترتیب داد	ملوک الکلام است بے اشتباہ
بیاض ورق چون بیاض سحر	سوادش بود کحل بہر نگاہ

نوشت این چنین سال کلک خلیل
زہے نظم عالی عالم پناہ
۱۳۲۳

قطعۂ تاریخ از فکر مخزن علم و ہنر معدن دانش و فن معانی گستر جناب محمد قاسم صاحب کوثر خلف جناب مولوی شیخ ذاکر حسین صاحب انصاری متوطن قصبۂ شاہ گنج ضلع بہادی جونپور

آسمان جاہ انجم ذیشان	حبر جاہ لوذعی وحید

یادگار سریر ملک اودھ | مثل او آسمان نہ دید و شنید
وہ چہ ترتیب داد دیوانی | نوبہار ریاض فکر جدید
گفت از بندۂ ذلیل وخلیل | سال طبعش چنین سروش سعید

از سر آفرین بگو کوثر
انجم نامی سخن تابید
۱۳۲۲ھ

قطعہائے تاریخ۔ من تصنیف ناظم بلند خیال ناثر بیمثال ذی مرتبت وذی کمال شاعر شیرین بیان نکتہ رس نکتہ دان۔ عالم رموز سخنوری ماہر نکات شاعری۔ جناب سید یوسف علی صاحب کاہش لکھنوی اثنا عشری شاگرد حضرت یاس لکھنوی ساکن بکبرہ ضلع آرہ

سبحان اللہ مرزا آسمان جاہ | ہر اک کہتا تمہین سحر البیان ہی
چھپا وہ آپکا دیوان ہی امسال | پسند خاطر پیر و جوان ہی
بلند ہین چرخ سے مضمون غزل کے | جو مطلع ہی وہ مہر شاعران ہی
ہر اک نقطہ ہی مثل خال مہوش | جو بیت ہی مثل ابروے بتان ہی
بھرے ہین اس مین گلہاے مضامین | پھلا پھولا ہوا یہ بوستان ہی
کہین نیرنگیٔ الفت کا ہی ذکر | کسی جا حال حسن مہوشان ہی
پڑھین خوش ہو کے اہل درد اسکو | کہ درد دل کی اس مین داستان ہی
کلیجے سے لگالین اسکو وہ لوگ | کہ جنکو عشق روے خوشخطان ہی

مثال یاد معشوق طرحدار — کلیجے مین یہ لیتا چٹکیان ہی
پئے تاریخ سال طبع دیوان — نداے غیب یہ گوہر فشان ہی

سر انجم سے کاہش لکھ یہ مصرعہ
کلام شاعر شیرین بیان ہی
۱۳۲۲ھ

دیگر

الحمد رب العالمین دیوان انجم چھپ گیا — سب جوش مین اسکے طبع سے کوئی نہین اسکے خلاف
اسوقت اسکی طبع کی تاریخ کاہش تو یہ لکھ — یہ گلشن اشعار یہ ہی کلام پاک و صاف
۱۳۲۲ھ

دیگر

نظم دل فراز — ساغر ناب
سنہ ۱۳۱۲ فصلی — سنہ ۱۳۱۲ فارسی
نسخہ عشق — باغ فیض طاب
سنہ ۱۳۲۲ھ — سنہ ۱۹۰۴ع
اخگر شاعران — نشتر حسن
سنہ ۱۹۰۴ عیسوی — سنہ ۱۳۲۵ سعودی
سخن غم بری — بداغ شباب
سنہ ۱۹۶۲ پرودشت — سنہ ۱۳۱۲ فصلی بنگلہ

دیگر قطعہ در صنعت منقوط بہر مصرعہ تاریخ پیدا است

رقم کرد انجم چہ پُر ضو دیق — کلام خودش را جلیل تمام
سنہ ۱۳۲۵ سعودی — سنہ ۱۳۲۲ھ
خوش اسلوب و عمدہ چہ خوش آمدہ — شدہ طبع در دہر نظم این کلام
سنہ ۱۹۰۴ع — سنہ ۱۳۱۲ فصلی
ثنا لیش ہر اک کردہ است بر لسان — خوشا نظم نیکو پسند عوام
سنہ ۱۳۱۲ بنگلہ — سنہ ۱۹۶۲ آبری
و در دہر شور ثنا این بپاست — خوشش اطوار شد طبع دیوان تمام
سنہ ۱۳۱۲ فارسی — سنہ ۱۹۶۲ پرودشت

قطعۂ تاریخ در صنعت نادر بہر سال طبع دیوان پرنس آسمان جاہ بہادر انجم دام عنایتکم

بہ از فضل خلاق عالم بدہر — شدہ طبع کاہش گلستان انجم
پئے سال در صنعت نادرہ — بگو = بین نایاب دیوان انجم
۱۳۲۳ھ

	ب	ی	ن	ن	ا	ی	ا	ب	د	
	دو	ده	پنجاه	پنجاه	یک	ده	یک	دو	چهار	
	۱۰	۹	۶۱	۶۱	۳۰	۹	۳۰	۱۰	۲۰۹	۴۲۹
[illegible]	ی	و	ا	ن	ا	ن	ج	م	۰	۱۳۲۳ ہجری
	ده	شش	یک	پنجاه	یک	پنجاه	سه	چهل	۰	
	۹	۶۰۰	۳۰	۶۱	۳۰	۶۱	۶۵	۳۸	۰	۸۹۴

دیگر

کلام انجم چھپا بصد شان - زفضل خالق پسند دلہا
ہراک ہی مداح اس سخن کا - ہراک جگہ پر ہی اسکا چرچا
ہرایک دم اسکا بھر رہا ہی - ہراک فدا اسپہ ہو رہا ہی
بسان مجنون ہراک ہی شیدا - کلام یہ ہی مثال لیلا
ہرایک تازہ مضامین اسکا - نہین ہی خالی زلطف واللہ

دکھا رہا ہی عجب تماشا — ہنسا رہا ہی رلا رہا ہی
فسانہ یہ درد عشق کا ہی — ستم رسیدون کا ماجرا ہی
پڑھے پھر اسکو جو دل ہو رکھتا — کلیجہ لے تھام پہلے انسان
کہین یہ اسمین ہی جور خوبان — کہین یہ ہی ذکر صبر عاشق
کسی جگہ وصل کا ہی چرچا — کہین یہ اسمین ہی حال فرقت
یہ سرو گلزار گلرخان ہی — و یا کہ شمشاد خوش قدان ہی
کہ ہی نسیم سحر کا جھونکا — یہ سنبل زلف مہ جبین ہی
یہ عندلیب سخن ہی یارب — کہ یا ہی یہ قمری مضامین
کہ رشک گلزار طبع فصحا — گل بلاغت ہی یا یہ دیوان
ہر ایک شاعر بذہن رنگین — براے تاریخ طبع گلگون
چمن مین فکر رسا مین بیٹھا — گل مضامین کو چن رہا ہی

ہوئی مجھے فکر سال کی جب — براے تاریخ بولا ہاتف
سر احد سے یہ لکھدے کاہش — بہار باغ کلام زیبا

۱۳۲۲ (تدخلہ) ۲۳ ۱۳ ھ

دیگر

بحمد اللہ یہ اچھا ہی دیوان — تعالی اللہ کہ اعلی ہی دیوان
تعجب سے ہر اک کہتا ہی کاہش — گل باغ سخن یہ کیا ہی دیوان
۱۹۰۵ع

دیگر

مداح زمانے مین ہر اک ہی اسکا — دیوان یہ بےمثیل ہی اعلے یکتا

تاریخ تو اسکی لکھدے کاہش ہجری — مقبول ہی یہ ریاض انجم اچھا ۱۳۲۳ھ

در صنعت نادر قطعۂ تاریخ طبع دیوان انجم جناب مرزا آسمان جاہ بہادر دام اقبالہٗ وجلالہٗ

رقم کرد انجم چہ دیوان خود را — ثنا خوان ہستند برنا و پیرے

و در وصف ہر شعر قاصر زبانم — بشکل محقق مثال دبیرے

وہر مصرعش چون قد مہوشان ست — وہر صفحہ تصویر شوخ شریرے

شدہ طبع صد شکر پروردگار — منور شدہ مثل ماہ منیرے

پئے سال کاہش مکن جستجو

بگو۔ نادری و گلے بے نظیرے

۱۹۰۵ع

نتیجہ										
	ن	ا	د	ر	ی	و	گ	ل		
	پنجاہ	یک	چہار	دوصد	دہ	شش	ست	سی		
	۶۱	۳۰	۳۹	۱۰۴	۹	۶۰۰	۴۶۲	۷۰	۱۵۸۵	۱۹۰۵ع
	ی	ب	ی	ن	ظ	ی	ر	ی		
	دہ	دو	دہ	پنجاہ	نہصد	دہ	دوصد	دہ		
	۹	۱۰	۹	۶۱	۱۴۹	۹	۱۰۴	۹	۳۲۰	

قطعۂ تاریخ - از فکر عالی خیال بلند فکر - مہاراج سہاے صاحب متیر ملازم محکمۂ رزیڈنسی ریاست جےپور

ای سخن سنج معلی مرحبا صد مرحبا
کیا کلام پاک ہی اور کیا طبیعت ہی رسا

آفرین صد آفرین ای شاعر شیرین دہن
کس فصاحت کس بلاغت سے ہی یہ دیوان لکھا

جسنے دیکھا اک نظر سو جان سے مفتون ہوا
دلربائی مین ہی یکتا یہ کلام دلربا

مصرعۂ تاریخ برجستہ کہا یہ متیر نے
حضرت انجم کا ہی دیوان نادر چھپگیا
۱۹۰۵ء

دیگر

فکر طبع جناب انجم سے
آج دیوان طبع ہوا ہی عجیب

سال ہجری کہا یہ ہاتف نے
متیر لکھ — بے بہا کلام غریب
۱۳۲۳

قطعۂ تاریخ از فکر معظم روسا محترم امرا - افصح الفصحا اکمل الکملا - جناب ٹھاکر گجودھر بخش صاحب شیدا رئیس سجولیا ضلع سیتاپور

شہرۂ انجم ہی تا چرخ برین
شاعر خوشگو و خوش الحان ہے

رنگین مضمون سُنکے شیدا نے لکھا
دفتر حسرت نیا دیوان ہے
۱۹۰۵ء

قطعۂ تاریخ از فکر - شاعر بےنظیر و بےعدیل - مولوی منشی محمد نوح صاحب نوح - خلف خان بہادر مولوی محمد عبدالمجید صاحب ساکن

قصبۂ نارہ ضلع الہ آباد - شاگرد فصیح الملک حضرت داغ

اک زمانے کو تھا جسکا اشتیاق ‌‌‌‌‌ اب ہی وہ دیوان انجم زیر طبع
فکر ہو گر تمکو اسکے سال کی ‌‌‌‌‌ نوح تم لکھدو - عروس شوخ طبع
۱۳۲۲ھ

دیگر

چہ دیوان رشک خورشید درخشان ‌‌‌‌‌ چہ دیوان غیرت انجم بشد چاپ
بگوش نوح ہاتف گفت تاریخ ‌‌‌‌‌ کلام حضرت انجم بشد چاپ
۱۹۰۵ء

قطعۂ تاریخ از فکر - بلبل بوستان سخن شمع شبستان انجمن سر آمد شاعران زمن جناب سید ابو الحسن صاحب حسن ساکن موضع چھاتا اختیار ضلع سارن

آسمان جاہ پور شاہ اودھ ‌‌‌‌‌ مہر شوکت رئیس ابن رئیس
فکر سے آپ کی ہی شرمندہ ‌‌‌‌‌ فکر سودا و میر و درد و انیس
طرفہ نشتر ہی آپ کا ہر شعر ‌‌‌‌‌ سنکے ہوتی دل عدو مین ہی ٹیس
خلوت غم مین آپکا دیوان ‌‌‌‌‌ دل کا غمخوار جان کا ہی انیس

سال طبع اُسکا یہ حسن نے لکھا
نظم - انجم چھپی ہی آج نفیس
۱۳۲۲ھ

قطعہاے تاریخ از فکر - چراغ ہندوستان واقف اُردو زبان فردوسی زمان مقتداے سخنوران - حکیم رمضان علی خان صاحب حمید شاگرد

جناب تدبیرالدولہ مدبرالملک منشی مظفر علی خان بہادر اسیر ساکن اودئی پور

طبع شد دیوان خوش اسلوب از زبان نجم ۔۔۔ ابجد بالا گشتہ است اسم رفیع و شان نجم
می نماید غنچہاے معنے رنگین بہار ۔۔۔ ہر کہ گلگشتِ چمن خواہد درین بستان نجم
گفتہ شد نظمیکہ با ترکیب نحو آراستہ ۔۔۔ کی شود قاطع دلیل حاسد از برہان نجم
کاوش فکر سخن را از سخنگویان بپرس ۔۔۔ نقطہ ہر یک قطرۂ خون مصرع ہر یک جان نجم
گوہر مقصد بدست ہر کہ وہ آمدہ ۔۔۔ موجزن گردید بحرِ طبع بے پایان نجم
گر قبول افتد ازین یک بیت در درگاہ حق ۔۔۔ از جزایش باد دور خلدِ برین ایوان نجم
سال تاریخش رقم گردید از کلک حمید ۔۔۔ سرمہ بہر چشم منصف جلوۂ دیوان نجم
سنہ ۱۳۲۳ھ

دیگر

صاحب تقویٰ ہو گر انسان تو ہی ایمان کا حسن ۔۔۔ جیسے آرایش کے باعث چہرۂ جانان کا حسن
جسطرح ہوتا ہی افزون برق سے باران کا لطف ۔۔۔ آہ سوزان سے ہی ویسے گریۂ ہجران کا حسن
انقیاد حکم تھا تاریخ کیون لکھتا نہین ۔۔۔ فرض ہی مجکو بڑھانا انجم کے فرمان کا حسن
چونکہ ہی فرمایش تاریخ تو لکھدو حمید ۔۔۔ طبع کے زیور سے کتنا بڑھ گیا دیوان کا حسن
۱۳۲۳ھ

قطعہاے تاریخ من تصنیف ۔ سرآمد سخنوران فصیح اللسان معجز بیان آتش زبان
جناب رستم علیخان ادیب مصنف دیوان ادیب ۔ ساکن شہر فرخ آباد

طبع شد دیوان انجم بے نظیر ۔۔۔ کرد نامی خالق بالا و شیب
گفت ہاتف سال تاریخش ادیب ۔۔۔ طبع گردیدہ خوشا دیوان زیب
۱۳۲۳ھ

دیگر

وہ چھپا دیوان انجم نو بکا — جس سے ہوتے ہین خجل خورشید و ماہ
طبع کی تاریخ یہ ہے ای ادیب — نظم انجم ہے کمال حسن وجاہ
۱۳۲۳ھ

دیگر

آسمان جاہ بہادر کا چھپا دیوان جب — شاعران نکتہ دان را پسند طبع شد
مصرع سال مسیحی گفت ای ادیب — رشک مہر اوج شرف دیوان انجم طبع شد
۱۹۰۵ء

دیگر

چھپگیا دیوان انجم جس گھڑی — دیکھکر شادان ہر اک شاعر ہوا
عیسوی تاریخ اُسکی ہے ادیب — شکر ایزد دفتر حسرت چھپا
۱۹۰۵ء

دیگر

جسگھڑی دیوان انجم دفتر حسرت چھپا — غنچۂ دل کھلگئے مانند گلہاے بہار
مصرع تاریخ فصلی یہ کہا دسلئے ادیب — خوب نادر کیا چھپا دیوان انجم یادگار

قطعۂ تاریخ دیوان حسرت از جناب شنکر دیال متخلص بہ شاد ناظر عدالت ضلع شیو پور

ہوے محو نظارہ اہلِ نظر — جو دیوان حسرت کا دیکھا جمال
وہ ہے شاہد دلربائے سخن — فدا ہین دل وجان سے رنگین خیال
زبس شوخیِ شاہد نظم پر — خجل ہوتی ہین چشمہاے غزال
ہر اک صفحہ رشکِ رخِ مہوشان — ہر ایک بیت ہے ابروے خوش جمال

ہر اک دایرہ رشک رخسارِ حور
عجب دلفریب اسکا حسنِ بیان
وہ معشوق و عاشق کے راز و نیاز
وہ جورِ حسینان وہ عاشق کا دل
وہ بانکی ادا اور وہ ترچھی نظر
وہ گفتار شیرین بصد دلبری
وہ معجز نمائی لب و چشم کی
غرض ہین قلمبند اسرار عشق
یہ دیوان ہی آپ اپنا نظیر
نہ کیون آسمان ہو زمین غزل
رقم تو بھی کر شاد تاریخ وہ
بحمد اللہ ہی کتنی شستہ زبان
۱۳۲۰
رقم اور بھی ایسی تاریخ کر
سن ہجری و عیسوی بکرمی

ہر اک نقطہ ہی گویا عارض کا خال
عجب روح افزا ہی اسکا خیال
ملال شب ہجر و لطفِ وصال
وہ تیر نگہ اور وہ سینہ کی ڈھال
وہ نازک کمر اور وہ مستانہ چال
وہ دام محبت وہ زلفون کا جال
جلا کر کبھی جان لینا نکال
کبھی صورتِ عاشقِ خستہ حال
فنِ شاعری کا ہی بدر کمال
ہی فکرِ رسا جبکہ عالی خیال
کہ دلشاد ہون جس سے اہلِ کمال
زبانِ قلم وصف مین جسکے لال
پھڑک جائین شعرا نازک خیال
یہ سب ایک مصرعہ کے سانچہ مین ڈھال

کہا دل سے دلشاد ہو کر وہین
لکھا خوب یہ مخزن بےمثال
۱۳۲۰ھ ۵۸۲
۱۹۰۳ع
۱۹۵۹ بکرمی